خُطباتِ تُرابی

جلد ہفتم

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

زاویہ
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست

خطبات ترابی ''ایک قیمتی سرمایہ''

ازقلم: حضرت علامہ محمد سلیم رضوی

(نگران بزم رضویہ اہلسنت وجماعت' کراچی)

خطابت دراصل ایک فن ہے، جس کا مقصود سامع کے دل ودماغ میں اپنی غایت ومنشاء کا آثار دینا ہے۔ اس انداز پر کہ وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کے لئے مجبور ہوجائیں اور آپ کے پیغام کو قبول کرنے کو اپنی نجات وبھلائی کا واحد راستہ جانیں۔ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ہر دور میں خطابت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وعظ ونصیحت بصورت بیان وخطاب سنت انبیاء وسنت خیرالوریٰ امام الانبیاء علیہ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے دینی وعظ وخطاب سنت وعظیم طاعت ہے جس پر کئی احادیث واقوال بزرگان دین بطور شہادت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں کیونکہ سردست کلام میں اختصار ملحوظ ہے۔

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے''

''جو کسی کو نیکی کی دعوت دے، اسے ہر کلمہ کے بدلے ایک سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملے گا''

درج بالا ارشاد اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ ہمیں بحیثیت خادم دین (جو خطابت کا اہل ہو) اس طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔لیکن گزشتہ کچھ سالوں میں عوام کا مزاج کچھ بدل سا گیا ہے۔عوام نے زیادہ شور مچانے اور عجیب وغریب باتیں کرنے والے کو ''بہترین خطیب'' گردانا شروع کردیا ہے۔اختتام بیان پر اگر ان شعلہ بیان خطیبوں کے سامعین کو پوچھ لیا جائے، خطاب کیسا رہا تو زمین وآسمان کی قلابیں ملاتے نہیں تھکتے،لیکن اگر عنوان ہی پوچھ لیا جائے تو شاید نہ بتا سکیں۔خیر میں عرض کررہا تھا کہ خطابت کی اہمیت کے حوالے سے......اللہ عزوجل کا یہ خاص کرم رہا کہ اہل سنت وجماعت کے پاس ہر دور میں بہترین خطیب رہے ہیں جنھوں نے اپنے اعجاز کلام، زور بیان اور خداداد صلاحیتوں اور مقبولیت عامہ کے ذریعہ مسلک حق کا خوب خوب دفاع کیا۔گویا وہ آہنی دیوار تھے جس سے ٹکرا کر بدمذہبیت اور الحادکی بے شمار منہ زور آندھیاں ختم ہوگئیں اور غریب اہل سنت محفوظ رہ گئے۔اگر میں ان خطباء کے نام لوں تو شاید ایک رسالہ تیار ہوجائے، فی الحال چند بزرگوں کا نام محض اپنے قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں تا کہ برکت بھی شامل ہو اور عوام اپنے حافظہ کی بنیاد پر اکابرین کو پہچانیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بے شمار افراد کو حمایت دین اور غلبۂ اسلام کے حوالے سے تیار کیا۔آپ کے خلفاء، معتقدین میں درج ذیل احباب فن خطابت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

☆ صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا ہدایت رسول قادری

☆ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی

☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (اگر چہ خطابت آپ کی فیلڈ نہیں تھی، آپ درس وتدریس میں مشغول رہتے مگر چند خطابات ایسے کئے کہ علماء بھی دنگ رہ گئے اور اعلیٰ حضرت آپ کے خطاب پر اعتماد رکھتے تھے۔ یہ شہادتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ صدرالشریعہ بہترین خطیب تھے۔ اگر چہ زیادہ خطاب نہیں کئے)

☆ حضرت عبدالاحد

☆ حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی (مبلغ اسلام)

☆ شیر بیشۂ سُنت مولانا حشمت علی خان

☆ حضرت شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی

☆ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب (کوٹلی)

☆ غزالیٔ زماں علامہ سید سعید احمد کاظمی

☆ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب

☆ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمہم اللہ

موجودہ دور میں بھی بہت سے علماء بذریعہ خطابت خوب اسلام کے پیغام کو عام

کررہے ہیں جیسے علامہ خادم حسین رضوی، علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، پیرزادہ رضا ثاقب مصطفائی، علامہ ڈاکٹر عرفان شاہ مشہدی و دیگران روشن ناموں میں ایک نام علامہ شہزاد قادری ترابی کا بھی ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی علمی حلقوں میں بے حد معروف ہیں۔ آپ کی اصل پہچان آپ کا وہ تحریری کام ہے جو خون جگر سے آپ نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ اس شعبہ میں آپ نے قدم کب اور کیسے رکھا مگر ماشاءاللہ تصانیف کی تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے سالوں کا سفر ہے، کئی راتوں کی قربانیاں ہیں کیونکہ تصنیف کے لئے جو یکسوئی اور تنہائی درکار ہے، وہ ایک مقبول عام خطیب کے لئے اکثر مفقود ہوتی ہے اس لئے آپ کی کتب دیکھ کر دل سے بس یہی ایک دعا نکلتی ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

احقر کو یہاں آپ کی کتابوں پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ورنہ میں ثابت کر دیتا کہ آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ بہت بڑے خلاء کو پر کر دیا ہے۔ گویا کہ ایک فرض تھا جماعت پر جس سے علامہ شہزاد قادری ترابی نے سبکدوش کر دیا۔ اللہ پاک انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائی معتدل مزاج علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم کلک رضا کا عکس و پرتو ہے اور علامہ ترابی مظہر فیض رضا...... میں اپنی بات کا رُخ حضرت کی خطابت کی طرف اس شعر کو بیان کر کے کر رہا ہوں۔

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے

اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

یہ حقیقت ہے کہ عوام میں مقبول زیادہ وہی ہوتا ہے جو بہترین خطیب ہوتا ہے، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔علامہ شہزاد قادری ترابی اپنی تصانیف اور ندرت کلام اور اچھوتے انداز پر مبنی لٹریچر کی بنیاد پر خطابت کی دنیا میں آئے۔ایک سبب شاید خطابت کی طرف مائل ہونے کا یہ بھی رہا ہوگا کہ آپ کے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا ابھی حال میں وصال باکمال ہوا ہے، قارئین دعائیں مغفرت و بلندئ درجات میں یاد رکھیں) ایک بہترین اور مقبول زمانہ خطیب تھے۔لیکن میں آج بھی حیرت زدہ ہوں کہ آخر کس طرح علامہ شہزاد قادری ترابی خطابت وتصنیف دونوں شعبوں میں کام کررہے ہیں، نہ صرف کررہے ہیں بلکہ مثالیں قائم کررہے ہیں۔یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم بذریعہ مصطفی ﷺ و اولیاء کرام علیہم الرضوان ہے ورنہ خطابت و تصانیف کے درمیان تعلقات کچھ زیادہ خوش گوار نہیں۔جتنے بھی مصنفین گزرے ہیں، عام طور پر وہ خطیب نہیں تھے اور جب لوگوں نے خطابت کے ساتھ تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہو، وہ لوگ چند ہی ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

الشاذ کالمعدوم

خیر اللہ کرے علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم اور زبان یوں ہی خدمت دین کے لئے چلتے رہیں اور خطبات ترابی اس حوالے سے بہت ممتاز ہے کہ یوں تو خطابت پر

مارکیٹ میں بہت ہی کتابیں ہیں لیکن بعض تو چند عنوانات پر مشتمل ہیں اور بعض اتنی دقیق ہیں کہ مبتدی مستفیض نہیں ہوسکتا۔ یہ علامہ شہزاد قادری ترابی کا احسان ہے کہ انہوں نے خطابت کے میدان میں نو واردوں کو ''ہتھیار'' فراہم کردیا ہے۔ اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اس ہتھیار کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ ''خطبات ترابی'' ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ جس سے بہت سے احباب اس وادیٔ پرخار میں اترنے کا حوصلہ پاسکتے ہیں۔ علامہ شہزاد قادری ترابی کی خطابت کے چند تخصصات جو میرے مشاہدے میں آئے، بیان کرتا ہوں، جو بلاشبہ ان کے پیرومرشد کے فیض کی برہان ہے۔

☆ آپ اپنے اور سامعین کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مقصدیت سے پُر گفتگو کرتے ہیں۔ حصول لطیفے، ذاتی واقعات اور موضوع سے انحراف فقیر نے کبھی نہیں دیکھا۔

☆ آپ نے خطابت کو طلب مال وشہرت کا ذریعہ نہیں بنایا، اپنا سیکریٹری نہیں رکھتے، عوام کی دسترس میں رہتے ہیں، عوام وخواص ہر ایک کو وقت دیتے ہیں اور اکثر جگہ سے بغیر لفافے کے لوٹ آتے ہیں، ماتھے پر شکنیں نہیں پڑنے دیتے۔

☆ آپ تہذیب یافتہ ستھری زبان استعمال کرتے ہیں۔ اپنے بدترین دشمن کو بھی گالی نہیں دیتے، نہ بے ہودہ طریقہ اپناتے ہیں، ہاں کبھی کبھی جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں، کیونکہ آپ ایک کھرے اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔

☆ آپ اپنے خطابات میں اصلاح احوال پر بے حد زور دیتے ہیں۔ آپ

دراصل ہنگامۂ قیامت بپا کرنا چاہتے ہیں تا کہ اہل سنت اپنے مرتبہ ومقام کو پہچان کر اپنے حقوق حاصل کرسکیں۔

☆ آپ عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اپنی علمیت جھاڑنا اور مشکل الفاظ سے لوگوں کو مرعوب کرنے کے قائل نہیں، تحریر ہو یا تقریر، آسان الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تا کہ ایک کم پڑھا لکھا آدمی بھی مقصود کو پالے، ہم ان کی اس حکمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

☆ آپ اپنی خطابت سے دوسروں کو دینی کاموں میں مضبوط کرتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں، عوام میں دوران بیان خوب حوصلہ افزائی سے نوازتے ہیں۔ مجھے وہ وقت آج بھی یاد ہے جب ''بزم رضویہ'' کے ابتدائی ایام تھے اور آپ ''ہماری بزم'' کہہ کر میرے حوصلوں کو اوج ثریا نصیب کرتے تھے۔

☆ آپ بیان میں کسی قسم کے تصنع یا بناوٹ سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنے مخصوص انداز بیان سے مخاطب ہوتے ہیں۔ آپ کسی کی نقل نہیں اتارتے بلکہ قدرتی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مجمع کی تعداد دیکھ کر بیان نہیں کرتے بلکہ مجمع کم ہو یا زیادہ، دل سے بیان کرتے ہیں۔

☆ آپ ایک نڈر اور بے باک مبلغ ہیں۔ اپنے پیرومرشد کی طرح حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں نہ جھجکتے ہیں۔ مسلک کی طرف آنکھ اٹھانے والوں کی آنکھ پھوڑ دینا آپ کا وطیرہ ہے۔ میرے مطابق تو آپ ''اغیار و کفار'' کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں

جس نے نیام میں رہنا نہیں سیکھا، انداز مصلحانہ اور دھیما ہی رکھتے ہیں۔

☆ آپ کے پیش نظر غلبۂ اسلام کی جدوجہد ہے۔ اس لئے آپ اپنی خطابت سے اپنے ہی بھائیوں پر کیچڑ نہیں اڑاتے، فروعی اختلاف کو بنیاد بنا کر کردار کشی نہیں کرتے۔ آپ اپنی خطابت سے توڑتے نہیں، جوڑتے ہیں۔

بس یہی پرانی بات روک رہا ہوں، پھر کبھی اس تشنہ مضمون کی تکمیل کی طرف دھیان کروں گا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ کو مزید عروج دے اور ان کا اقبال ہمیشہ بلند رکھے۔ یہ چرک اہل سنت پر ہمیشہ تاباں رہیں۔ آمین

شیطان کس وجہ سے مردود ٹھہرا؟

(درسِ قرآن)

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰکُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰکُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ لَمۡ یَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف سے آیت نمبر 11 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

محترم حضرات! جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی اس میں کئی موضوع ہیں، انسان کی تخلیق سے لے کر مختصر مختصر مختلف حصوں کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ :اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا۔

☆مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں: اگر چہ ساری مخلوق رب تعالیٰ ہی نے بنائی ہیں لیکن یہاں انسان کی پیدائش کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، ہر قسم کی مٹی حضرت آدم علیہ السلام میں جمع فرمائی گئی، ہر قسم کے پانی سے خمیر کی گئی، آپ کا نقشہ صورت خود رب نے اپنے دست قدرت سے بنایا (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے جب حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا، وہ دن جمعۃ المبارک کا تھا اور وقت عصر کا تھا) آپ علیہ السلام پیدائشی ساٹھ ہاتھ کے ہوئے دوسروں کی طرح چھوٹے پھر بڑے نہ ہوئے، آپ علیہ السلام کو پیدائشی عالم بنایا (وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (تفسیر بیضاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء پیش فرمائیں اور بطور الہام کے آپ کو ان تمام چیزوں کے نام، کام، صفات، خصوصیات، اصول علوم اور صنعتیں سکھا دیں) آپ علیہ السلام کو پیدائشی عارف باللہ (اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا) بنایا اور اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا جیسا کہ سورۂ تین آیت نمبر 4 میں ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

(اور بے شک ہم نے آدمی کو بہترین صورت پر بنایا)

آگے ارشاد ہوتا ہے

ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ (پھر تمہارے نقشے بنائے)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پشت میں تم سب کے نقشے امانت رکھے جو بعد میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی صورت میں ان کی پیٹھ سے نکالے گئے ''ثُمَّ'' ترتیب بیانی کے لیے ہے یعنی اے لوگو! ہم نے تم سب کو تمہارے باپوں کی پیٹھوں میں پیدا کیا پھر تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں صورت بخشی۔

رب تعالیٰ نے انسان کی پیدائش میں یہ کمال رکھا ہے کہ سارے جانور کچھ سمجھ بوجھ لے کر ماں کے پیٹ سے آتے ہیں مگر انسان بالکل ناسمجھ کہ سوائے رونے کے کچھ نہیں جانتا مگر آگے چل کر جانور ناسمجھ ہو جاتا ہے اور انسان عقل و دانائی میں سب سے بڑھ جاتا ہے، بعض انسان فرشتوں سے بڑھ جاتے ہیں۔ شان والے پروردگار نے انسان کے بالشت بھر چہرے میں کروڑوں نقشے ایسے بنائے کہ کوئی دوسروں سے نہیں ملتا ورنہ کوئی پہچانا نہ جاتا، گھر میں ماں، بہن، بیوی، پہچان میں نہ آتیں۔

☆ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں کہ فرشتوں کو جس سجدے کا حکم ہوا، وہ سجدۂ تعظیمی تھا (یاد رہے کہ سجدے کی دو قسمیں ہیں، ایک سجدۂ عبادت اور دوسرا سجدۂ تعظیمی۔ سجدۂ عبادت وہ ہوتا ہے جو کسی کو معبود سمجھ کر یعنی عبادت کے لائق سمجھ کر کیا جائے اور سجدۂ تعظیمی وہ ہوتا ہے جس میں سامنے والے کی تعظیم مقصود ہو۔ یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں سجدۂ تعظیمی جائز تھا مگر اُمّت محمد ﷺ میں سجدۂ تعظیمی حرام ہے)

فرشتوں کوجس سجدے کا حکم دیا اس میں قیام اور رکوع نہ تھا، صرف سجدہ تھا اور سجدہ سے مراد پیشانی کا زمین پر رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی سارے فرشتوں نے ایک سجدہ کیا اور ایک ساتھ کیا، آگے پیچھے نہ کیا۔

☆ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ

تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 352 پر فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا پھر جب وہ سجدے سے اٹھے تو انہوں نے شیطان کو کھڑا دیکھا تو دوبارہ سجدے میں چلے گئے (یہ سجدۂ شکر تھا کہ مولائے کریم نے ہمیں نافرمانوں میں سے نہ کیا)

رب تعالیٰ نے سجدۂ آدم کا یہ واقعہ قرآن مجید میں سات جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔

1۔سورۂ بقرہ، 2۔سورۂ اعراف، 3۔سورۂ حجر، 4۔بنی اسرائیل، 5۔سورۂ کہف، 6۔سورۂ طٰہٰ اور 7۔سورۂ ص

ابلیس کے سجدہ نہ کرنے پر رب تعالیٰ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی جسے

اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ آگے ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ

ابلیس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 355 پر فرماتے ہیں: رب تعالیٰ کی شان نرالی ہے۔ اس نے ادنیٰ کو پیدا کیا اور ادنیٰ سے اعلیٰ کو پیدا فرمایا۔ ناپاک نطفہ سے انسان بناتا ہے اور پاک انسان سے ناپاک نطفہ، اس مردود نے رب تعالیٰ کی قدرت کا بھی درپردہ انکار کیا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ابلیس آگ سے پیدا کیا گیا ہے تو اسے نوری مخلوق کے ساتھ سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابلیس کی پیدائش آگ سے ہے اور فرشتوں کی پیدائش نور سے، چونکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا، اس لیے اس کو بھی سجدہ کرنے کا حکم ہو گیا تھا۔

☆ابلیس ایک راز نہ سمجھ سکا:

ابلیس ایک راز نہ سمجھ سکا وہ یہ کہ اس نے یہ دیکھا کہ کس سے بنے ہیں؟ یہ نہ دیکھا کہ آپ کیسے بنے، کیوں بنے ہیں، اس لیے وہ گمراہ ہو گیا۔ اگر یہ دیکھ لیتا اور سمجھ لیتا کہ کائنات کے پالنہار، ماں سے بڑھ کر بندوں سے محبت کرنے والے، کائنات کو تخلیق کرنے والے، بادشاہوں کے بادشاہ، شہنشاہوں کے شہنشاہ، سب سے بڑے حاکم نے انہیں اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ یہ آدم علیہ السلام معمولی ہستی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ یہ وہ راز تھا جو ابلیس سمجھ نہ سکا۔

☆کیا فرشتے نہیں جانتے تھے کہ یہ مٹی سے بنے ہیں؟

ابلیس جانتا تھا کہ یہ مٹی سے بنے ہیں اور فرشتے بھی جانتے تھے کہ یہ مٹی سے بنے ہیں مگر کیا وجہ تھی کہ فرشتے نوری مخلوق ہونے کے باوجود بلا چوں وچرا سجدہ میں گر گئے اور ابلیس منکر ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ ابلیس کو اللہ تعالیٰ کے نبی کے بغض نے اندھا کر دیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی سے حسد کیا۔

☆فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھا:

مشہور واقعہ حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور ایاز کا واقعہ تاریخ میں ملتا ہے۔ایک دن سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ سے درباری شکایت کرنے لگے کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ آپ ایاز سے سب سے زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی آپ کے خدام اور درباری ہیں؟

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے اس سوال کا جواب دینے کے لیے سارے درباریوں کو جمع کیا اور قیمتی پتھروں سے بنا ہوا شیشے کا گلاس منگوایا اور باری باری ایک ایک درباری کو بلوایا اور یہ قیمتی گلاس اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ اسے زمین پر پٹخ دو، درباری اس قیمتی گلاس کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور اسے دیکھ کر رکھ کر چلے جاتے، کسی نے بھی اس گلاس کو زمین پر نہیں پٹخا۔

آخر میں اپنے چہیتے ایاز کو بلوایا اور یہ قیمتی گلاس ان کو ہاتھ میں دیا اور زمین پر پٹخنے کا حکم دیا۔ایاز نے حکم سنتے ہی گلاس زمین پر پٹخ دیا۔

سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے یہ معاملہ دکھا کر درباریوں سے کہا کہ میں اس لیے ایاز سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں کہ تم سب نے گلاس کے قیمتی ہونے کو دیکھا مگر ایاز نے میرے حکم کو دیکھا۔

محترم حضرات! بتانا یہ مقصود ہے فرشتوں نے حکم ربی کو دیکھا تو ملائکہ مقربین بن گئے اور ابلیس نے بغض نبی میں حکم ربی کو اہمیت نہ دی لہذا وہ مردود ہو گیا۔

☆عقل سے بھی سوچا جائے تو خاک، آگ سے افضل ہے:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں: خاک، آگ سے کئی لحاظ سے افضل ہے۔

1۔مٹی میں عجز و انکساری ہے جبکہ آگ میں بڑائی اور تکبر ہے۔

2۔کھیت اور باغ مٹی میں لگتے ہیں، آگ میں نہیں لگتے۔

3۔مٹی میں قرار ہے، آگ میں تڑپ اور بے قراری ہے۔اس لیے انسان مٹی میں دفن ہوتے ہیں۔آگ میں دفن نہیں ہوتے۔

4۔مٹی آباد کرتی ہے، آگ جلا کر برباد کرتی ہے۔

5۔مٹی میں امانت داری ہے، آگ میں خیانت ہے، اس لیے دانہ مٹی میں دبا دو تو وہ محفوظ رکھتی بلکہ بڑھاتی ہے جبکہ آگ میں دانہ ڈال دو تو اسے فنا کر کے جلا دیتی ہے۔

6۔مٹی، آگ پر غالب ہے اس لیے کہ وہ آگ کو بجھا دیتی ہے، فنا کر دیتی

ہے مگر آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی، نہ گلا سکتی ہے۔

7۔خاک میں بقاء ہے، آگ میں فنا ہے۔اس لیے کہ خاک شہر اور بستیاں آباد کرتی ہے جبکہ آگ ایسا نہیں کر سکتی۔

معلوم ہوا کہ اگر عقل سے بھی سوچا جائے تو خاک، آگ سے ہر لحاظ سے افضل ہے مگر ابلیس چونکہ بغض نبی میں اندھا ہو چکا تھا اس لیے وہ اس بات کو نہ جان سکا۔

☆شیطان کا جواب ایک مقام پر یوں بیان کیا گیا:

چنانچہ سورۂ حجر آیت نمبر 33 میں شیطان کا جواب بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ

(شیطان) بولا مجھے زیب نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

معلوم ہوا کہ نبی کو حقارت اور بے ادبی سے بشر کہنے کا آغاز شیطان مردود نے کیا حالانکہ فرشتے بھی جانتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام بشر ہیں مگر فرشتوں نے حضرت آدم کی بشریت پر ایمان رکھا اور شیطان نے بے ادبی کے ساتھ

بشریت کو اچھالا تو جنہوں نے فقط اللہ تعالیٰ کے نبی کی بشریت پر ایمان رکھا وہ ملائکہ مقربین ہو گئے اور جس نے بے ادبی سے نبی کی بشریت کو اچھالا، وہ شیطان مردود ہو گیا۔

شیطان جس جرم کی وجہ سے مردود ہوا، اس نے اپنے چیلوں کو بھی اسی کام پر لگا دیا۔

☆حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کفار نے اپنی طرح بشر کہا:

قَالُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا

کافروں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ تم تو ہمارے ہی مثل بشر ہو۔(سورۂ یٰس آیت 15)

☆حضرت صالح علیہ السلام کو کفار نے اپنی طرح بشر کہا۔

مَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا

(کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ) تم تو ہمارے ہی مثل بشر ہو۔(سورۂ شعراءٗ آیت 154)

☆حضرت شعیب علیہ السلام کو کفار نے بشر کہا:

مَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا

(کافروں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ) تم تو ہمارے ہی مثل بشر ہو۔ (سورۂ شعراء، آیت 186)

☆ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو کفار نے اپنی طرح بشر کہا۔

قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ

(کفار حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کہنے لگے) تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم جھوٹے ہو۔ (سورۂ یس، آیت 15)

محترم حضرات! حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسٰی علیہ السلام تک کئی انبیاء کرام کو شیطان نے کفار کے مونہہ سے اپنے جیسا بشر کہلوایا کیونکہ یہ اس کا مشن تھا لہذا اب وہ ابوجہل اور ولید بن مغیرہ کے پاس پہنچا تا کہ رسول اللہ ﷺ کی بشریت کو اچھالا جائے چنانچہ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 3 میں فرمایا گیا۔

☆ ابوجہل و ولید نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہا:

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ

اور ظالمین پوشیدہ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں کہ نہیں ہے یہ مگر تمہاری مثل بشر۔کیا پس تم جادو پر آتے ہو حالانکہ تم صاف بصیرت پر ہو۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ نبی کو حقارت اور بے ادبی کے ساتھ بشر کہنے کا آغاز شیطان نے کیا۔ اسی بناء پر مردود ہوا پھر اس نے ارادہ کرلیا کہ میں انسانوں کو بھی اس کام پر لگاؤں گا لہذا وہ آج اپنے مشن میں کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے۔

رب تعالیٰ کو جلال آ گیا اور رب تعالیٰ نے اسے جنت سے نکال دیا چنانچہ سورۂ اعراف آیت 13 میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا

اللہ نے فرمایا: تو یہاں سے اتر جا۔

یعنی جنت سے اتر جا کہ یہ جگہ اطاعت وتواضع کرنے والوں کی ہے، منکرو سرکش کی نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جنت پہلے سے موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے یعنی ساتوں آسمانوں کے بعد ہے۔ زمین کے نیچے نہیں کیونکہ اترنا اوپر سے ہوتا ہے۔

سورۂ اعراف کی آیت نمبر 13 میں ارشاد فرمایا:

فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ

پس تیرے لیے جائز نہیں کہ تو اس مقام میں تکبر کرے، نکل جا، بے شک تو ذلت والوں میں سے ہے۔

محترم حضرات! ہزاروں برس کا عبادت گزار اور فرشتوں کا استاد کہلانے والا ابلیس بغض نبی اور تکبر کی وجہ سے مردود ٹھہرا اور قیامت تک کے لیے ذلت و رسوائی کا شکار ہو گیا جیسا کہ حدیث شریف میں بیان فرمایا گیا۔

حدیث شریف = ابن عساکر، حرف القاف صفحہ نمبر 40 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تکبر سے بچتے رہو کیونکہ اسی تکبر نے شیطان کو اس بات پر ابھارا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرے۔

☆ تکبر کس چیز کا نام ہے؟

حدیث شریف = مسلم شریف کتاب الایمان میں حدیث نمبر 147 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تکبر حق کی مخالفت کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔

☆مردود ہونے سے پہلے اس کا کیا نام تھا؟

تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ نمبر 229 پر ہے کہ ابلیس کے مردود ہونے سے پہلے سریانی زبان میں اس کا نام عزازیل تھا۔عربی زبان میں ''حارث'' تھا۔ حکم ربی کے انکار کے بعد ابلیس نام رکھا گیا جس کا معنی ہے ''خیر سے دور ہونا'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔ اسے شیطان بھی کہا گیا جس کا معنی حق سے دور ہونے والا گروہ۔

مردود ہونے کے بعد شیطان نے اپنے رب سے مہلت مانگی جسے سورۂ اعراف کی آیت 14 اور 15 میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ○ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ

شیطان نے کہا: تو مجھے اس دن تک مہلت دے دے جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے۔اللہ نے فرمایا: تجھے مہلت ہے۔

محترم حضرات! شیطان کو رب تعالیٰ نے پہلی بار صور پھونکنے تک مہلت دے دی، جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوجائے گا۔

پھر شیطان بولا جسے سورۂ اعراف کی آیت نمبر 16 میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ

شیطان نے کہا: مجھے اس کی قسم کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر لوگوں کی تاک میں بیٹھوں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 367 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ جملہ کونین کے پالنہار، بادشاہوں کے بادشاہ، کریموں کے کریم پروردگار کی بارگاہ اقدس میں سخت بے ادبی والا جملہ ہے۔ خیال رہے کہ نبی کا بے ادب کبھی خدا تعالیٰ کا باادب نہیں ہوسکتا۔ نبی کا گستاخ کبھی خدا تعالیٰ کا وفادار نہیں ہوسکتا چونکہ شیطان پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی کر چکا تھا، وہ بے ادبی سیڑھی تھی، اس کے بعد وہ اس حد تک پہنچا کہ اس نے خدا تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کر دی۔

شیطان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ یہ تیرا مجھ پر ظلم ہے کہ تو نے بلاوجہ مجھے گمراہ کر دیا۔ یہ بے ادبی کی انتہا ہے۔ رب پھر بھی اسے مہلت دیتا ہے، یہ انتہا درجہ کا حلم ہے۔

☆ سیدھے راستے پر لوگوں کی تاک میں:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کہنا کہ ''میں سیدھے راستے پر لوگوں کی تاک میں بیٹھوں گا'' اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی تاک میں چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح بیٹھوں گا، جب میرے داؤ میں آئیں گے، ان پر حملہ کر دوں گا۔ ابلیس نے کسی کا استثناء نہیں کیا کیونکہ وہ بہکانے کی کوشش سب کے لیے ہی کرتا ہے۔ ابلیس سب سے پہلے عقائد حقہ کی راہ پر بیٹھتا ہے۔ عبادات سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ خیال رہے صراط مستقیم پر جیسے راہزنی کے لیے شیطان بیٹھا ہے، ایسے ہی راہبری کے لیے (ایمان کی حفاظت کے لیے) وہاں وہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رب کی رحمت بن کر موجود ہیں۔

☆ شیطان کا اپنے ناپاک عزائم کا اظہار:

پھر شیطان نے اپنے ناپاک عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا جسے سورۂ اعراف آیت نمبر 17 میں بیان کیا گیا۔

ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىٕلِهِمْؕ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ

شٰکِرِیۡنَ

پھر ضرور میں ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ شیطان نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پھر میں ضرور بنی آدم کے آگے، پیچھے اور ان کے دائیں، بائیں یعنی چاروں طرف سے ان کے پاس آؤں گا اور انہیں گھیر کر راہ راست سے روکوں گا تاکہ وہ تیرے راستے پر نہ چلیں اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سامنے سے مراد یہ ہے کہ میں ان کی دنیا کے متعلق وسوسے ڈالوں گا اور پیچھے سے مراد یہ ہے کہ ان کی آخرت کے متعلق وسوسے ڈالوں گا اور دائیں سے مراد یہ ہے کہ ان کے دین میں شبہات ڈالوں گا اور بائیں طرف سے مراد یہ ہے کہ ان کو گناہوں کی طرف راغب کروں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 370 پر فرماتے ہیں کہ خیال رہے کہ شیطان نے اپنے جو ارادے ظاہر کیے اس کی وجہ یہ نہیں کہ

وہ اللہ تعالیٰ کو بے خبر جانتا ہے، وہ تو رب تعالیٰ کی ذات وصفات اس کے علم و قدرت کا یقین رکھتا ہے بلکہ یہ کہلوا دینا رب تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس (مردود) کے دل میں بدلہ لینے کا ایسا جوش پیدا فرما دیا کہ وہ آپے سے باہر ہو کر اپنا ارادہ ظاہر کر بیٹھا۔

رب تعالیٰ نے اس کا اعلان فرما دیا کہ سننے والے انسان اس کے ناپاک ارادے سے خبردار ہو کر اس سے محتاط رہیں۔ اس کی چکنی چپڑی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ یہ رب تعالیٰ کا کام ہے ورنہ جیسے اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کا بڑا خیر خواہ ہوں۔ آج بھی کہہ دیتا کہ میں اولاد آدم کا خادم خیر خواہ بن کر رہوں گا تا کہ لوگ اس سے دھوکا کھا جاتے۔

☆ بالآخر شیطان کو مردود قرار دے دیا گیا:

چنانچہ سورۂ اعراف کی آیت نمبر 18 میں ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ

تو یہاں سے ذلیل و مردود ہو کر نکل جا۔ بے شک ان میں سے جو تیری

پیروی کرے گا تو میں ضرور، تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد 8 کے صفحہ نمبر 377 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جب ابلیس نے اپنا ناپاک ارادہ رب تعالیٰ سے عرض کیا تو رب تعالیٰ نے بطور عتاب اس سے فرمایا کہ تو بکواس نہ کر، یہاں سے نکلنے والی بات کر، یہاں سے عیبی ہو کر نکل کہ اب تو نہ مومن ہے نہ عابد، نہ عارف بلکہ اب تو کافر ہے، خبیث ہے اور دنیا میں ذلیل پھرتا پھر کہ ہر جگہ سے پھٹکار کھاتا ہوا مارا مارا پھر تو اور تیری اولاد اور تیرے اتباع کرنے والے انسان ان سب سے دوزخ بھر دوں گا۔

معلوم ہوا کہ نبی کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے، شیطان عالم و زاہد ہونے کے باوجود نبی کی تعظیم سے انکار پر ایسا ذلیل ہوا۔ اس کے بعد فرمایا:

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ

میں ضرور تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

یعنی اے شیطان! تجھ کو بھی اور تیری اولاد کو بھی اور تیری اطاعت کرنے والے آدمیوں کو بھی، سب کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ

دوزخ میں شیطان، جنات اور انسان سب ہی جائیں گے اور رب تعالیٰ ان نافرمانوں سے جہنم کو بھر دے گا۔اسی چیز کو سورۂ ہود کی آیت نمبر 119 میں بیان فرمایا:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی کہ بے شک میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے ملا کر بھر دوں گا۔

اس مضمون کو مسلم شریف کی حدیث نمبر 2846 میں بھی بیان فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: جہنم اور جنت میں مباحثہ ہوا تو جہنم نے کہا: مجھ میں جبار اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میرا عذاب ہو، میں جس کو چاہوں گا، تمہارے ذریعے عذاب دوں گا۔ جنت سے فرمایا: تم میری رحمت ہو، میں تمہارے ذریعے جس پر چاہوں گا، رحم کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کو پر ہونا ہے۔

محترم حضرات! اس پورے درس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی، ان کی عداوت، گستاخی، تکبر اور حسد سے ہمیشہ بچنا چاہیے ورنہ برسہا برس کی عبادت غارت کردی جائے گی لہذا کائنات کا پہلا جرم نبی کی بے ادبی اور گستاخی اور عداوت ٹھہرا۔ہم اگر اس جرم سے بچنا چاہتے ہیں تو باادب لوگ یعنی عاشقان مصطفی ﷺ کی صحبت کو اختیار کرنا ہوگا اور بے ادبوں سے کوسوں دور رہنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ہر قسم کی بے ادبی اور بے ادبوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں داخلہ اور شیطان کی دشمنی

(درسِ قرآن)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف آیت نمبر 19 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی کی بے ادبی کرنے کے بعد شیطان جب مردود قرار دیا گیا پھر اس کے بعد اسے جنت سے نکال دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا جسے سورۂ اعراف کی آیت نمبر 19 تا 22 میں بیان فرمایا گیا۔

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو

فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

پھر اس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ

پھر شیطان نے انہیں وسوسہ ڈالا

لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا

تا کہ ان پر ان کی چھپی ہوئی شرم کی چیزیں کھول دے

وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

اور کہنے لگا: تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ

اسی لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ زندہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ

اور ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ

تو وہ دھوکہ دے کر ان دونوں کو اتار لایا پھر جب انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

تو ان کی شرم کے مقام ان پر کھل گئے اور وہ جنت کے پتے ڈالنے لگے

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا تھا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا؟

وَاَقُل لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

اور میں نے تم سے یہ نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟

☆ مفسرین فرماتے ہیں کہ شیطان کو ذلیل و رسوا کر کے جنت سے نکال دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ اور آپ کی بیوی حضرت حوا رضی اللہ عنہا جنت میں رہو اور جنتی پھلوں میں سے جہاں چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ وہ درخت گندم تھا یا کوئی اور، (جو بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہے) شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو وسوسہ ڈالا چنانچہ ابلیس ملعون نے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھاتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا: اس درخت میں تاثیر یہ ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا ہے یا ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

وسوسہ کے لغوی معنی ہیں ہلکی اور مسلسل آواز، اس لیے عورتوں کے زیور کی ہلکی آواز کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ اصطلاح میں برے خیالات وہ کہلاتے ہیں جو شیطان کی طرف سے انسان کے دل میں آئیں، اچھے خیالات جو فرشتے کی

طرف سے دل میں آئیں، انہیں الہام کہا جاتا ہے(تفسیر نعیمی، جلد 7،ص 382)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تو شیطان کو مردود قرار دیئے جانے کے بعد کا ہے، شیطان تو جنت سے نکالا جاچکا تھا جبکہ حضرت آدم وحضرت حوا تو جنت میں تھے، یہ وہاں کیسے پہنچا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ شیطان جنت سے نکالا جاچکا تھا مگر اب تک اس کا وہاں آنا جانا بند نہ ہوا تھا اور یا اس طرح گیا کہ جنت میں مور اور سانپ نہایت خوبصورت جانور تھے اور یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت کیا کرتے تھے۔ شیطان جنت کے دروازے کے باہر پہنچا۔ ادھر مور بھی دروازۂ جنت پر آیا تھا۔ شیطان اور مور نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی صورت سے آدم و حوا علیہم السلام کو دروازۂ جنت تک لے آنا چاہیے۔ ادھر شیطان نے سانپ سے مشورہ کیا کہ تو مجھ کو مونہہ میں لے کر جنت کی دیوار پر اس وقت پہنچا دینا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام دروازے پر آئے ہوئے ہوں۔ یہ تجویز طے ہونے کے بعد مور نے حضرت آدم وحوا علیہم السلام کے سامنے ناچنا شروع کیا۔ یہ دونوں حضرات رقص کے دیکھنے میں مشغول ہوئے، مور ناچتا ناچتا پیچھے ہٹنے لگا۔ یہ دونوں صاحب اس کی طرف آگے بڑھنے لگے، یہاں تک کہ مور ناچتا ہوا دروازۂ جنت پر آ گیا جس کے ساتھ ہی ساتھ یہ دونوں صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ ادھر

سانپ بھی تیار کھڑا تھا۔ شیطان کو فوراً اپنے مونہہ میں لے کر جنت کی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس ترکیب سے شیطان حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے آ گیا اور اس کو کچھ ان سے گفتگو کرنے کا موقع مل گیا لہذا شیطان تو جنت سے باہر رہا۔ آدم علیہ السلام اندر اور پھر ان کی گفتگو ہوگئی، شیطان ان کے روبرو پہنچ گیا اور جا کر عرض کیا کہ مجھ سے آپ کے حضور بڑی بے ادبی ہوئی۔ میں نے آپ کو سجدہ نہ کیا جس کے سبب میں ملعون ہو گیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس گناہ کا کفارہ ادا کروں اور آپ کو ایسے مرتبے پر پہنچا دوں جس سے آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اور آپ کو مجھ پر جو غصہ ہے، وہ جاتا رہے۔ یہ کہہ کر بولا کہ آپ اپنی اس تعظیم وتکریم پر فریفتہ نہ ہو جائیں کیونکہ آپ کو آخر کار موت آنے والی ہے۔ جس سے کہ تمام عیش وآرام ختم ہو جائیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ موت کیا چیز ہے؟ شیطان مردہ جانور کی طرح ان کے سامنے پڑ گیا اور جان کنی کے وقت جو حالت ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں پٹخنا، روح کا نکلنا، تڑپنا وغیرہ ان کو دکھلایا۔ یہ دونوں حضرات اس حالت کو دیکھ کر گھبرا گئے اور اس سے پوچھنے لگے۔ کیا اس موت سے بچنے کی کوئی تدبیر ہے؟

اس نے کہا کہ ہاں، قرآن کریم نے خود اس کا کلام نقل فرمایا:

هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى

(سورۂ طٰہٰ، آیت 120)

یعنی میں تم کو ایسے درخت کا پتا بتاتا ہوں کہ جو اسے کھالے، ہرگز نہ مرے اور اسکی بادشاہت بھی فنا نہ ہو۔

انہوں نے پوچھا: وہ کون سا درخت ہے۔ اس نے وہی درخت بتایا جس سے ان صاحبوں کو منع فرمایا تھا۔ شیطان کہنے لگا کہ اے آدم وحوا واقعی رب تعالیٰ نے تم دونوں کو اس درخت کے کھانے سے تو کیا اس کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا مگر وہ ممانعت دائمی نہ تھی بلکہ اس وقت خاص کے لیے تھی، جب تم میں اس کے ہضم کرنے کی طاقت نہ تھی اب جبکہ تم دونوں قوی وتوانا ہو چکے ہو، اسے ہضم کر سکتے ہو، یہ کہہ کر رب تعالیٰ کی قسم کھا کر بولا کہ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ وہم بھی نہ ہوا کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو یہ خیال نہ رہا کہ رب تعالیٰ سے پوچھ لیں۔ پوچھنا بھول گئے کیونکر نہ بھولتے، دنیا میں آ کر رنگ لگانا تھا۔ دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ کو سونپنا بھول گئے۔ چالیس یا 80 سال کی جدائی ہوگئی۔ اس جدائی کی برکت سے آپ

علیہ السلام کوسلطنت ملی اور بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوئے۔معلوم ہوا کہ انبیاء کا بھولنا بھی رب کی طرف سے ایک حکمت ہوتا ہے، چنانچہ شیطان نے پہلے حضرت حوا کو پھر بعد میں حضرت آدم علیہ السلام کو اس درخت سے کھلا یا (تفسیر نعیمی)

یہ بھول تھی، گناہ نہ تھا، انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، گناہ شیطان نے کیا، جس کی بناء پر اسے مردود قرار دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے بھیج کر نبوت کے اعزاز سے نوازا۔حضرت آدم علیہ السلام جنت سے بالکل محروم نہ ہوئے بلکہ ان کا وہ عارضی قیام جاتا رہا اور وہاں بھیجا گیا جس کے لیے رب نے انہیں پیدا کیا تھا۔خود قرآن اس کی گواہی دیتا ہے۔چنانچہ سورۂ بقرہ آیت نمبر 30 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے زمین کے واسطے خلیفہ بنایا تھا پھر وہ ہمیشہ جنت میں کیسے رہ سکتے تھے؟ (تفسیر نعیمی)

یہ راز وہ سمجھے جو لذت عشق سے واقف ہو۔خدائے رحمن نے شیطان سے کہا تھا اُخْرُجْ مِنْهَا نکل جا یہاں سے۔اور حضرت آدم علیہ السلام کے لیے

فرمایا اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعاً جس میں بتایا گیا کہ تم کچھ عرصے کے لیے زمین میں بھیجے جارہے ہو۔ پھر اپنی کروڑ ہا اولاد کے ساتھ واپس جنت میں جاؤ گے یعنی دو جارہے ہو، کروڑوں کو ساتھ لاؤ گے، بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہم کو جنت سے نہ نکالا بلکہ ہم نے انہیں وہاں سے علیحدہ کیا، کیونکہ ان کی پشت میں کافروں اور فاسقوں کی روحیں تھیں جو کہ جنت کے قابل نہ تھے۔ حکم ہوا کہ اے آدم علیہ السلام! زمین پر جاکر ان خبیثوں کو چھوڑ آؤ پھر آپ کی جگہ یہی جنت ہے (مرقات شرح مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر و و روح البیان، از کتاب جاء الحق ص 399)

اگر حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر آنا عذاب ہوتا تو یہاں ان پر خلافت و نبوت کا نورانی تاج نہ رکھا جاتا۔ آپ کی اولادوں میں سے انبیاء کرام اور اولیاء کرام پیدا نہ ہوتے جس گندم کے دانے کو کھا کر حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، اسی گندم کو آپ کی اولاد کے لیے غذا تجویز کیا گیا۔

حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام کی جگہ میں ہوتا تو سارا درخت کا گندم کھالیتا کیونکہ یہ کھانا محبوب خدا ﷺ کے زمین پر تشریف آوری کا ذریعہ تھا۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے باہر تشریف لانا:

تفسیر نعیمی جلد اول ص 304 پر نقل ہے کہ دانۂ گندم کھانے کا یہ اثر ہوا کہ ان کے جسموں سے جنتی لباس جاتا رہا اور وہ حضرات برہنہ رہ گئے (ان دونوں بزرگوں کے ستر کسی اور پر ظاہر نہ ہوئے، صرف ان ہی دونوں پر ظاہر ہوئے کہ خاوند نے بیوی کا ستر دیکھا اور بیوی نے خاوند کا ستر دیکھا) مارے شرم کے انجیر کے درخت کے پتوں سے اپنے جسموں کو چھپانے لگے، اسی حالت میں رب کی طرف سے ندا آئی کہ اے آدم وحوا! کیا ہم نے تم کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کیا تم سے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے فریب میں نہ آنا۔ یہ حضرات عذر کے سوا اور کیا عرض کر سکتے تھے پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان سب کو زمین پر اتار دو۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں شہر سراندیب کے اس پہاڑ پر اتارا گیا جس کو نود کہتے ہیں اور حضرت حوا کو ساحل عرب پر جدہ میں اتارا گیا۔ شیطان کو جنگل میسان میں پھینکا گیا جو کہ بصرہ سے کچھ فاصلے پر ہے یا جہاں آج یاجوج ماجوج کی دیوار قائم ہے۔ سانپ کو سجستان یا اصفہان میں پھینکا گیا وہاں اب بھی سانپ زیادہ ہوتے ہیں اور مور کو مرج الہند میں پھینکا گیا۔

☆کس کو کیا ملا؟

تفسیر نعیمی جلد اول ص 304 پر نقل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کھیتی باڑی کرنے اور معاش حاصل کرنے کی تکلیف دی گئی، حضرت حوا کو حیض وحمل اور کمی عقل اور نقصان میراث میں ملی۔ سانپ کے پاؤں غائب کر دیئے گئے اور اس کو پیٹ کے بل چلایا گیا اور اس کی غذا مٹی قرار دی گئی۔ مور کے پاؤں بدشکل کر دیئے گئے اور ابلیس کی صورت مسخ کر دی گئی اور نہایت رسوا کر کے دنیا میں رکھا گیا۔

☆ہند کی سرزمین ہری بھری کیوں؟

تفسیر نعیمی جلد اول ص 304 پر نقل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہند کی سرزمین اس لیے عمدہ اور ہری بھری ہے اور عود، تریفل وغیرہ خوشبوئیں اس لیے وہاں پیدا ہوئی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اس سرزمین پر آئے تو ان کے جسم پر جنتی درخت کے پتے تھے، وہ پتے زمین پر تشریف لانے کے بعد ہوا سے اڑ کر جس درخت پر پہنچے وہ ہمیشہ کے لیے خوشبودار ہو گیا۔

☆حضرت آدم علیہ السلام جنت سے کیا لائے؟

تفسیر نعیمی جلد اول ص 305 پر نقل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ تین قسم کے جنتی میوے لائے۔ایک وہ جو پورے کھا لیے جاتے ہیں، دوسرے وہ جن کا اوپری حصہ کھا لیا جاتا ہے اور گھٹلی پھینک دی جاتی ہے، جیسے کھجور اور آم۔تیسرے وہ جن کا اوپری چھلکا پھینک دیا جاتا ہے اور اندرونی حصہ کھا لیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حجر اسود جو اب خانہ کعبہ میں نصب ہے، وہ بھی آپ ساتھ لائے۔ایک عصا لائے جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ آیا جس کی لمبائی دس گز تھی، اپنے ساتھ لے کر آئے اور کچھ سونا، چاندی اور کچھ کھیتی باڑی وغیرہ کے اوزار بھی ساتھ لائے۔تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے کپڑا بننے کا کام کیا اور بعد میں کھیتی باڑی کے کام میں مشغول رہے۔آپ نے ہمیشہ بارش کا پانی پیا۔کنوئیں کا پانی کبھی نہ پیا۔سب سے پہلے آپ نے ہی چاندی سے روپیہ اور سونے سے اشرفیاں بنائیں۔

☆زمین پر تشریف لانے کے بعد گھبراہٹ ہوئی:

تفسیر نعیمی جلد اول ص 305 پر نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو آپ کو بہت وحشت اور گھبراہٹ ہوئی۔حضرت جبرئیل

علیہ السلام بحکم الٰہی زمین پر آئے اور بلند آواز سے اذان کہی، جب حضرت آدم علیہ السلام نے محبوب کبریا ﷺ کا نام سنا تو ان کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔

طحاوی شریف جلد اول میں نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اور رات کے وقت اندھیرا چھا گیا۔جس سے آپ کا دل گھبرانے لگا کیونکہ جنت میں تو رات ہے ہی نہیں۔آپ نے اسی گھبراہٹ میں ساری رات گزاری۔ جیسے صبح کی روشنی نمودار ہوئی۔آپ نے شکرانے میں دو رکعت نماز پڑھی۔رب تعالیٰ کو حضرت آدم علیہ السلام کی ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک اُمّت مصطفی کے لیے اسے فجر کی نماز بنا دیا۔

☆پوری زمین پر پانی ہی پانی تھا:

ابن عساکر اور تفسیر عزیزی میں نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو پوری دنیا میں پانی ہی پانی تھا۔صرف ایک مقام پر زمین ظاہر ہورہی تھی اور وہ جگہ وہ ہے جس جگہ پر آج کعبۃ اللہ شریف موجود ہے۔اس لیے اس سرزمین کا ایک نام ام القریٰ یعنی زمین کی اصل بھی ہے (تذکرۃ الانبیاء، ص148)

☆اپنی بھول پر بہت روئے:

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا اپنی بھول پر بہت روئے اور گریہ زاری فرمائی۔علماء فرماتے ہیں کہ آپ اپنی بھول پر تین سو برس تک ندامت کے آنسو بہاتے رہے (تذکرۃ الانبیاء،ص78)

تفسیر نعیمی جلد اول ص 312 پر نقل ہے کہ کائنات میں پانچ ہستیاں بہت روئیں:

1......حضرت آدم علیہ السلام اپنی بھول پر بہت روئے۔

2......حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت روئے۔

3......حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت روئے۔

4......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، اپنے بابا جان رحمت عالمیان ﷺ کے وصال کے بعد بہت روئیں۔

5......حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا کے بعد بہت روئے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی گریہ وزاری پر رونا آ گیا اور روتے روتے بارگاہ رب العزت میں حضرت آدم علیہ السلام کی سفارش کی۔تب رحمت الٰہی نے حضرت آدم علیہ السلام کی

دستگیری فرمائی اوران کو اپنے محبوب رحمت للعالمین ﷺ کا نام یاد دلایا۔ وہ دس محرم الحرام عاشورہ کا دن اور جمعہ تھا۔

چنانچہ تفسیر عزیزی، تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر روح البیان نے طبرانی حاکم ابونعیم اور امام بیہقی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پریشانی انتہا کو پہنچ چکی تو ان کو ایک دن یاد آیا کہ میں نے اپنی پیدائش کے وقت عرش اعظم پر لکھا دیکھا تھا کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' جس سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا وہ درجہ ہے کہ ان کا نام عرش اعظم پر رب کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ تدبیر یہی آئی کہ انہیں کے وسیلہ سے دعا کروں چنانچہ اس دعا کے ساتھ یہ بھی عرض کیا:

اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ

یعنی یارب میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد مصطفی ﷺ کی عزت اور مرتبہ کے طفیل اور اس بزرگی کے صدقے میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔ تب فوراً جواب دیا: اے آدم! تم نے اس محبوب کو کہاں سے جانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سارا ماجرا عرض کیا۔ حکم الٰہی آیا کہ اے

آدم! وہ محبوب سب پیغمبروں سے پہلے ہیں، تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تم کو بھی پیدا نہیں کیا جاتا (تفسیر نعیمی جلد اول، ص 312)

☆ بھول معاف ہونے کے بعد:

تفسیر نعیمی جلد اول ص 312 پر نقل ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تب ان کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا تھا۔ بھول معاف ہونے کے بعد ان کو حکم ہوا کہ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ رکھو جسے ایام بیض کہتے ہیں، چنانچہ آپ نے ہر ماہ تین روزے رکھے اور ہر دن میں جسم کا تہائی حصہ اصلی رنگ پر آتا رہا۔ پندرہ تاریخ کو تمام جسم مبارک اصلی رنگ پر آ گیا۔ یہ تینوں روزے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک فرض رہے۔ اسلام میں بھی کچھ زمانے ہر مہینے کے یہ تین روزے فرض رہے۔ اب فرض تو نہیں مگر سنت ہیں (بعض صوفیاء اور بزرگوں کا یہ معمول ہے کہ وہ ہر ماہ تین روزے پابندی سے رکھتے ہیں)

بھول معاف ہونے کے بعد عرفات کے مقام پر حضرت حوا سے حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے کو پہچانا۔ عرفات کا معنی ہے معرفت یعنی جاننا، پہچاننا، اسی لیے اس میدان کو عرفات کہتے ہیں یعنی پہچاننے کی

جگہ۔حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے تشریف لائے تھے تو ان سے عربی زبان بھی سلب کر لی گئی تھی یعنی بھلا دی گئی تھی۔اتنے روز تک سریانی زبان میں کلام فرمایا۔بھول معاف ہونے کے بعد عربی زبان پھر عطا ہوئی۔پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام عالم کے جانوروں کو آواز دی کہ اے جانورو! حق تعالیٰ نے تم پر اپنا خلیفہ بھیجا ہے۔اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔دریائی جانوروں نے اپنا سر اٹھا کر اطاعت ظاہر کی اور خشکی کے جانور آپ کے آس پاس جمع ہو گئے۔حضرت آدم علیہ السلام ان پر ہاتھ پھیرنے لگے جن پر ان کا ہاتھ پہنچ گیا،وہ اہلی اور خانگی رہا جیسے گھوڑا،اونٹ،بکری،کتا اور بلی وغیرہ اور جس پر آپ کا ہاتھ نہ پہنچا،وہ جنگلی وحشی رہا۔آپ کو ہرن بہت پسند آیا،آپ نے ہرنی پر محبت سے ہاتھ پھیرا،تا قیامت اس ہرنی کی اولاد میں مشک ہوتا رہے گا،یہ دست پاک حضرت آدم علیہ السلام کی برکت ہے۔

☆شیطان کے لیے اب بھی موقع ہے:

تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ نمبر 142 پر نقل ہے کہ شیطان نے ابتدائی طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔فرشتوں نے ایک سجدہ پہلے کیا اور پھر اسے کھڑے دیکھ کر دوسرا سجدہ بطور

شکر کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ تم رب تعالیٰ سے کلام کرتے وقت میری سفارش بھی کر دینا۔ آپ نے جب رب تعالیٰ کے حضور عرض کیا تو رب تعالیٰ نے کہا: ابلیس کو جا کر کہہ دو کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو جا کر سجدہ کر دو۔ میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔ یہ کہنے لگا: زندہ آدم کو سجدہ نہیں کیا تو اب مردہ آدم کو سجدہ کیسے کروں؟ اس طرح اس نے انکار کیا (تذکرہ الانبیاء، صفحہ نمبر 61)

بعض روایات میں ہے کہ رب تعالیٰ ایک لاکھ سال کے بعد ابلیس کو جہنم سے نکال کر اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر پھر اسے کہا جائے گا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ کر، لیکن یہ پھر انکار کر دے گا پھر اسے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (تفسیر روح البیان، جلد اول، ص 142)

معلوم ہوا کہ نبی کو اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد قبر کی زندگی میں سب سے پہلے مردہ کہنے والا شیطان لعین ہے۔ اب بھی اس کے چیلے، انبیاء کرام علیہم السلام کو مردہ کہہ رہے ہیں جو کام گرو نے سب سے پہلے کیا، اس کے چیلے آج بھی نبی کو مردہ کہہ بھی رہے ہیں اور کتابوں میں بھی لکھ رہے ہیں۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی جلد اول کے صفحہ نمبر 313 پر فرماتے ہیں: ان آیات سے یہ باتیں معلوم ہوئیں۔

1......مقبولان بارگان کے وسیلے سے دعا مانگنی جائز اور سنت آدم علیہ السلام ہے۔

2......دعا میں ''بحق'' فلاں کہنا جائز ہے۔

3......اپنے رب سے معافی مانگتے وقت گریہ وزاری بہت فائدہ مند ہے۔

4......شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

5......شیطان تم سے غافل نہیں۔

شیطان کی فریب کاری اور حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کی دشمنی کا بیان فرما کر بنی آدم کو متنبہ اور ہوشیار کیا جارہا ہے کہ وہ شیطان کے وسوسے، اغوا اور اس کی مکاریوں سے بچتے رہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ایسی فریب کاری کر چکا ہے، وہ ان کی اولاد کے ساتھ کب درگزر کرنے والا ہے۔اس میں مومن، کافر، ولی، عالم، پرہیزگار سب سے خطاب ہے، کوئی اپنے آپ کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے۔

یاد رہے کہ جو دشمن دیکھ رہا ہے اور تم اسے نہیں دیکھ رہے، اس سے اللہ تعالیٰ کے بچائے بغیر خلاصی نہیں ہوسکتی۔

1......تم شیطان کے مکروفریب اور اس کی حیلہ سازیوں سے ہوشیار ہوجاؤ کیونکہ جب تمہیں اس کی حیلہ سازیوں کا علم ہوگا تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے

گا۔جس طرح چور کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ مالک مکان کو میرے آنے کا علم ہو گیا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

2......شیطان کے مکروفریب سے بچنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ لی جائے۔اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ ہر وقت تعوذ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں شیطان مردود سے تاکہ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد ہمارے ساتھ ہو جائے۔

مگر ہائے افسوس! آج ہم شیطان کی باتوں میں آ گئے۔ہم ماں باپ سے زیادہ محبت فرمانے والے کریم پروردگار کی نافرمانی میں پڑ گئے۔نفس و شیطان نے ہمیں دھوکہ میں ڈال دیا۔ہم اپنے حقیقی دشمن کے دام فریب میں آ گئے۔یہی وجہ ہے کہ ہم پستی کی طرف دھکیل دیئے گئے لیکن اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔سچی توبہ کر کے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیں، اپنے رب کو منالیں تو ضرور کرم کی نگاہ ہو گی۔

آیئے! ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔محبوب خدا ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے رب تعالیٰ کی چادر رحمت میں آ جائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو مکرِ شیطان سے محفوظ رکھے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ

شیطان کی دشمنی اور اس کی چالبازیاں

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نحل سے آیت نمبر 98 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ اپنی انتہائی کوشش سے بندے کو اخروی کامیابی سے روکتا ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کو اس لیے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ جہنمی ہو جائیں۔ لہذا تم ہوشیار رہو اور اسے اپنا دشمن ہی رکھو کیونکہ وہ ہلاک کرنے والا کتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی چاہت یہ ہے کہ بندے کا ایمان چھن جائے اور وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن جائے پھر وہ ظاہری فسق اور اپنی جان پر ظلم (یعنی گناہ) کرنے والا ہو جائے اور شیطان کی ادنیٰ چاہت یہ ہے کہ (اگر بندہ سلب ایمان اور ظاہری فسق سے بچ جائے تو کم از کم) وہ بھلائی کے کاموں سے رک جائے اور بلند مراتب اور عملی درجات حاصل نہ کرے اور شیطان ان آخری دو باتوں کی طرف اسی وقت آتا ہے جب سلب ایمان اور ظاہری فسق میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جائے۔ ہم اس کے شر سے بار بار اللہ کریم کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اس کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے چنانچہ سورۂ نحل آیت نمبر 98 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

ترجمہ: تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

☆شیطان کون ہے؟

تفسیر خازن جلد 3 کے صفحہ نمبر 142 پر امام خازن علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کے تفسیر میں فرماتے ہیں: شیطان سے مراد ابلیس ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اسم جنس ہے جس کا اطلاق تمام سرکش شیاطین پر ہوتا ہے کیونکہ انہیں تمام انسانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کی قدرت حاصل ہے۔

☆ابلیس کیوں کہا جاتا ہے؟

امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن جلد اول کے صفحہ نمبر 45 پر فرماتے ہیں کہ

امام واحدی علیہ الرحمہ اس ارشاد باری تعالیٰ: فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (یعنی: تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے) کے تحت بیان کرتے ہیں۔اکثر اہل لغت واہل تفسیر فرماتے ہیں کہ ابلیس کو یہ نام اس وجہ سے دیا گیا کیونکہ وہ اللہ کریم کی رحمت سے مایوس ہو گیا تھا۔

تفسیر طبری جلد اول صفحہ نمبر 262 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابلیس نافرمانی کا ارتکاب کرنے سے پہلے ملائکہ میں سے ایک مَلَکْ تھا جس کا نام عزازیل تھا لیکن وہ زمین کا رہنے والا تھا اور زمین پر رہنے والے ملائکہ کو جن کہا جاتا ہے اور ملائکہ میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو

اجتہاد اور علم میں اس سے بڑھ کر ہوتا، پس جب اس نے اللہ کریم کی بارگاہ میں تکبر کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ کریم کی نافرمانی کی تو اللہ کریم نے اسے دھتکار دیا اور ملعون قرار دے کر شیطان بنا دیا اور اس کا نام ابلیس رکھ دیا۔

☆ شیطان انسان کا دشمن کیوں؟

شیطان کی انسان سے دشمنی بہت پرانی ہے۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو جنت سے لغزش دے کر اس سے الگ کر دیا پھر اولادِ آدم کو بہکانے لگ گیا حتیٰ کہ نیند کی حالت میں بھی بندہ شیطان کی دشمنی سے محفوظ نہیں رہ سکتا مگر اس کے سوا جس پر اللہ کریم کا خاص فضل و کرم ہو۔

تفسیر بیضاوی میں امام بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ شیطان کی دشمنی کا ثبوت ہے اور انسان کو دنیا کی طرف مائل کرنے اور خواہشات کی پیروی کرانے کے لیے اپنے پیروکاروں کو بلانے کے شیطانی مقصد کا بیان ہے۔ قرآن مجید سورۂ فاطر کی آیت نمبر 6 میں اللہ کریم فرماتا ہے۔

القرآن: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا

ترجمہ: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو

کتاب الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) صفحہ نمبر 190 پر نقل ہے کہ حضرت سلمی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت واسطی علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: پس تم بھی کسی ایسی ہستی کی مدد لے کر شیطان کو اپنا دشمن سمجھو جو اس کے خلاف تمہاری مدد فرمائے لیکن جہاں تک ممکن ہو، اس سے بچو کہ وہ تمہارے مقابلے میں آجائے کیونکہ وہ اپنی مدد کے لیے اپنے گروہ کو بھی بلا لیتا ہے اور اس کے مددگار دنیادار، دنیا سے محبت کرنے والے اور دنیا پر اترانے والے ہیں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ شیطان ہمارا بہت بڑا دشمن ہے۔ ہم اس سے غافل ہیں مگر وہ ہم سے غافل نہیں۔ ہم بہت کمزور ہیں لہذا شیطان مردود سے مقابلے کے لیے اپنے رب سے ہمیں ہر وقت مدد طلب کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ ایک اور طریقہ شیطان کو دور کرنے کا ہمیں حدیث شریف میں بتایا گیا ہے۔

☆ شیطان کو دور کرنے کا طریقہ:

حدیث شریف = جامع ترمذی، ابواب الطہارۃ میں حدیث نمبر 57 نقل ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شیطان میرے اور میری نماز وقرأت کے

درمیان حائل ہوجاتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ خَنْزَب نامی شیطان ہے، جب تم اسے محسوس کرو تو "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھ لیا کرو اور بائیں طرف تین دفعہ تھوک دیا کرو۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور فرما دیا۔

حدیث شریف = موسوعۃ لابن ابی الدنیا، جلد 4 کے صفحہ نمبر 536 پر حدیث نمبر 22 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: شیطان اپنی تھوتھنی (مونہہ اور ناک) انسان کے دل پر ڈالے رکھتا ہے۔ اگر وہ اللہ کریم کے ذکر میں مصروف ہوجائے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر اللہ کریم کا ذکر کرنا بھول جائے تو اس کے دل میں سرگوشیاں کرتا ہے۔

محترم حضرات! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر شیطان کو دور کرنا ہے تو پہلا طریقہ تین مرتبہ تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تھتکار دیں اور دوسرا طریقہ اللہ کریم کے ذکر میں مصروف رہنا ہے، اللہ کریم اور اس سے تعلق پیدا کرنے والی چیزوں کے علاوہ دنیا کی ہر شے شیطان کا پھندا ہے۔ اللہ کریم کا ذکر ہی شیطان سے بچنے کا محفوظ راستہ ہے اور اس صورت میں شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا۔

☆ شیطان کی گزرگاہوں کو تنگ کردو:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 کے صفحہ نمبر 313 پر حدیث نمبر 12593 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان (کے جسم) میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ تم اس کی گزر گاہوں کو بھوک سے تنگ کر دو۔

محترم حضرات! آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے فرمائی کیونکہ بھوک شہوت کو ختم کر دیتی ہے اور شیطان کی گزر گاہیں شہوات ہیں اور وہ شہوات ڈالنے کے لیے انسان کو تمام اطراف سے گھیر لیتا ہے۔

☆ شیطان ہر راستے پر گھات لگا کر بیٹھتا ہے:

خود شیطان کا یہ قول ہے جسے قرآن مجید کی سورۂ اعراف کی آیت نمبر 16-17 میں بیان کیا گیا۔

القرآن: لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

ترجمہ: میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے

اوران کے بائیں۔

حدیث شریف = نسائی، کتاب الجہاد میں حدیث نمبر 3136 نقل ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: شیطان انسان (کو بھٹکانے) کے ہر راستے پر گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اسلام کے راستے پر بیٹھا تو اس سے کہنے لگا: کیا تو اپنا اور اپنے آباؤ اَجداد کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو جائے گا؟ انسان نے اس کی بات نہ مانی اور اسلام لے آیا۔

پھر وہ ہجرت کے راستے پر آ بیٹھا اور کہنے لگا: کیا تو اپنا وطن چھوڑ کر ہجرت کرے گا؟ پھر بھی ابن آدم نے اس کی بات نہ مانی اور ہجرت کر لی۔

پھر وہ جہاد کے وقت راستے میں آ بیٹھا اور کہنے لگا: کیا تو جہاد کرے گا؟ حالانکہ یہ تو محض جان و مال کا ضیاع ہے تو جنگ کرے گا تو مارا جائے گا اور تیری بیویاں آگے نکاح کر لیں گی اور تیرا مال و متاع تقسیم کر لیا جائے گا۔ اس کے باوجود ابن آدم نے اس کی بات نہ مانی اور جہاد میں مصروف ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جس نے ایسا کیا اور اسے موت نے آ لیا تو اللہ کریم کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرما دے۔

☆ انسانوں اور جنوں کے شیاطین:

یاد رکھئے! ہم نے شیطان کی کمینگی اور ملت اسلامیہ سے اس کی دشمنی کے متعلق جو وضاحت کی ہے، اس کے مطابق جس طرح شیاطین جنوں میں ہوتے ہیں، اسی طرح انسانوں میں بھی ہوتے ہیں چنانچہ سورۂ انعام کی آیت نمبر 112 میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

القرآن: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کیے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان۔

الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) کے صفحہ نمبر 196 پر نقل ہے۔ حضرت امام واحدی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: شیاطین سے مراد انسانوں اور جنوں میں سے سرکش افراد ہیں اور ہر متکبر و سرکش انسان اور جن کو شیطان کہتے ہیں۔

علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں: شیطان جنات میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جب بندۂ مومن کسی جنوں میں سے شیطان کو عاجز کردے اور اس پر شیطان کا کوئی بس نہ چلے تو وہ کسی سرکش انسان کے پاس چلا جاتا ہے جو حقیقت میں انسانوں میں سے شیطان ہوتا ہے اور وہ اس کو اس بندۂ

مومن کو فتنے میں مبتلا کرنے پر ابھارتا ہے، جس نے اس جنوں میں سے شیطان کو عاجز کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث شریف = تفسیر طبری جلد 5 کے صفحہ نمبر 315 پر حدیث نمبر 13773 نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: تو نے شیطانی انسانوں اور جنوں کے شر سے اللہ کریم کی پناہ طلب کی؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ شیطان جنوں سے بھی زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

الجامع لاحکام القرآن جلد 4 کے صفحہ نمبر 49 پر نقل ہے کہ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیطانی انسان مجھ پر شیطانی جنوں سے زیادہ سخت ہیں، اس لیے کہ جب میں شیطانی جن کے شر سے اللہ کریم کی پناہ طلب کرتا ہوں تو وہ مجھ سے دور بھاگ جاتا ہے لیکن شیطانی انسان میرے پاس آ جاتا ہے اور کھلے عام مجھے نافرمانی کی طرف کھینچتا ہے۔

اب آپ کی خدمت میں شیطان کے مقاصد عرض کرتا ہوں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان مقاصد کے تحت مسلمانوں پر حملہ کرتا ہے۔

☆شیطان کے مقاصد:

شیطان کے مقاصد یہ ہیں۔

1......انسان کا ایمان چھیننا

2......ہمیشہ کے لیے اسے جہنم میں دھکیلنے کی کوشش کرنا

3......ظاہری فسق و فجور میں مبتلا کرنا

4......ظلم و زیادتی کا مجسمہ بنانا

5......نیکی کے کاموں سے روک کر اعلیٰ مراتب و درجات سے گرا دینا

اب ان مقاصد کے ضمن میں ترتیب اور کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔

1: پہلا مقصد انسان کا ایمان چھیننا:

انسان کے پاس سب سے قیمتی اور انمول دولت اس کا ایمان ہے۔ایمان ہی ہر چیز کی بنیاد ہے۔اگر ایمان نہ رہے تو کوئی بھی نیکی قابل قبول نہیں لہذا شیطان بندے کا ایمان چھیننے کے لیے اپنی پوری طاقت صرف کر دیتا ہے اور آخر دم تک ایمان چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔اس ضمن میں ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جسے کتاب ’’الحدیقۃ الندیۃ‘‘(مترجم) کے صفحہ نمبر 200 پر علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے کئی سال اللہ کریم کی عبادت کی، یہاں تک کہ اس کے پاس جنون میں مبتلا افراد کو علاج کے لیے لایا جاتا تھا۔ وہ انہیں دم کرتا تو وہ شفایاب ہوجاتے۔ ایک دفعہ ایک معزز گھرانے کی عورت کو جنون کا مرض لاحق ہوگیا۔عورت کے بھائی اسے اس عابد کے پاس لے آئے۔ چنانچہ وہ خاتون اس عابد کے پاس رہنے لگی۔ شیطان عابد کے سامنے اس عورت کی خوبیاں بیان کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ عابد اس عورت سے زنا کر بیٹھا، جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا تو عابد نے اس عورت کو قتل کرکے دفن کردیا۔

جب وہ ایسا کر چکا تو شیطان وہاں سے چلا گیا اور اس عورت کے کسی بھائی سے ملاقات کرکے اسے عابد کے فعل کی خبر دی اور یہ بھی بتادیا کہ اس نے تمہاری بہن کو فلاں فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ پھر فرداً فرداً دوسرے بھائیوں کے پاس آیا اور انہیں بھی سارا ماجرا کہہ سنایا۔ جب ایک بھائی دوسرے سے ملا اور اسے بتایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے ایسی بات بتائی جس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ سب بھائی ایک دوسرے سے ایسی باتیں کرنے لگے۔ کسی طرح یہ خبر بادشاہ کو پہنچ گئی۔ لہذا بادشاہ اور دیگر لوگ اس عابد کی طرف چل دیے اور اس سے حقیقت حال جاننے کی کوشش کرنے لگے۔ عابد نے اپنے فعل کا اقرار کرلیا جس کے سبب

اسے پھانسی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ جب اسے تختۂ دار پر لٹکایا جانے لگا تو شیطان اس کے سامنے ظاہر ہو کر کہنے لگا: میں وہی ہوں جس نے تیرے لیے اس معاملے کو آراستہ کیا اور تجھے یہاں تک پہنچایا۔ اب تو اگر میری بات مان لے تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہوں۔ عابد نے کہا: مجھے منظور ہے۔ تو شیطان نے کہا: بس ایک مرتبہ مجھے سجدہ کر دو، چنانچہ جب عابد نے شیطان کو سجدہ کیا تو ساتھ ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ اسی کے متعلق اللہ کریم کا یہ فرمان ہے۔

القرآن: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۂ حشر، آیت 16)

ترجمہ: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا: کفر کر، پھر جب اس نے کفر کر لیا، بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

محترم حضرات! شیطان مردود ابن آدم پر بہت زیادہ حیلے استعمال کرتا ہے تاکہ اسے کفر کی آگ میں ڈال دے جس طرح وہ خود اس میں مبتلا ہے۔ جان کنی کے وقت جب انسان بہت تکلیف میں ہوتا ہے، اس وقت بھی ظاہر ہو کر حدیث

شریف میں آیا ہے کہ والدین کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ عیسائی ہوجا، یہودی ہوجا، اسلام سے باز آجا۔

☆شیطان کا دھوکہ:

جب انسان کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے، انسان پر پیاس کا اتنی شدت سے غلبہ ہوتا ہے کہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش مجھے تمام دریاؤں کا پانی مل جائے تو میں پی جاؤں۔ ایسے حال میں شیطان اپنے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر آجاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ پانی کا پیالہ میں تجھے دے دیتا ہوں، صرف تو ایک لمحے کے لیے خدا کا منکر ہوجا۔

لیکن پختہ ایمان والا مومن اسے کہتا ہے کہ اے مردود شیطان یہاں سے بھاگ جا، مجھے تیری اور تیرے پانی کی ضرورت نہیں۔ شیطان یہ جھڑک سنتے ہی بھاگ جاتا ہے۔ اللہ کریم کے فضل وکرم سے مومن پر کیا ہوا آخری وار بھی خطا ہوجاتا ہے (موت کا منظر، ص 67)

☆ایک بزرگ کا محفوظ رہنے کا واقعہ:

کتاب دقائق الاخبار ص 10 پر نقل ہے: حضرت ابوذکریا زاہد علیہ الرحمہ پر نزع کی حالت میں سکرات موت کے وقت ان کے ایک دوست نے کلمہ طیبہ کی

تلقین کی تو آپ نے مونہہ پھیر لیا۔ جب دوسری مرتبہ تلقین کی تو پھر آپ نے مونہہ پھیر لیا، جب تیسری مرتبہ تلقین کی تو آپ نے کہا: میں نہیں کہتا۔ دوست کو یہ کلمہ بڑا شاق گزرا۔ اس ظاہری حالت پر بہت پریشان تھا۔ وہ بزرگ تھوڑی دیر کے لیے ہوش میں آئے تو پوچھا کہ تم مجھے کوئی بات کہہ رہے تھے؟ حاضرین نے کہا کہ ہم نے آپ پر تین مرتبہ کلمہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: میں نہیں کہتا، آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھے کلمہ پیش کرنے کے متعلق تو علم نہیں البتہ انکار کرنے کا واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس شیطان آتا تھا اور پانی کا پیالہ لے کر میری دائیں جانب آیا اور پانی کو حرکت دے کر مجھے کہنے لگا: کیا تجھے پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا صرف اتنا کہہ دو عیسٰی (علیہ السلام) خدا کا بیٹا ہے، تو میں تجھے پانی پلا دوں گا۔ تو میں نے اس سے مونہہ پھیر لیا پھر دوسری مرتبہ وہ میرے پاؤں کی طرف آیا اور کہنے لگا کہ پانی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے پھر کہا: صرف اتنا کہہ دو کہ عیسٰی (علیہ السلام) خدا کا بیٹا ہے تو میں تمہیں پانی دے دوں گا، میں نے مونہہ پھیر لیا۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ کہا کہ صرف اتنا کہہ دو کہ خدا کوئی نہیں ہے۔ میں نے اسے کہا کہ میں نہیں کہتا۔

تو یہ سن کر اس نے پیالہ توڑ دیا اور پشت پھیر کر بھاگ گیا۔ میرا مونہہ پھیرنا اور یہ کہنا کہ میں نہیں کہتا، شیطان مردود سے تھا نہ کہ تم سے۔ پھر انہوں نے بلند

آواز سے کلمہ شہادت پڑھااوراپنی جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔

محترم حضرات! صرف موت تک نہیں بلکہ قبر کے اندر جب سوالات کیے جاتے ہیں، اس وقت بھی وہ منکر نکیر کے پیچھے ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ نوادرالاصول جلد 2 کے صفحہ نمبر 221 پر حضرت حکیم ترمذی علیہ الرحمہ، حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں: جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے، یعنی میں تیرا رب ہوں۔ اس لیے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔

رب تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر بالایمان فرمائے۔ آمین

☆ایمان کی سلامتی کا ذریعہ:

کامل شیخ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے سے موت کے وقت ایمان سلامت رہتا ہے۔ کامل شیخ کی نظر اوران کی دعائیں موت کے وقت ایمان کی سلامتی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو اس ضمن میں مفسر قرآن حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ امام رازی علیہ الرحمہ کے وصال کا وقت جب آیا، عین جان کنی کے عالم میں شیطان ان کے پاس آ کر کہنے لگا:

خدا کی وحدانیت پر دلیل پیش کریں۔امام رازی علیہ الرحمہ نے ایک دلیل دی، شیطان نے اسے رد کردیا، پھر دوسری دلیل دی، شیطان نے اسے بھی رد کردیا، یہاں تک کہ امام رازی نے سو دلیلیں دیں۔شیطان مردود نے سب کو رد کردیا۔ آپ پریشانی کے عالم میں تھے کہ دوسری طرف آپ کے شیخ حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ لوٹے میں پانی لے کر وضو فرمارہے تھے۔وضو فرماتے ہوئے آپ نے کشف کے ذریعہ امام رازی علیہ الرحمہ کو پریشان دیکھا۔اپنے مرید کو پریشان دیکھ کر حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ کو جلال آ گیا اور جلال کے عالم میں پانی زور سے دیوار پر ماتے ہوئے فرمایا: رازی! شیطان سے کہہ کیوں نہیں دیتا کہ بغیر دلیل کے اللہ کو مانتا ہوں۔

یہ آواز جب امام رازی علیہ الرحمہ کے کان میں پہنچی تو آپ نے شیطان سے کہا، مردود دفع ہوجا، میں بغیر دلیل اللہ کو مانتا ہوں، یہ جواب سن کر شیطان فورا دفع ہوگیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت کا ایک بہترین نسخہ کامل شیخ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ہے لہٰذا ضرور مرنے سے پہلے پہلے شیخ کامل کے مرید بن جائیے۔

☆ شیطان کی اولاد اور ان کے کام:

الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) صفحہ نمبر 205 پر امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام مجاہد علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔ ابلیس کی پانچ قسم کی اولاد ہے۔ اس نے ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ معاملہ سونپ رکھا ہے اور پھر ان کے نام ذکر کئے:

1۔ ثَبْر 2۔ اَلْاَعْوَر 3۔ مَبْسُوْط

4۔ دَاسِم 5۔ زَلْنَبُوْر

1۔ ثبر:

یہ مصائب کی طرف لے جاتا ہے جو ہلاکت و بربادی، گریبان چاک کرنے، رخسار پیٹنے اور زمانۂ جاہلیت کے کام کی طرف لے جاتا ہے۔

2۔ الاعور:

یہ زنا پر ابھارتا ہے، نیز اسے آراستہ و پیراستہ کرتا ہے۔

3۔ مبسوط:

یہ جھوٹ پر اکسانے پر مقرر ہے۔

4۔ داسم:

یہ آدمی کے ساتھ اس کی زوجہ (یعنی بیوی) کے پاس جاتا ہے اور اسے زوجہ میں عیب دکھا کر اس پر غضب دلاتا ہے۔

5۔زلنبور:

یہ بازار میں مقرر ہے، اسی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کی حق تلفی کرتے ہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ جو شیطان نماز میں وسوسے ڈالتا ہے، اس کا نام ''خَنْزَب'' ہے اور جو شیطان وضو میں وسوسے ڈالتا ہے، اس کا نام ''وَلْهَان'' ہے۔

☆مومن اور کافر کے شیاطین:

حدیث شریف = احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 45 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک مومن اور ایک کافر کے شیطان کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ کافر کا شیطان ہٹا کٹا، بالوں میں تیل لگا ہوا اور لباس پہنے ہوا تھا جبکہ مومن کا شیطان دبلا پتلا، پراگندہ بال اور ننگا تھا۔

کافر کے شیطان سے مومن کے شیطان نے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے

بتایا کہ میں ایک ایسے بندے کے ساتھ ہوں کہ جب وہ کھانا کھاتا ہے تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہے لہذا میں بھوکا رہ جاتا ہے۔ جب کچھ پینے لگتا ہے تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہے لہذا میں پیاسا بھی رہ جاتا ہوں۔ جب وہ سر میں تیل لگانے لگتا ہے تو بسم اللہ پڑھ لیتا ہے، میں ایسے ہی پراگندہ بال رہ جاتا ہوں اور اسی طرح جب وہ لباس پہننے لگتا ہے تو بسم اللہ پڑھتا ہے اور میں برہنہ رہ جاتا ہوں۔ یہ سن کر کافر کا شیطان بولا: میں تو ایک ایسے شخص کے ساتھ ہوں جو ایسا کچھ نہیں کرتا جو تم نے بیان کیا۔ (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھتا) لہذا میں اس کے کھانے، پینے اور پہننے کے تمام کاموں میں شریک ہو جاتا ہوں۔

☆ اہل اللہ سے شیطان ڈرتا ہے:

1۔ نسائی (مترجم) جلد اول، صفحہ نمبر 372 پر حدیث نمبر 1218 نقل ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ میں تجھ سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر تین دفعہ فرمایا: میں تجھ پر اللہ کریم کی لعنت بھیجتا ہوں اور اپنا ہاتھ مبارک پھیلایا جیسے کسی چیز کو پکڑتے ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز ختم کر چکے تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم

نے آپ ﷺ کو نماز میں ایسے عمل فرماتے سنا جو آپ ﷺ پہلے کبھی نہیں کرتے تھے اور ہم نے آپ ﷺ کو ہاتھ پھیلاتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کریم کا دشمن ابلیس میرے مونہہ کے پاس آگ کا ایک شعلہ لایا۔ میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں۔ بعدازاں میں نے تین بار کہا: میں تجھ پر اللہ کریم کی لعنت بھیجتا ہوں (جب وہ پیچھے نہ ہٹا) تو میں نے اسے پکڑنا چاہا (اگر اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال نہ ہوتا تو میں اسے باندھ دیتا پھر صبح ہوتی اور مدینہ منورہ کے بچے اس سے کھیلتے)

محترم حضرات! حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اتنا طاقتور شیطان محبوب خدا ﷺ کے سامنے اتنا کمزور ہے کہ آپ ﷺ کے ڈر سے بھاگ گیا۔

2۔ صحیح بخاری میں حدیث نمبر 3683 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر جس راستے پر چلتے ہیں، شیطان اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ شیطان اللہ کے نیک بندوں سے ڈرتا ہے اور بعض اوقات اپنے راز بھی کھول دیتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس نے راز اگل دیا اور پھر سر پیٹنے لگا۔ وہ راز بھی سن لیجئے۔

☆ابلیس کے تین ہتھیار:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 123 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ابلیس آیا۔ اس کے سر پر کئی رنگوں کی ٹوپی تھی۔ جب وہ آپ کے قریب ہوا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور کہا: اے موسیٰ! آپ پر سلام ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تو کون ہے؟ کہا: میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کریم تجھے زندہ نہ رکھے! تو کیوں آیا ہے؟ کہا آپ کو اللہ کے ہاں ایک خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ اس لیے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے پوچھا: میں تیرے سر پر جو چیز دیکھ رہا ہوں، وہ کیا ہے؟ بولا: یہ ٹوپی ہے جس کے ذریعے میں لوگوں کے دلوں کو اچک لیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا وہ کون سا عمل ہے کہ جب انسان کرتا ہے تو تُو اس پر غالب آجاتا ہے؟ شیطان نے کہا: جب وہ اپنے آپ پر اتراتا ہے (یعنی تکبر کرے) اپنے اعمال کو زیادہ جانے اور گناہوں کو بھول جائے، پھر اس نے کہا: اے موسیٰ علیہ السلام! میں آپ کو تین باتیں بتاتا ہوں۔

1......کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرنا کیونکہ جو شخص ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے جو اس کے لیے حلال نہیں تو میں خود وہاں

موجود ہوتا ہوں، اپنے چیلوں کو نہیں بھیجتا یہاں تک کہ میں ان دونوں کو ایک دوسرے کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

2...... جب بھی اللہ کریم سے کوئی وعدہ کرو تو اسے پورا کرنا۔

3...... جب صدقہ کا مال نکالو تو اسے خرچ کر دینا (یعنی مستحقین تک پہنچا دینا) کیونکہ جب کوئی شخص صدقہ کیا ہوا مال الگ کر کے رکھتا ہے اور اسے خرچ نہیں کرتا، وہاں بھی میں اپنے کارندوں کو بھیجنے کے بجائے خود جاتا ہوں یہاں تک کہ اسے راہ خدا میں خرچ کرنے میں رکاوٹ بن جاتا ہوں پھر شیطان یہ کہتا ہوا واپس ہو گیا کہ...... ہائے افسوس! موسیٰ علیہ السلام کو یہ بات معلوم ہو گئی جس کے ذریعے انسان کو ڈرایا جاتا ہے۔

☆ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے:

حدیث شریف = مسلم شریف (مترجم) حدیث نمبر 6981 نقل ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارا شیطان تمہارے پاس آیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا میرے ساتھ شیطان بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کی: کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض

کی: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے پروردگار نے اس کے خلاف میری مدد کی اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

محترم حضرات! آپ نے شیطان مردود کی دشمنی، اس کا مکروفریب، اس کے ہتھیار اور اس کی چالبازیوں کے متعلق سنا۔ یقیناً اللہ کریم کی مدد شامل حال نہ ہوتو کوئی شیطان سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ دعا ہے رب تعالیٰ سے کہ وہ شیطان کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مریض کی عیادت کے فضائل

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ شعراء سے آیت نمبر 80 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رب تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش فرماتا ہے۔ کبھی مال دے کر آزماتا ہے

توکبھی مال لے کرآزماتا ہے،کبھی اولاد سے کرآزماتا ہےتوکبھی اولاد لے کر آزماتا ہے۔کبھی صحت دے کرآزماتا ہےتوکبھی بیماری میں مبتلا فرما کرآزماتا ہے پھر جواس آزمائش پر پورااترتا ہےیعنی صبروشکر سے کام لیتا ہے،اللہ تعالیٰ کی رضا پرراضی ہوتا ہےتو رب تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوجاتا ہےاور جو ناراض ہوتا ہے تورب تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے۔

محترم حضرات!بیماریاں دوقسم کی ہیں،ایک روحانی دوسری جسمانی۔سب سے خطرناک اورمہلک بیماری روحانی بیماری ہے۔روحانی بیماریوں میں سب سے مہلک بیماری نفاق ہےیعنی زبان میٹھی اوردل میں دشمنی وبغض کونفاق کہتے ہیں۔یہ جس کولگ جائے،وہ شخص دونوں جہاں میں ہلاک وبرباد ہوجاتا ہےلیکن روحانی بیماریوں کا آسان اوربہترین حل بھی ہےجس میں کچھ مال بھی خرچ نہیں کرناپڑتااوروہ حل صرف اورصرف سچی توبہ ہے جوکہ آناًفاناًمیں بندے کوروحانی امراض سے شفا نصیب کردیتی ہے۔بہرحال!ہمارایہ عنوان نہیں،ورنہ اس پراور بھی کچھ گزارشات کرتے۔ہماراعنوان جسمانی بیماری اور بیمار کی عیادت کے فضائل ہے۔آیئے سب سے پہلے جانتے ہیں کہ کیا بیماری بھی رحمت باری تعالی ہے۔

☆ بیماری بھی رحمت باری تعالیٰ ہے:

محترم حضرات! اگر ہم احادیث کا مطالعہ کریں تو کئی احادیث بیماری کے فضائل پر ہمیں نظر آتی ہیں۔ ان میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1۔حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الصغیر میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیمار کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں (از کتاب: تحسین العیادۃ)

2۔ حدیث شریف = امام احمد علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ تین دن تک بیمار رہتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔

(از کتاب: تحسین العیادۃ)

3۔حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ طبرانی شریف میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مریض کی دعا مقبول اور گناہ معاف ہوتے ہیں (از کتاب: تحسین العیادۃ)

محترم حضرات! ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ بیمار کے گناہ مٹا دیئے

جاتے ہیں۔ بیمار گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہوا اور بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ جسمانی بیماری رحمت اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے بشرطیکہ بندہ صبر وشکر سے کام لے کر راضی برضا یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہے۔ ہمارے بزرگوں کی تو یہ شان ہے کہ وہ بڑی سے بڑی تکلیف اور بیماری کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے آرام وصحت، مال و دولت، اولاد اور ہر طرح کی خوشیاں عطا کر کے آزمایا۔ اس میں بھی آپ ثابت قدم رہے، اس کے بعد آزمائش کا دوسرا دور شروع ہوا کہ زمین کے نیچے سے قدرتی آگ نے آپ کے باغات، کھیتیاں، اونٹ، بکریاں اور چرواہے جلا کر راکھ کر دیئے۔ جب آپ کو پتا چلا تو آپ نے کہا: سب مال و دولت اللہ نے ہی عطا کیا تھا، وہی اس کا مالک حقیقی ہے۔ جب وہی اس کا حقدار ہے تو اسے حق پہنچتا ہے جب چاہے لے لے۔ مجھے اس میں کچھ کہنے کی مجال نہیں ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء، ص 264)

تیسرا آزمائش کا مرحلہ یہ تھا کہ آپ کی اولاد ایک مکان میں تھی، وہاں زلزلہ آیا، مکان گر گیا۔ آپ کی اولاد فوت ہو گئی۔ اس کے باوجود آپ کی زبان پر یہی تھا، سب کچھ رب تعالیٰ کا ہے، جو چاہے کرے۔

چوتھا اور آخری آزمائش کا مرحلہ یہ تھا۔ آپ کو شدید بخار ہوا۔ پھر سر سے لے کر قدم تک آبلے پڑ گئے۔ شدید خارش ہوئی۔ سخت بیماری کے عالم میں اٹھارہ برس گزار دیئے۔ اس حال میں بھی زبان پر جاری تھا ''سب کچھ اللہ کا ہے جو چاہے کرے''

محترم حضرات! ہم جیسے کم ہمت اور ناتواں لوگ ان کی برابری تو نہیں کر سکتے مگر کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ تکلیف اور بیماری کے وقت کسی سے شکوہ شکایت نہ کریں اور صبر و استقلال سے کام لیں۔ ویسے بھی بے صبری اور شکوہ شکایت سے مصیبت اور بیماری ٹل تو نہیں جاتی اور نہ ہی ختم ہو جاتی ہے بلکہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ ملنے والا ثواب جاتا رہے گا۔ اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں۔ ہمارا موضوع ''بیمار کی عیادت پر ملنے والا اجر'' ہے چنانچہ اس موضوع سے متعلق احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تا کہ ہم بھی اچھی اچھی نیتیں کر کے اپنے بیمار مسلمان بھائی کی عیادت کریں۔

☆ اسلام میں مریض کی عیادت کی اہمیت:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے ابن آدم! میں بیمار ہوا، تو نے میری عیادت کیوں نہیں کی؟ بندہ عرض کرے گا۔ مولا! تو تو رب العالمین ہے، بھلا میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے خبر نہیں ہوئی تھی کہ میرا افلاں بندہ بیمار ہے۔ پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

محترم حضرات! امام نووی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے بیماری کو اپنی ذات کی طرف اضافت فرمائی اور مراد بندے کی ذات کو لیا، اس سے بندے کی شرافت کو ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ بتانا کہ بیمار حالت مرض میں رب تعالیٰ سے بہت قریب ہوتا ہے۔

☆مریض کی عیادت آخرت کی یاد:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان اور مسند البزار میں حدیث پاک نقل ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: بیماروں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو۔ یہ باتیں تم کو آخرت کی یاد دلائیں گی۔

محترم حضرات! بیمار کی عیادت اور جنازوں میں شرکت کرنے میں دینی،

دنیاوی اور اخروی بہت سے فوائد ہیں۔ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آدمی جب اپنی آنکھوں سے بیمار کی تکلیف دہ حالت دیکھتا ہے تو کچھ دنیا سے بے رغبتی اور غم کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے وہ یہ بات سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ ایک دن میرا بھی یہی حال ہونے والا ہے۔تندرستی اور جوانی سدا نہیں رہتی۔ جب یہ تصور وخیال بار بار ذہن میں پیدا ہوتا رہے گا تو دل دنیا کے عیش وآرام اور لذتوں سے اچاٹ ہوجائے گا اور آخرت کی یاد بڑھتی چلی جائے گی۔

☆مریض کی عیادت اسلامی حق ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف اور نسائی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ قسم کے حقوق ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: وہ کیا ہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: جب مسلمان سے ملاقات کرو۔ جب نصیحت کی باتیں سننے کی خواہش کرے تو اس کو نصیحت کرو۔

چھینک کر الحمدللہ کہے تو اس کے چھینک کا جواب (یَرْحَمُكَ اللّٰهُ) دو۔ جب بیمار ہوتو اس کی عیادت کرو اور جب انتقال کرجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔

محترم حضرات! حقوق کی فہرست میں مریض کی عیادت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ مریض کی عیادت دلوں کو کدورتوں سے پاک کر دیتی ہے۔ دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔ عیادت کرنے سے عیادت کرنے والے اور مریض کے تعلقات اگر استوار ہیں تو اس میں مزید استواری اور مضبوطی آتی ہے۔ تعلقات اگر خراب ہیں تو خرابی دور ہو کر استواری آتی ہے۔ تعلقات پہلے سے زیادہ مستحکم بن جاتے ہیں۔

☆ چار کام کرنے والا جنت میں جائے گا:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جس نے آج روزہ رکھا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آج کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے، پھر نبی پاک ﷺ نے سوال فرمایا کہ آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے، اس کے بعد حضور

اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ عمدہ خصلتیں کسی میں ایک دن میں جمع ہوجائیں تو وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

محترم حضرات! ہم سب بھی کوشش کریں، کبھی نہ کبھی دن میں یہ چار کام ضرور کریں۔ ماہ رمضان میں یہ کام آسانی سے ہوسکتے ہیں۔ اگر ہم نے یہ کام کرلیے تو جنت کے حقدار بن جائیں گے۔

☆جنت میں مسکن بنالیا:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔فرمایا: جب کوئی شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا پکار کر کہتا ہے تو اچھا ہے اور تیری روش بڑی پاکیزہ ہے۔تو نے جنت میں اپنا مسکن بنالیا۔

محترم حضرات! مریض کی عیادت کرنا کتنا پاکیزہ عمل ہے کہ آسمان والے اس پاکیزہ روش سے خوش ہوکر اس کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

☆عیادت کرنے والا جنت کے باغ میں:

حدیث شریف = مسلم شریف اور ترمذی شریف میں نقل ہے۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو لوٹنے تک جنت کے باغ و بہار میں

سیر کرتا رہتا ہے اور جنت کے میوے اور پھلوں کو چننے میں مصروف رہتا ہے۔

محترم حضرات! مطلب یہ کہ رحمت الٰہی کے پھل و پھول سے اپنا دامن بھر لیتا ہے۔ مریض کی عیادت مومن کی روحانی غذا ہے جس سے روح کو خاص فرحت اور سکون حاصل ہوتا ہے۔

☆ باوضو عیادت کرنے کا فائدہ:

حدیث شریف = امام ابو داؤد، ابو داؤد میں حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خوب اچھی طرح وضو کر کے اپنے مسلمان بھائی کی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے عیادت کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کی دوری پر کر دیا جائے گا یعنی جہنم سے اس طرح دور کر دیا جائے گا کہ دور کا واسطہ بھی نہ رہے۔

☆ عیادت کرنے والے پر ستر ہزار فرشتے صبح و شام درود بھیجتے ہیں:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی عیادت کو گیا تو ستر

ہزار فرشتے شام تک اس پر درود بھیجتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کی تو صبح تک درود بھیجتے ہیں یعنی اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔

محترم حضرات! معصوم فرشتوں کی دعائیں رب تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔ پھر ایک دو یا سو فرشتے نہیں بلکہ ستر ہزار مل کر بارہ بارہ گھنٹوں تک عیادت کرنے والے کے حق میں بخشش و رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

☆عیادت کرنے والا رحمت میں غرق رہتا ہے:

حدیث شریف = صحیح ابن حبان میں حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ جنت کے باغ و بہار میں چلتا ہے اور جب مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو ہر طرف سے اس کو رحمت گھیر لیتی ہے۔

☆تھوڑی دیر کی عیادت ہزار سال کے عمل کے برابر:

حدیث شریف = امام ابن ابی الدنیا کتاب المرض والکفارات میں حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی نے کسی مریض کی عیادت کی اور جا کر اس کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا تو رب تعالیٰ اس کو ایک ہزار سال کے ایسے عمل کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے جس میں پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! محبوب خدا ﷺ کے صدقے وطفیل ان کے غلاموں پر کتنا انعام ہے کہ اجر وثواب کے پیمانے بھر بھر کر دیئے جا رہے ہیں۔ سچ فرمایا ہمارے امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے:

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

☆ عیادت کرنے والے کو بیک وقت تین فائدے:

حدیث شریف = امام طبرانی معجم الاوسط میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (کوئی مسلمان) کسی مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو رب تعالیٰ اس پر 75 ہزار فرشتوں سے سایہ کرواتا ہے اور ہر قدم اٹھانے پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ہر قدم رکھنے پر ایک گناہ مٹایا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور جب مریض

کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے، رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے، جب تک وہاں بیٹھا رہتا ہے، اسی حالت میں ہوتا ہے جب اپنے گھر لوٹ جاتا ہے تو اس کی حالت ختم ہوجاتی ہے۔

☆مریض سے اپنے لیے دعا کرواؤ:

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب مریض کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کے لیے کہو کیونکہ مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کی طرح ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اس کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کی مانند ہے۔ اس لیے حضور اقدس ﷺ نے عیادت کرنے والوں کو حکم دیا، جب تم مریض کے پاس عیادت کے لیے جاؤ تو اس سے دعا کے لیے کہو۔ اپنے لیے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو بھی نہ بھولیں۔

☆عیادت کرنے والا مریض کے لیے دعا کرے:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عبداللہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا: جوکسی شخص کی عیادت کو گیا اور اس کے پاس سات مرتبہ "اَسْاَلُ اللّٰہُ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" پڑھ لیا تو اگر اس (مریض) کی موت (مقدر) نہیں ہے تو رب تعالیٰ اس کو اس مرض سے عافیت عطا فرمائے گا۔

حدیث شریف = بخاری اور مسلم میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے اپنے گھر والوں کی عیادت فرمائی تو اپنے دائیں ہاتھ کو بدن پر پھیرا اور فرمایا: سب کے پالنے والے مولا! تکلیف دور کردے، شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ شفا دراصل تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کا نشان بھی باقی نہ رہے۔

محترم حضرات! پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے عام لوگوں کو ترغیب دی ہے کہ جب عیادت کی غرض سے جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے اس کی صحت و شفا کی دعا کرو۔ ان شاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ اگر اس کی موت نہیں لکھی تو دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو اس مرض سے چھٹکارا عطا فرمائے گا۔ اس حدیث میں مریض کی پیشانی یا بدن پر ہاتھ پھیرنے کا ذکر نہیں، مگر دوسری حدیث شریف میں دعا کے ساتھ یہ بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ مریض کے بدن پر اپنا دست کرم

پھیرتے اور دعا کے وقت اپنا ہاتھ اس کی پیشانی یا سر یا تکلیف کے مقام پر رکھ کر شفا کی دعا پڑھتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ مریض کا نام بھی دعا میں لے، چنانچہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔حضور ﷺ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا،

یعنی اے اللہ! سعد کو شفا دے، اے اللہ سعد کو صحت عطا فرما، اے اللہ، سعد کو اچھا کر دے

مگر ایک بات یاد رہے کہ مریض اگر غیر محرم ہے تو اس کے بدن، ہاتھ یا پیشانی پر ہاتھ نہ رکھا جائے۔

☆ مریض کے پاس دل بہلانے والی بات کرنا:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک بار ایک دیہاتی شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور جب بھی بیمار کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ اس تکلیف سے

گناہوں سے پاکی حاصل ہوگی۔

محترم حضرات! سنت یہی ہے کہ مریض کے پاس تسلی تشفی کی باتیں کریں تا کہ اس کی گھبراہٹ اور وحشت دور ہو، ایسی باتیں ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ جیسے آج کل لوگوں کی عادت ہے مثلاً مریض کے پاس بیٹھ کر دنیا بھر کے مریضوں کے وحشت ناک قصے، ان کی پریشانیوں کے تذکرے کہ بھئی فلاں کو بھی یہ بیماری ہوئی تھی، بے چارہ اسی بیماری میں دنیا سے چلا گیا۔ ایک اور شخص کو بھی یہ بیماری ہوئی تھی۔ زندگی بھر کے لیے محتاج ہوگیا۔ ایسی باتیں کر کر کے مریض کو بالکل مایوس کر دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر عورتوں میں یہ عادت زیادہ پائی جاتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کو موت سے پہلے اپنی موت نظر آنے لگتی ہے۔ ایسی باتوں سے بچ کر مریض کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے اسے تسلی دیتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ فکر مت کرو، کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ آپ جلد شفایاب ہوجائیں گے۔ کسی مسلمان کا مصیبت میں دل بہلانا بھی عبادت ہے اور اگر اچھی تسلی بخش گفتگو کا سلیقہ نہیں ہے تو خاموشی سے مزاج پرسی کر کے واپس آجانا چاہیے۔

☆ مریض کی عیادت پر جدید تحقیق:

نیو یارک کے اسپتالوں میں ایک عجیب مشاہدہ کیا گیا وہ مریض جو اسپتالوں میں تنہا پڑے رہتے تھے، ان کو بہترین علاج اور نگہداشت کے باوجود پوری طرح فائدہ نہیں ہورہا تھا جن مریضوں کو ملنے والے اور بیمار پرسی کرنے والے آتے رہتے تھے، ان میں تندرستی کی رفتار دوسروں سے بہتر پائی گئی۔

ان مشاہدات کے بعد نیو یارک کے پادریوں نے اسپتالوں میں جانا شروع کر دیا۔ وہ مریضوں سے ملتے، ان کی بیماریوں کے بارے میں گفتگو کرتے اور آخر میں ان کے ساتھ مل کر ان کی صحت یابی کے لیے التجا کرتے اور عیادت کرنے والوں کی توجہ پانے والے اکثر لا علاج مریض بھی شفایاب ہونے لگے۔

حقیقت یہ ہے کہ مریض کا ذہن پریشان ہوتا ہے۔ وہ ایسی بیماری کے تفکرات کی وجہ سے کسی بھی ترکیب کو آزمانے کو تیار ہوتا ہے۔ اسلام نے مریض کی ذہنی کیفیت کو سب سے پہلے محسوس کیا اور اس کے بارے میں مفید مشورے دیے جن سے مریض کے ذہن کو اطمینان اور سکون میسر آ جاتا ہے۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ کا وہ مشہور واقعہ جسے جگہ جگہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑھیا روزانہ اپنے مکان سے نبی پاک ﷺ پر کچرا پھینکا کرتی تھی۔ آپ ﷺ صبر کرتے رہے، ایک دن کچرا نہیں پھینکا گیا تو نبی کریم ﷺ نے

لوگوں سے دریافت فرمایا کہ وہ بڑھیا ٹھیک تو ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ بیمار ہے۔ یہ سن کر محبوب کبریا ﷺ اس بڑھیا کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ بڑھیا نے جب جان عالم ﷺ کو دیکھا تو آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوگئی۔

الحمدللہ! مریض کی عیادت اور دیگر اسلامی طریقے ہمیں حضور ﷺ کی برکت سے ملے ہیں۔ جن پر تحقیق کر کے غیر مسلم بھی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ آخر میں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو یہ تین نیتیں ضرور کریں، پہلی نیت یہ ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مریض کی عیادت کے لیے جارہا ہوں۔ دوسری نیت یہ ہونی چاہیے کہ ثواب حاصل کرنے کے لیے مریض کی عیادت کے لیے جارہا ہوں۔ تیسری نیت یہ ہونی چاہیے کہ مریض کی دل جوئی کے لیے جارہا ہوں۔ یہ نیتیں ہوں گی تو اجر و ثواب ملے گا، ورنہ ثواب نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شکر کی فضیلت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ابراہیم سے آیت نمبر 7 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اتنی نعمتیں کہ اگر

ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ایک ایک نعمت اس کی شان وعظمت کی ہمیں یاد دلاتی ہے۔سب سے بڑھ کر حیرت کی بات یہ ہے کہ اگر ہمارا کوئی غلام یا نوکر ہماری نافرمانی کرے تو ہم اس کو ڈانٹ کر اس کا کھانا روک لیتے ہیں مگر شان پروردگار دیکھیے ہم رات دن اس کی نافرمانی کرتے ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں ہم پر جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔اس کے باوجود ہم اس کی نعمتوں کا پوری طرح شکر بھی ادا نہیں کرتے حالانکہ شکر کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔یہ میں نے نہیں کہتا۔نعمتوں کی برسات کرنے والا خالق کائنات خود اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

القرآن:لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

ترجمہ:اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا

(سورۂ ابراہیم،آیت 7)

مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے،شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے۔

یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل وکرم واحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے۔اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔یہ مقام بہت برتر ہے۔

☆شکر کی توفیق اور نعمتوں میں اضافہ:

حدیث شریف = شعب الایمان میں حدیث نمبر 4526 نقل ہے۔

حضرت عطارد قرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو شکر کی توفیق عطا فرماتا ہے تو پھر اسے نعمت کی زیادتی سے محروم نہیں فرماتا کیونکہ اس کا ارشاد ہے: لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔

☆صرف ہمارے جسم میں کتنی نعمتیں ہیں؟

1......اعضائے جسمانی میں سب سے بڑی نعمت دماغ ہے۔

2......دوسری نعمت دل ہے۔

3......تیسری نعمت دو آنکھیں ہیں۔

4......چوتھی نعمت دو کان ہیں۔

5......پانچویں نعمت ناک ہے۔

6......چھٹی نعمت زبان ہے۔

7......ساتویں نعمت دونوں ہاتھ ہیں۔

8......آٹھویں نعمت دو پاؤں ہیں۔

9......نویں نعمت دانت ہیں۔

10......دسویں نعمت سانس کا با آسانی لینا ہے۔

11......گیارہویں نعمت پیٹ ہے۔

12......بارہویں نعمت ریڑھ کی ہڈی ہے اس کے علاوہ بھی جسم میں نعمتیں ہیں۔

☆اعضائے جسمانی کا شکر کیا ہے؟

حلیۃ الاولیاء میں تیسری جلد کے صفحہ نمبر 279 پر نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو حازم علیہ الرحمہ سے عرض کی: اے ابو حازم! آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کے ذریعے کوئی اچھی بات دیکھو تو اسے عام کرو اور بری بات دیکھو تو اسے چھپا لو۔

اس نے عرض کی، کانوں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر ان کے ذریعے اچھی بات سنو تو اسے یاد کرلو اور اگر بری بات سنو تو پوشیدہ رکھو۔

اس نے عرض کی ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ان سے ایسی چیز حاصل نہ کرو جو ان کے لیے جائز نہیں اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کو نہ روکو۔

اس نے عرض کی، پیٹ کا شکر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: پیٹ کا شکر یہ ہے کہ اس نچلے حصے میں کھانا ہو جبکہ اوپری حصہ علم سے لبریز ہو۔

اس نے عرض کی: شرمگاہ کا شکر کیا ہے؟ فرمایا: جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے چنانچہ سورۂ مومنون کی آیت نمبر 6 اور 7 میں ہے۔

ترجمہ: مگر اپنی بیوی یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مالک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں جو ان دو کے سوا کچھ اور ہے، وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

اس نے کہا پاؤں کا شکر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم کسی ایسے زندہ کو دیکھو جس پر تمہیں رشک ہو تو ان پاؤں سے اس شخص جیسے عمل کرو اور اگر کسی ایسے مردہ کو دیکھو جس سے تم بیزار ہو تو ان پاؤں کو اس شخص جیسے عمل سے روک لو۔ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے بن جاؤ گے۔

اور جس نے صرف زبانی شکر کیا بقیہ اعضاء سے نہ کیا تو اس کی مثال اس شخص

جیسی ہے جس کے پاس ایک کپڑا ہو اور وہ اس کا ایک کنارہ پکڑ لے لیکن پہنے نہیں تو وہ کپڑا اسے سردی، گرمی، برف اور بارش سے بچنے کا فائدہ نہ دے گا۔

☆ ناشکرے انسان پر چڑیا بازی لے گئی؟

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! شکر ادا کرنے میں چڑیا تجھ پر بازی لے گئی تو تو اپنے پروردگار کی نعمتیں کھانے کے بعد بھی شکر ادا نہیں کرتا مگر کبھی تو نے چڑیا کو دیکھا ہے۔ وہ پانی کا قطرہ یا دانہ اپنے مونہہ میں لے کر پہلے آسمان کی طرف سر اٹھا کر اس نعمت کا شکر ادا کرتی ہے پھر اپنے پیٹ میں نعمت داخل کرتی ہے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کو شکر گزار بندہ کیوں کہا گیا؟

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 89 میں حضرت امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن مسعود ثقفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو (قرآن پاک میں) عَبۡدًا شَكُوۡرًا (یعنی بڑا شکر گزار بندہ) اس لیے فرمایا گیا کہ آپ علیہ السلام جب بھی نیا لباس پہنتے یا کھانا تناول فرماتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔

☆دنیاوآخرت کی بھلائی:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد نمبر 11 کے صفحہ نمبر 109 پر حدیث نمبر 11275 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے چار چیزیں عطا کی گئیں اسے دنیاوآخرت کی بھلائی عطا کی گئی۔

1......اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی زبان۔

2......مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔

3......شوہر کے مال اورعزت میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔

4......شکر کرنے والا دل۔

☆آقاومولا ﷺ کی شکرگزاری:

حدیث شریف = صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2819 نقل ہے کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے (رات کی) نماز میں اتنا طویل قیام فرمایا کہ قدم سوجھ گئے۔ عرض کی گئی آقا ﷺ! آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ ﷺ تو بخشے بخشائے ہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا میں (اپنے رب کا) شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 2 صفحہ نمبر 254 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں یعنی میری یہ نماز مغفرت کے لیے نہیں بلکہ مغفرت کے شکریہ کے لیے ہے۔خیال رہے کہ ہم لوگ عبد ہیں۔حضور ﷺ عبدہ ہیں۔ ہم لوگ شاکر ہو سکتے ہیں۔حضور ﷺ شکور ہیں یعنی ہر طرح ہر قسم کا اعلیٰ شکر کرنے والے بندے ہیں۔

☆ذکر الٰہی بھی شکر ہے:

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 330 پر نقل ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: اے اللہ! تیرا شکر کس طرح کرنا چاہیے؟ ارشاد ہوا: اے موسیٰ! تمہاری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ اپنی زبان کو ہمہ وقت ذکر اللہ سے تر رکھنا بھی شکر ہے ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہم رب کا بے حد شکر ادا کرنا چاہتے ہیں تو فضول گفتگو اور فضول کاموں سے بچ کر کثرت سے اپنے رب کا ذکر کریں تا کہ ہمارا نام بھی شکر گزار بندوں میں آ جائے۔

☆اپنے سے کم تر کو دیکھو:

حدیث شریف = کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 502 پر حدیث نمبر 1433 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہے تو اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھے، زیادہ والوں کو نہ دیکھے۔

محترم حضرات! نبی پاک ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جاننا چاہے تو اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھو۔ زیادہ والوں کو نہ دیکھو مگر ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ہم زیادہ نعمت والوں کو دیکھتے ہیں جس سے ناشکری اور احساس کمتری جیسی بیماری پیدا ہوتی ہیں۔اگر ہم اپنے سے کم نعمت والوں کو دیکھیں تو شکر گزاری جیسی نیک خصلت ہمارے اندر پیدا ہوگی اور وہ اس طرح کہ کار کا مالک، موٹر سائیکل والے کو دیکھے، موٹر سائیکل والا صرف سائیکل چلانے والے کو دیکھے، سائیکل چلانے والا پیدل چلنے والے کو دیکھے اور پیدل چلنے والا معذور کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

بنگلے کا مالک، فلیٹ میں رہنے والے کو دیکھے، فلیٹ میں رہنے والا زمین کے چھوٹے سے گھر میں رہنے والے کو دیکھے۔ زمین پر چھوٹے سے گھر میں رہنے والا جھونپڑی میں رہنے والے کو دیکھے اور جھونپڑی والا کھلے آسمان تلے رہنے والوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

اس ضمن میں حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کی شکایت سنئے تا کہ شکر ادا کرنے کا جذبہ مزید بیدار ہو۔

☆حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کی حکایت:

مشہور روحانی شخصیت حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ جمعہ کے دن شاندار جبہ قبہ زیب تن کیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب نماز ختم ہوئی اور مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کی جوتی چوری ہو چکی تھی۔ آپ فرماتے ہیں۔ مجھے بہت افسوس ہوا، بہر حال ننگے پاؤں مسجد سے باہر آیا۔ بہت عجیب محسوس ہو رہا تھا کہ اتنا اچھا لباس اور پاؤں میں جوتی نہیں مگر جیسے ہی مسجد کے دروازے پر پہنچا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاؤں ہی نہیں ہیں یعنی وہ شخص معذور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا ان الفاظ میں شکر ادا کیا: اے میرے مولا! تیرا شکر ہے کہ میری جوتی چوری ہوئی مگر پاؤں تو سلامت ہیں۔

☆صابر وشاکر کون؟

حدیث شریف = ترمذی میں حدیث نمبر 2520 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی بندے میں پائی جائیں تو اللہ

کریم اسے صابر وشا کر لکھ دیتا ہے اور جس میں نہ ہوں تو اسے صابر اور شا کر نہیں لکھتا۔جس نے دینی کاموں میں اپنے سے بہتر کسی شخص کو دیکھ کر اس کی اقتداء کی اور جس نے دنیا کے معاملے میں اپنے سے کسی کمتر کو دیکھ کر اللہ کریم کے فضل پر اس کا شکر ادا کیا تو اللہ کریم اسے صابر وشا کر لکھ دیتا ہے اور جس نے دینی امور میں اپنے سے کم تر اور دنیاوی امور میں برتر کو دیکھا اور پھر جن نعمتوں سے محروم ہے، ان پر افسوس کیا تو اللہ کریم اسے صابر وشا کر نہیں لکھے گا۔

☆شکر گزار کی حکایت:

شعب الایمان جلد 4 صفحہ نمبر 112 پر نقل ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کو دنیا کی دولت سے بہت نوازا گیا اور پھر سب کچھ جاتا رہا تو وہ اللہ کریم کی حمد وثناء کرنے لگا، یہاں تک کہ اس کے پاس بچھانے کے لیے صرف ایک چٹائی رہ گئی مگر وہ پھر بھی رب تعالیٰ کی حمد وثناء میں مصروف رہا۔ایک دوسرے مالدار شخص نے چٹائی والے سے کہا! اب تم کس بات پر اللہ کریم کا شکر ادا کرتے ہو؟ اس نے کہا: میں ان نعمتوں پر اللہ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کی دولت بھی دے دوں تو وہ نعمتیں مجھے نہ ملیں۔ان سے پوچھا وہ کیا؟ جواب دیا: کیا تم اپنی آنکھ، زبان، ہاتھوں اور پاؤں کو نہیں

دیکھتے (کہ یہ اللہ کریم کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں)؟

محترم حضرات! واقعی اگر کبھی ہم تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ ہمارے جسم میں آنکھ، ناک، کان، دماغ، دل، ہاتھ اور پاؤں کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔ صرف انہی نعمتوں کا ہم شکر ادا کرتے رہیں تو بھی صحیح معنوں میں شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ حضرت یونس بن عبید علیہ الرحمہ کا ایک شخص کو سمجھانے کا اور شکر گزاری کی تلقین کا انوکھا انداز ملاحظہ فرمائیں۔

☆اصلاح کا انوکھا انداز:

حلیۃ الاولیاء جلد 3 ص 25 پر نقل ہے کہ ایک شخص حضرت یونس بن عبید علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی تنگدستی کی شکایت کرنے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا: جس آنکھ سے تم دیکھ رہے ہو، کیا اس کے بدلے ایک لاکھ درہم تمہیں قبول ہے؟

اس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا تیرے ایک ہاتھ کے عوض لاکھ درہم؟ اس نے کہا: نہیں، پھر فرمایا: تو کیا پاؤں کے بدلے میں؟ جواب دیا: نہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمہ نے اسے اللہ کریم کی دیگر نعمتیں یاد دلانے کے بعد ارشاد فرمایا ”میں تو تمہارے پاس لاکھوں دیکھ رہا ہوں اور تم محتاجی کی

شکایت کررہے ہو؟“

محترم حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کے اعضاء سلامت ہیں، وہ کروڑ پتی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں ہمارے اعضاء انمول ہیں۔ ان کا مول کوئی نہیں چکا سکتا۔ لہذا ہمیں تو ہر وقت اللہ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اعضاء سے بڑھ کر بھی ایک نعمت ہے جو تمام نعمتوں کی سردار ہے۔ وہ نعمت ایمان کی دولت ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

☆ ایمان، اللہ کی عظیم نعمت ہے:

تاریخ مدینہ دمشق جلد نمبر 67 کے صفحہ نمبر 241 پر نقل ہے۔ حضرت احمد بن ابوحواری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومعاویہ اسود علیہ الرحمہ سے عرض کی۔ اے ابومعاویہ! ایمان اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سے یہ نعمت سلب نہ فرمائے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: نعمت عطا کرنے والے پر حق ہے کہ وہ جس کو نعمت عطا فرمائے، پوری عطا فرمائے۔

حلیۃ الاولیاء جلد 4 کے صفحہ نمبر 71 پر نقل ہے۔ حضرت وہب بن منبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ تین نعمتیں سب سے بڑی ہیں۔

1۔ ایمان: جس کے بغیر ہر نعمت نامکمل ہے۔

2۔تندرستی: جس کے بغیر زندگی ناخوشگوار ہے۔

3۔مال ودولت: جس کے بغیر زندگی گزارنا دشوار ہے۔

محترم حضرات! واقعی ہم ایمان والے کتنے خوش نصیب ہیں ورنہ کتنے لوگ اس قیمتی اور بڑی نعمت سے محروم ہیں۔

اس وقت دنیا میں سات ارب سے زائد انسان ہیں۔ان میں سے صرف ایک ارب 80 کروڑ مسلمان ہیں۔مطلب یہ کہ دنیا میں بڑی آبادی دولت ایمانی سے محروم ہے اور ہم مسلمان جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، کم ہے کہ اس نے ہمیں دولت ایمان نصیب فرمائی ہے اور اس نعمت پر جب جب موقع ملے، سجدۂ شکر بھی کریں کیونکہ نعمت کے ملنے پر سجدۂ شکر ادا کرنا سنت رسول ہے۔

☆خوشی پر سجدۂ شکر سنت ہے:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ پر حدیث نمبر 1394 نقل ہے۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔جب رسول کریم ﷺ کو کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ سجدۂ شکر ادا فرماتے۔

خوشی بھی ایک نعمت ہے لہذا مطلوبہ نعمت ملنے پر سجدۂ شکر ادا کرنا چاہیے تاکہ نعمتوں میں خوب اضافہ ہوتا رہے اور یہ بات میں نہیں کہتا، محبوب پروردگار ﷺ

کی حدیث شریف اس پر گواہ ہے۔

☆شکر سے نعمت بڑھتی ہے:

حدیث شریف = حلیۃ الاولیاء جلد 7 کے صفحہ نمبر 356 پر حدیث نمبر 10840 نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص کو تین نصیحتیں فرمائیں۔

1......موت کو کثرت سے یاد کرو، یہ ذکر تجھے موت کے ماسوا سے کھینچ کر نکال لے گا۔

2......دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کب تمہاری دعا قبول کرلی جائے۔

3......شکر کو بھی خود پر لازم کرلو کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔

محترم حضرات! بس آخر میں یہی پیغام لے کر اٹھیے کہ ہر وقت ہماری زبان پر ''الحمدللہ'' ہی ہونا چاہیے۔اس کی بہت فضیلت ہے۔

امام ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ اپنی کتاب الشکر للہ کے صفحہ نمبر 22 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن قرہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ'' کہہ لے، اسے بخش دیا جاتا ہے اور جو کھانا کھاتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ'' کہہ لے، وہ بھی بخشا جاتا

ہے اور جو پانی پیتے وقت ''بِسْمِ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہہ لے، اس کی بھی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔

نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس کی قدر بھی کرنی چاہیے ورنہ وہ نعمت چھین لی جاتی ہے مثلاً کھانے کو ضائع کرنا، پانی کو بلا ضرورت بہانا، پھینکنا...... اسی طرح دیگر نعمتوں کا ضیاع بہت بڑی محرومی ہے۔ اُمّت پر شفقت کرنے والے آقا ﷺ نے ہمیں نعمتوں کی قدر کرنا سکھایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

☆نعمتوں کی قدر کرو:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث نمبر 4557 نقل ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور روٹی کا ایک ٹکڑا گرا ہوا دیکھا، تو اسے (اٹھا کر) پونچھا اور ارشاد فرمایا ''اے عائشہ! اللہ کریم کی نعمتوں کی قدر کیا کرو۔ اس لیے کہ جب یہ کسی اہل خانہ سے روٹھ کر چلی جاتی ہیں تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتیں۔''

اللہ کریم ہم سب کو اپنا صابر و شاکر بندہ رکھے اور ناشکری سے محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بدگمانی خطرناک باطنی بیماری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ حجرات سے آیت نمبر 12 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شیطان بنی آدم کو نقصان

پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، جہاں وہ لوگوں کو مختلف برائیوں کی طرف دھکیلتا ہے، وہیں ایک یہ بھی برائی انسان کے اندر پرورش پا رہی ہے اور اس برائی کا نام ''بدگمانی'' ہے۔اس برائی کا تعلق باطن ہے، یہ باطنی بیماری ہے جس سے بچنے کا حکم ہمیں اللہ کریم نے قرآن پاک میں دیا ہے چنانچہ سورۂ حجرات کی آیت نمبر 12 میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو! بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔

امام بیضاوی علیہ الرحمہ کثرت گمان سے ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں تاکہ مسلمان ہر گمان میں محتاط ہوجائے اور غور و فکر کرے کہ یہ گمان کس قسم سے ہے۔

امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں اس آیت میں بعض گمانوں کو گناہ قرار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کیونکہ کسی شخص کا کام دیکھنے میں تو برا لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ کرنے والا اسے بھول کر کر رہا

ہو یا دیکھنے والا غلطی پر ہو۔

☆ گمان کسے کہتے ہیں؟

ہر وہ خیال جو کسی ظاہری نشانی سے حاصل ہوتا ہے، گمان کہلاتا ہے۔ مثلا دور سے دھواں اٹھتا دیکھ کر آگ کی موجودگی کا خیال آنا۔ (مفردات امام راغب صفحہ نمبر 539)

☆ گمان کی دو اقسام ہیں:

1......حسن ظن (یعنی اچھا گمان)

2......سوئے ظن (یعنی برا گمان، اسے بدگمانی کہتے ہیں)

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

چنانچہ حسن ظن تو واجب ہوتا ہے جیسے اللہ کریم کے ساتھ اچھا گمان رکھنا اور کبھی مستحب جیسے مومن صالح کے ساتھ نیک گمان۔

اسی طرح سوئے ظن (بدگمانی) کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1......جائز　　　　2......ممنوع

1۔ پہلی جائز صورت:

فاسق معلن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے

ہوں، یعنی ظاہر ہوتے ہوں۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن کی جلد 8 کے صفحہ نمبر 238 پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نیک ہو تو اس کے متعلق بدگمانی جائز نہیں اور جو علانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور فسق (گناہ) میں مشہور ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اہل معصیت اور علانیہ گناہ کرنے والوں سے بدگمانی جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کی بدگوئی یا عیب اچھالنا شروع کر دیں بلکہ ایسی صورت میں اللہ کریم کی رضا کے لیے صرف دل میں انہیں برا سمجھا جائے۔

☆ دوسری جائز صورت:

جب نقصان میں مبتلا ہونے کا قوی احتمال ہو مثلاً کسی شخص نے کسی کے ساتھ کاروباری شراکت کی یا خرید و فروخت کی یا اس سے کرائے پر کوئی چیز لی یا کسی بھی طرح کا مالی معاملہ طے کیا اور سامنے والے کی کسی مشکوک حرکت کی وجہ سے دل میں بے اختیار بدگمانی پیدا ہوئی اور اس نے اس بدگمانی کی بنیاد پر ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کیں، جس سے سامنے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو جائز ہے کیونکہ اگر حقیقتاً سامنے والے کی نیت درست نہ ہو اور یہ شخص حسن ظن ہی قائم کرتا

رہ جائے تو نقصان میں مبتلا ہونے کا قوی امکان ہے۔

☆ بدگمانی کی ممنوع صورت:

جیسے اللہ کریم کے ساتھ برا گمان رکھنا اور نیک مومن کے ساتھ برا گمان رکھنا۔

اللہ کریم سے بدگمانی کا مطلب یہ ہے کہ یہ گمان رکھنا کہ اللہ کریم مجھے رزق نہیں دے گا یا میری حفاظت نہیں فرمائے گا یا میری مدد نہیں کرے گا۔(الحدیقۃ الندیۃ، جلد دوم، ص 7)

☆ بدگمانی جرم ہے:

نبی پاک ﷺ نے جہاں اپنے غلاموں کو دیگر باطنی بیماریوں سے آگاہ فرمایا، وہیں بدگمانی جیسے جرم سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

☆ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے:

حدیث شریف = بخاری شریف کتاب النکاح میں حدیث نمبر 5143 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو، بے شک بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

☆بدگمانی حرام ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 297 پر حدیث نمبر 6706 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا خون، مال اور اس سے بدگمانی (دوسرے مسلمان) پر حرام ہے۔

☆برا گمان مت رکھو:

حدیث شریف = تفسیر درمنثور جلد 7 کے صفحہ نمبر 566 پر یہ حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے: جس نے اپنے مسلمان بھائی سے برا گمان رکھا، بے شک اس نے اپنے رب سے برا گمان رکھا۔

☆بدگمانی پر حکم شرعی کب لگے گا؟

کسی شخص کے دل میں کسی کے بارے میں برا گمان آتے ہی اسے فعل حرام کا مرتکب قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دل میں برا خیال آجانے کی بناء پر قابل عتاب ٹھہرانے کا مطلب کسی انسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے۔ اللہ کریم سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 286 میں ارشاد فرماتا ہے:

القرآن: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

بدگمانی کے حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

1......جب انسان اس بدگمانی کو دل پر جمالے (یعنی اس کا یقین کرلے)

2......اس کو زبان پر لے آئے یا اس کے تقاضے پر عمل کرلے۔

1۔ بدگمانی کو دل پر جمالینا:

تفسیر روح المعانی میں علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کہا گیا ہے کہ جس چیز کی ممانعت ہے، وہ اسی (یعنی برے) گمان کو دل پر جمالینا ہے اور اس بدگمانی کے سبب کسی اچھی صورت کے ساتھ تاویل کرکے اسے زائل کرنے سے باز رہنا ہے۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ عمدۃ القاری کی جلد 14 کے صفحہ نمبر 96 پر لکھتے ہیں۔ گمان وہ حرام ہے جس پر گمان کرنے والا مصر (ڈٹا ہوا) ہو اور اسے اپنے دل پر جمالے، نہ کہ وہ گمان جو دل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔

مثلاً شیطان نے کسی مسلمان بھائی کے دل میں کسی نیک شخص کے بارے

میں ریا کاری کا گمان ڈالا تو اس مسلمان بھائی نے اس گمان کو فوراً جھٹک دیا اور مسلمان بھائی کے بارے میں مخلص ہونے کا حسن ظن قائم کر لیا تو اب اس کی گرفت نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ حرام کا مرتکب کہلائے گا۔ اس کے برعکس اگر دل میں بدگمانی آنے کے بعد اس کو نہ جھٹلایا اور وہ بدگمانی اس کے دل میں قرار پکڑے رہی حتیٰ کہ یقین کے درجے پر پہنچ گئی کہ فلاں شخص ریا کار ہی ہے تو اب بدگمانی کرنے والا گناہ گار ہوگا، چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

☆ بدگمانی کو زبان پر لے آنا یا اس کے تقاضے پر عمل کرنا:

الحدیقۃ الندیۃ جلد 2 صفحہ نمبر 13 پر نقل ہے کہ علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: شک یا وہم کی بناء پر مومنین سے بدگمانی اس صورت میں حرام ہے، جب اس کا اثر اعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کر لیا جائے مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔

تفسیر روح المعانی جلد 26 صفحہ نمبر 429 پر علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب بدگمانی غیر اختیاری ہو تو جس چیز کی ممانعت ہے، وہ اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرتا ہے یعنی مظنون (یعنی جس کے بارے میں دل میں گمان

آئے) کوحقیر جاننا یااس کی عیب گوئی کرنا یااس بدگمانی کو بیان کردینا۔

مثلاً آپ کی دعوت میں نہ پہنچنے والے مسلمان بھائی نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عذر پیش کیامگرآپ کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہاہے اورآپ نے اس گمان کی پیروی کرتے ہوئے فورا بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہوتو ایسی بدگمانی حرام ہے۔

☆محترم حضرات بدگمانی بڑھتی جارہی ہے:

والدین و اولاد، بھائی و بہن، میاں و بیوی، ساس و بہو، سسر و داماد، نندو بھاوج بلکہ تمام اہل خانہ و خاندان نیز استاد و شاگرد، سیٹھ اور نوکر، تاجر و گاہک، افسر ومزدور، حاکم ومحکوم الغرض ایسا لگتا ہے کہ تمام دینی و دنیوی شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی اکثریت اس وقت بدگمانی کی خوفناک آفت کی لپیٹ میں ہے۔کسی کوموبائل پرفون کریں اوروہ ریسیونہ کرے توبدگمانی...... شوہر کی توجہ بیوی کی طرف کم ہوگئی توفورا ساس سے بدگمانی...... بیٹے کی توجہ کم ہوگئی توفورا بہو سے بدگمانی......کسی فیکٹری سے اچھی نوکری سے فارغ ہوگئے تو دفتر کے کسی فرد سے بدگمانی...... کاروبار میں نقصان ہوگیا تو قریبی کاروباری حریف سے سے بدگمانی......تنظیمی طور پر خلاف توقع بات ہوگئی تو ذمہ داران سے

بدگمانی......جس سے قرض لیا اور وہ رابطے میں نہیں آ رہا یا جس سے مال بک کروالیا وہ مل نہیں رہا تو فورا بدگمانی......کسی نے وقت دیا اور آنے میں تاخیر ہوگئی تو بدگمانی......کسی کے پاس تھوڑے عرصے میں گاڑی، اچھا مکان اور دیگر سہولیات آ گئیں تو فورا بدگمانی......کسی کو شہرت مل گئی تو بدگمانی۔

آپ غور کرتے چلے جائیں تو شب و روز نہ جانے کتنی مرتبہ ہم بدگمانی کا شکار ہوتے ہوں گے۔ پھر یہ ابتداً پیدا ہونے والی بدگمانی اس شخص کے عیبوں کی ٹوہ میں لگاتی، حسد پر ابھارتی، غیبت اور بہتان پر اکساتی اور آخرت برباد کرتی ہے۔اسی بدگمانی کی وجہ سے بھائی بھائی میں دشمنی ہوجاتی ہے۔ساس بہو میں ٹھن جاتی ہے۔میاں بیوی میں جدائی ہوجاتی ہے۔ بھائی بہنوں کے درمیان قطع تعلقی ہوجاتی ہے،بہن بہن کے درمیان قطع تعلقی ہوجاتی ہے اور یوں ہنستے بستے گھر اور خاندان اجڑ جاتے ہیں۔

محترم حضرات! اب آپ کی خدمت میں چند واقعات پیش کرتا ہوں جس میں ہماری اصلاح کا خزانہ موجود ہے۔

☆ولی کی طاقت:

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات کے

چوتھے حصے کے صفحہ نمبر 364 پر یہ حکایت نقل ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ بخارا میں حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اور اکھاڑے میں کشتی ہورہی ہے۔حضرت امیر کلال بھی موجود ہیں اور کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ شریعت کے سخت پابند تھے۔ان کے دل میں اس فعل کے متعلق گمان پیدا ہوا حالانکہ اس کشتی میں شرعاً (آج کل کی کشتیوں کی مثل بے پردگی)اور کوئی ناجائز بات بھی شامل نہ تھی۔ یہ گمان پیدا ہونا ہی تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند کو غنودگی آ گئی، دیکھا کہ حشر کا میدان ہے، ان کے اور جنت کے درمیان دلدل کا ایک دریا حائل ہے۔یہ گزر کر اس کے پار جانا چاہتے تھے چنانچہ اس میں اترے اور جتنا زور لگاتے، اتنا دھنستے چلے جاتے، یہاں تک کہ بغلوں میں دھنس گئے۔

اب نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کریں۔اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے باہر نکال کر دریا کے پار پہنچا دیا۔پھر آپ کی آنکھ کھل گئی اور اس سے پہلے کہ آپ کچھ کہتے، حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر ہم کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے (یعنی ہمارا لڑنا اللہ کریم کی رضا اور جہاد کی تیاری کے لیے ہے) یہ سن کر آپ فوراً ان کے

قدموں میں گر گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔

☆شاہی دربار میں سفارش:

حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 109 پر لکھتے ہیں کہ دو درویش طویل سفر کے بعد حضرت ابوعبداللہ خفیف علیہ الرحمہ سے ملنے پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ شاہی دربار میں جلوہ فرما ہیں۔ یہ سن کر ان دونوں نے سوچا کہ یہ کس قسم کے بزرگ ہیں جو شاہی دربار میں حاضری دیتے ہیں حالانکہ اللہ والے تو شاہی درباروں سے دور رہتے ہیں۔

بہر حال یہ دونوں بازار کی طرف نکل گئے اور اپنی جیب سلوانے کے لیے ایک درزی کی دکان پر پہنچے۔اسی دوران درزی کی قینچی گم ہوگئی اور اس نے ان دونوں کو چوری کے شبہ میں گرفتار کروا دیا۔ جب پولیس دونوں کو لے کر شاہی دربار میں پہنچی تو حضرت ابوعبداللہ خفیف علیہ الرحمہ نے بادشاہ سے ان کی سفارش کرتے ہوئے فرمایا: یہ دونوں چور نہیں ہیں لہذا ان کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی سفارش پر ان دونوں کو رہا کر دیا گیا۔اس کے بعد آپ نے ان دونوں درویشوں سے فرمایا کہ تم سوچتے تھے کہ میں کس قسم کا بزرگ ہوں جو شاہی دربار میں رہتا ہوں تو سنو میں اسی وجہ سے شاہی دربار میں رہتا ہوں۔ یہ دونوں یہ بات

سن کر معذرت کرنے لگے اور آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے۔

☆ گمانوں سے بچو:

امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کے دوسرے حصے کے صفحہ نمبر 222 پر نقل ہے۔ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبۂ معظّمہ کو تشریف لے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ (ٹین کا برتن) تھا۔حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمہ نے دیکھا (تو) دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر، اوروں پر اپنا بوجھ ڈالنا چاہتا ہے۔یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شفیق! گمانوں سے بچو،بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔نام بتانے اور دل میں آنے والے وسوسے پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہو گئی اور امام کے ساتھ ہو لیے۔راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس ٹیلہ سے تھوڑا ریت لے کر ٹین کے برتن میں گھول کر پیا اور حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمہ سے بھی پینے کو فرمایا۔انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں بھی نہ دیکھے نہ سنے۔

محترم حضرات! میں نے آپ کی خدمت میں بزرگوں کے تین واقعات پیش کیے جس میں بدگمانی سے بچنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔اب آپ کے

سامنے بدگمانی کی ہلاکت خیزیوں سے بچنے کے چند علاج پیش کرتا ہوں۔

1...... بدگمانی سے بچنے کا پہلا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھیں جو اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے، اسے سکون قلب نصیب ہوتا ہے اور جو بدگمانی کی عادت قبیح میں مبتلا ہو، اس کا دل وحشتوں کی آماج گاہ بنا رہتا ہے۔

2...... بدگمانی سے بچنے کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اپنے آپ کو نیکی پر ثابت قدم رکھیے کیونکہ جو خود نیک ہوتا ہے، وہ دوسروں کے بارے میں بھی اچھے گمان رکھتا ہے۔ جو خود برے کاموں میں مشغول رہتا ہے، اسے دوسرے بھی اپنے جیسے دکھائی دیتے ہیں۔

3...... بدگمانی سے بچنے کا تیسرا علاج یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت اگر کسی مسلمان کے متعلق دل میں برا گمان آئے تو اس کو بالکل دل میں جگہ نہ دیں، فورا تعوذ پڑھ کر جھٹک دیں۔

محترم حضرات! اپنے آپ کو بدگمانی سے بچانے کے ساتھ ساتھ ایسے افعال کے ارتکاب سے بھی اجتناب کی کوشش کیجیے جن کے سبب دوسروں کے بدگمانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، مثلا تین آدمی ایک جگہ موجود ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر کانوں میں مونہہ رکھ کر باتیں نہ کریں کہ اس سے تیسرے شخص کو بدگمانی

پیدا ہوگی کہ یہ دونوں میرے متعلق کوئی گفتگو کر رہے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں بھی اس سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حدیث شریف = صحیح بخاری میں حدیث نمبر 288 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ المفاتیح کی جلد 8 صفحہ نمبر 699 پر اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں تا کہ وہ یہ گمان نہ کرے کہ یہ دونوں میرے خلاف سرگوشی کر رہے ہیں۔

☆ یہ میری زوجہ ہے:

حدیث شریف = صحیح بخاری کتاب الاعتکاف میں حدیث نمبر 2038 نقل ہے۔مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے محبوب ﷺ مسجد میں (معتکف) تھے اور آپ کے پاس ازواج مطہرات موجود تھیں۔وہ اپنے کمروں میں چلی گئیں تو آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ٹھہرو میں بھی (تھوڑی دور تک) تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔آپ ان کے ساتھ چلے تو دو انصاری صحابہ ملے جو آپ کو دیکھ کر آگے بڑھ گئے۔آپ نے ان

دونوں کو بلا کر ارشاد فرمایا یہ (میری زوجہ) صفیہ ہے۔

انہوں نے عرض کی سبحان اللہ! یارسول اللہ ﷺ! (یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے بدگمانی کریں) آپ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے تو میں نے خوف محسوس کیا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دے۔

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فتح الباری جلد 4 کے صفحہ نمبر 242 پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے کاموں سے بچا جائے جو کسی کو بدگمانی میں مبتلا کرسکتے ہوں۔ علماء و مقتدیٰ ہستیوں کو بطور خاص ہر اس کام سے بچنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ ان سے بدظن ہوجائیں اگرچہ اس کام میں ان کے لیے خلاصی کی راہ موجود ہو کیونکہ بدظن ہونے کی صورت میں لوگ ان کے علم سے نفع نہیں اٹھا پائیں گے۔

☆ شخصیات اور مذہبی لوگ ان کاموں سے خصوصا بچیں۔

شخصیات اور مذہبی لوگ ان کاموں سے خصوصاً بچیں، مثلاً مسجد میں موبائل کے استعمال سے بچیں، کانوں میں ہینڈ فری نہ لگا کر رکھیں ورنہ دیکھنے والوں کو گمان ہوگا کہ گانا وغیرہ سن رہا ہوگا۔ ائمہ حضرات سنت غیر موکدہ اور نوافل بھی پابندی سے پڑھیں ورنہ عوام الناس کو گمان ہوگا کہ امام صاحب پوری نماز نہیں

پڑھتے۔اس کے علاوہ بھی کئی کاموں سے بچیں اور خاص طور پر محتاط رہیں تاکہ کسی کو بھی بدگمانی کا موقع نہ ملے تاکہ مذہبی شخصیات اور مذہبی حلیے والے لوگوں سے عوام الناس بدظن نہ ہوں کیونکہ اس سے پھر دین پر عمل کرنے والوں سے عوام کٹ جاتی ہے۔ ہمارے کام تو ایسے ہونے چاہییے کہ لوگ ہمارے قریب آئیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر گمان خصوصاً بدگمانی سے محفوظ فرمائے۔
آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

شرم وحیاء

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ اعراف سے آیت نمبر 26 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ مادیت کے دور میں چند برائیاں ایسی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو پستی کی طرف دھکیل دیا ہے۔ان برائیوں میں سب سے بڑی برائی بے حیائی ہے اور آپ تمام حضرات میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ بے حیائی کے سیلاب نے ہماری پوری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔حیادار اور نیک انسان کتنا بچے، کوئی گھر،کوئی گلی،کوئی علاقہ،کوئی محلہ،کوئی شہر،کوئی گاؤں اور کوئی ملک بے حیائی سے پاک نہیں۔انسان ادھر نظر اٹھائے تو بے پردہ عورت،ادھر نظر پڑے تو بے پردہ عورت،کیا کریں کہاں جائیں؟ خواتین کے ایسے باریک لباس کہ شرم کو بھی شرم آ جائے،نہ دوپٹہ اور چادر کا ٹھکانہ اور نہ اپنی عزت کی پرواہ،نیک اور صالح مسلمان کا تو رہنا سہنا اور راہ چلنا دشوار ہو گیا ہے آیئے آج ہم حیاء اور شرم کے متعلق کچھ سنتے ہیں تا کہ ہم اپنے گھر والوں کو تو کم از کم اس آفت سے بچائیں۔

☆ حیاء کی دو قسمیں ہیں:

تنبیہ الغافلین کے صفحہ نمبر 258 پر نقل ہے۔حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حیاء کی دو قسمیں ہیں۔

1......لوگوں کے معاملہ میں حیاء۔

2......اللہ کریم کے معاملہ میں حیاء

☆لوگوں کے معاملہ میں حیاء کا مطلب:

لوگوں کے معاملہ میں حیاء کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنی نظر کو حرام کردہ اشیاء سے بچا۔

☆اللہ کریم کے معاملہ میں حیاء کا مطلب:

اللہ کریم کے معاملہ میں حیاء کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کی نعمت کو پہچان اور اس کی نافرمانی کرنے سے حیاء کر۔

☆اللہ کریم سے حیاء کی مثال:

حدیث شریف = امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقاۃ المفاتیح جلد 8 کے صفحہ نمبر 8044 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: میں بند کمرے میں غسل کرتا ہوں تو اللہ کریم سے حیاء کی وجہ سے سمٹ جاتا ہوں۔

☆حیاء اسلام کا خلق ہے:

اسلام میں حیاء کو بہت اہمیت دی گئی ہے چنانچہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر 4181 میں فرمایا گیا ہے: بے شک دین کا ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے یعنی ہر اُمّت کی کوئی نہ کوئی خاص خصلت ہوتی ہے جو دیگر خصلتوں پر غالب

ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خصلت حیاء ہے۔اس لیے کہ حیاء ایک ایسا خلق ہے جو اخلاقی اچھائیوں کی تکمیل، ایمان کی مضبوطی کا باعث اور اس کی علامات میں سے ہے۔

اب آپ کے سامنے حیاء کی اہمیت پر احادیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تاکہ ہم مزید حیاء دار بن جائیں۔

☆ ایمان کی علامت:

حدیث شریف = صحیح مسلم شریف میں حدیث نمبر 35 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے ستر سے زائد شعبے (علامات) ہیں اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

☆ حیاء ایمان سے ہے:

حدیث شریف = مسند ابی یعلیٰ جلد 6 صفحہ نمبر 291 پر حدیث نمبر 7463 نقل ہے۔فرمایا: حیاء ایمان سے ہے۔

یعنی جس طرح ایمان مومن کو کفر کے ارتکاب سے روکتا ہے، اسی طرح حیاء باحیاء کو نافرمانیوں سے بچاتی ہے۔ یوں مجازاً اسے ''ایمان'' فرمایا گیا۔جس کی مزید وضاحت و تائید حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی

ہے جس کو امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی مستدرک جلد اول صفحہ نمبر 176 پر حدیث نمبر 66 نقل فرمایا ہے: بے شک حیاء اور ایمان دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں تو جب ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

☆حیاء خیر ہی خیر ہے:

حدیث شریف = صحیح مسلم شریف میں حدیث نمبر 37 نقل ہے۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: حیاء صرف خیر (یعنی بھلائی) ہی لاتی ہے۔

محترم حضرات! آپ نے احادیث سنیں کہ حیاء ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اسے بھلائی بھی فرمایا گیا، کہیں اسے ایمان کہا گیا۔کہیں اسے ایمان کا شعبہ بھی فرمایا گیا مگر افسوس کہ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی کے نت نئے انداز جنم لے رہے ہیں، جن کی وجہ سے ماحول تباہی کی طرف جا رہا ہے جن میں سے چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ہر گھر سنیما گھر بن گیا:

اولاد کی صحیح تربیت اس کے گھر کے ماحول سے ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب گھر میں اچھا اور نیک ماحول ہو، مگر فی زمانہ ہر گھر میں ٹی وی چل رہا ہوتا

ہے جس پر انڈین ڈرامے اور فلمیں بڑی پابندی سے روزانہ دیکھی جاتی ہیں۔ ان ڈراموں اور فلموں میں لڑکیوں کے باریک اور آدھے لباس ہوتے ہیں، بے ہودہ باتیں ہوتی ہیں۔ ناچ اور گانا ہوتا ہے، اسکرین کے سامنے والدین، لڑکا، لڑکی سب بیٹھے ہوتے ہیں۔ کوئی شرم نہیں، کوئی حیاء نہیں، والدین اپنی اولاد کو سامنے بٹھا کر یہ مناظر دیکھ رہے ہوتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے۔ بیٹی جوان ہو کر ایسے لباس پہنتی ہے، چادر اور برقعہ پہننے سے انکار کر دیتی ہے بالآخر وہ والدین کے ہاتھوں سے نکل جاتی ہے۔

☆مخلوط تعلیمی نظام:

جوان لڑکی اب چادر اور چار دیواری سے نکل کر مخلوط تعلیم کی نحوست میں گرفتار ''بوائے فرینڈ'' کے چکر میں پھنس گئی۔ اسے جب تک چادر اور چار دیواری میں رہنے کی سعادت حاصل تھی، وہ شرمیلی تھی اور اب بھی جو چادر و چار دیواری میں ہوگی وہ ان شاء اللہ باحیاء ہی ہوگی۔

دوسری بیماری جو لڑکیوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ لڑکیاں رومانی ناول، غیر اخلاقی افسانے اور عشقیہ وفسقیہ مضامین خوب پڑھتی ہیں اور بعض تو لکھتی بھی ہوں گی، بے ہودہ غزلیں اور گانے سنتی اور گاتی ہیں۔ سب سے بڑی

نحوست یہ آن پڑی کہ ہر لڑکی کے ہاتھ میں اب موبائل آ گیا۔ بس موبائل کیا نوجوان لڑکی آزاد ہوگئی۔ اب وہ اپنی تباہی خود تیار کررہی ہے۔ بدنصیب والدین جو اپنی جوان بیٹیوں کو موبائل دلا دیتے ہیں۔ وہ موبائل نہیں دلاتے بلکہ اپنی تباہی کا سامان دلا کر دیتے ہیں۔ بس اب لڑکیاں آئمو، واٹس اپ اور فیس بک پر نامحرم لڑکوں کے ساتھ گفتگو میں اپنا وقت گزار رہی ہوتی ہیں بالآخر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ والدین کی زندگی بھر کی کمائی، ان کا پلا پلایا جگر کا ٹکڑا انہیں چھوڑ کر ایک نامحرم لڑکے کے ساتھ گھر سے بھاگ جاتا ہے اور یوں والدین کی عزت کا جنازہ نکل جاتا ہے اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

والدین اپنی اولاد کو پہلے سے نہیں سنبھالتے اور پھر جب کوئی لڑکی اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ ''منسوب'' ہوجاتی ہے تو اب ماں باپ سر پکڑ کر روتے ہیں جو باپ لڑکی کو کالج بھیجتے ہیں، فلمیں ڈرامے دیکھنے سے نہیں روکتے غالباً ان کی یہ دنیوی سزا ہوتی ہے، شاید بازی ہاتھ سے نکل چکی، اب اس کی خواہش میں آپ کا رکاوٹ ڈالنا خودکشی یا قتل وغارت گری کی نوبت بھی لاسکتا ہے۔

☆ رسم حنا میں بے حیائی:

آج کل جس شایان شان طریقے سے یہ رسم ادا کی جارہی ہے، اس پر جتنا

رویا جائے، وہ کم ہے اور یہ کھلم کھلا رب تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔اس رسم کو خاص الخاص نوجوان لڑکیوں سے مختص کردیا گیا ہے۔وہ اس طرح کہ بارات سے ایک دن پہلے نوجوان لڑکیاں اور پھر ساتھ بینڈ باجے والا اور نوجون وغیرہ دولہا کے گھر جاتے ہیں۔تمام راستے میں نوجوان لڑکیاں جو اپنے والد کی غیرت کا خون سرخی کے طور پر اپنے ہونٹوں پر سجا کراور بے پردہ ہوکر اور جذبات بھڑکانے والے لباس پہن کر ہاتھ میں پلیٹیں وغیرہ پکڑ کر تمام غیر محرموں کے سامنے سے گزرتی ہیں۔ دولہا کو مہندی لگائی جاتی ہے، دلہن کی بہن دولہا کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے، جوتے چھپائے جاتے ہیں۔بعض دفعہ ان بے ہودہ مناظر کو دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔اس طریقے سے اس رسم کے ساتھ مسلمانوں کی غیرت کا جنازہ خود مسلمانوں کی اولاد اپنے ہاتھوں سے نکالتی ہے۔

☆شادی کی تقریبات میں بے حیائی:

پہلے دور میں شادی کی تقریبات میں دو شامیانے لگائے جاتے ہیں۔ایک مردوں کے لیے دوسرا عورتوں کے لیے۔

دور ترقی کرتا گیا، یوں سمجھ لیجئے کہ بربادی کی طرف بڑھتے گئے۔اس کے بعد ایک شامیانہ باندھا جانے لگا اور درمیان میں ایک قنات لگادی گئی۔ یہاں

تک بھی خیر تھی مگر دور مزید ترقی کرتا گیا۔ ہم تیزی سے تباہی کی طرف بڑھتے گئے۔ ایک شامیانہ لگایا جانے لگا، درمیان سے قنات ہٹادی گئی۔ اب بڑے بڑے شادی لان بک کروانے لگے۔ اس میں بھی پہلے دو پورشن ہوتے تھے۔ اب یہ بھی ختم ہوگئے۔ اب تو شرم وحیاء کا جنازہ اس طرح نکل چکا ہے کہ اب کوئی رکاوٹ نہیں۔ مرد جہاں چاہے بیٹھے، عورت جہاں چاہے بیٹھے۔ آپ کرسی پر بیٹھے ہیں۔ آپ کے برابر میں آ کر عورت بیٹھ جائے۔ کوئی کہنے والا نہیں۔ آپ شرما جائیں مگر عورت نہیں شرماتی کیونکہ وہ اس کو عیب ہی نہیں سمجھتی۔

ایسی تقریبات منعقد کرنے والوں کو سوچنا چاہیے اور اللہ کریم کے رسول ﷺ کے اس ارشاد پر غور کرنا چاہیے۔

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل دوسری جلد کے صفحہ نمبر 351 پر حدیث نمبر 5372 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تین شخص ہیں جن پر اللہ کریم نے جنت حرام فرمادی ہے۔ ایک تو وہ شخص جو ہمیشہ شراب پیے اور دوسرا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے اور تیسرا وہ دیوث (یعنی بے حیا) کہ جو اپنے گھر والوں میں بے غیرتی کے کاموں کو برقرار رکھے۔

☆ دیوث کسے کہتے ہیں؟

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ شریف کی شرح مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر فرماتے ہیں کہ جو اپنی بیوی بچوں کو زنا یا بے حیائی، بے پردگی، اجنبی مردوں سے اختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوجود قدرت کے نہ روکے، وہ بے حیاء دیوث ہے۔

معلوم ہوا کہ باوجود قدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں، مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامحرم رشتے داروں، غیر محرم ملازموں، چوکیداروں، ڈرائیوروں سے بے تکلفی اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے سخت احمق، بے حیاء، دیوث، جنت سے محروم اور جہنم کے حقدار ہیں۔ایک بات یاد رہے کہ اگر مرد اپنی حیثیت کے مطابق منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتیں تو اس صورت میں اس پر نہ کوئی الزام اور نہ وہ دیوث ہے۔

☆عورتوں کی اصلاح نرمی اور حکمت عملی سے:

جس قدر ہو سکے مرد اپنی بیوی، بہن اور ماں کو بے پردگی سے روکے۔ یہ حدیث شریف میں ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے۔صحیح بخاری میں حدیث نمبر 893 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم

ہو اور حاکم سے روزِ قیامت اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس حدیث پاک کے تحت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نزہۃ القاری جلد 2 کے صفحہ نمبر 530 پر فرماتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ جو کسی کی نگہبانی میں ہو۔ اس طرح عوام سلطان اور حاکم کے اولاد ماں باپ کے تلامذہ (شاگرد) اساتذہ کے، مریدین پیر کے رعایا ہوئے۔ یونہی جو مال زوجہ یا اولاد یا نوکر کی سپردگی میں ہو۔ اس کی نگہداشت ان پر واجب ہے۔ یاد رہے نگہبانی میں یہ بھی داخل ہے کہ رعایا گناہ میں مبتلا نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ بیوی بے پردہ گھومے گی اور شوہر نے نہ روکا تو قیامت کے دن شوہر سے پوچھا جائے گا۔ ماں اور بہنیں بے پردہ گھومیں گی تو کل قیامت کے دن بڑے بھائی سے پوچھا جائے گا کہ تو نے انہیں کیوں نہیں روکا؟ گھر کے نگہباں، شوہر اور بڑے بھائی پر لازم ہے کہ وہ بے پردگی وغیرہ کے معاملات میں عورتوں کو روکیں، مگر حکمت عملی کے ساتھ روکیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی زوجہ یا ماں، بہنوں پر اس طرح سختی کر بیٹھیں جس سے گھر کا امن تباہ و برباد ہو جائے، حکمت عملی اور نرمی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

☆ بے حیائی پر فخر (معاذ اللہ):

کسی شخص نے مجھے بتایا کہ ہمارے ایک قریبی دوستی رشتے داری کی وجہ سے ایک مہندی کی تقریب میں پھنس گئے۔انہوں نے بتایا کہ مہندی کی تقریب میں تھوڑی دیر بعد اسٹیج پر چڑھ کر نوجوان لڑکیوں نے تمام مردوخواتین کے سامنے ڈانس کرنا شروع کیا۔ مجھ سے آگے دو افراد بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کو کہنی مار کر کہتا ہے کہ دیکھو وہ سامنے جو لڑکی بہترین ڈانس کر رہی ہے، جانتے ہو وہ کون ہے؟ ارے وہ میری بیٹی ہے (معاذ اللہ)

محترم حضرات! افسوس کی بات ہے کہ جوان بیٹی نامحرموں کے سامنے ڈانس کر رہی ہے اور باپ فخر کر رہا ہے۔

☆جب تجھے حیاء نہیں تو تُو جو چاہے کر:

حدیث شریف = الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد 2 صفحہ نمبر 3 پر حدیث شریف نمبر 606 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب تجھے حیاء نہیں تو تُو جو چاہے کر۔

☆ہمیں لباس ستر چھپانے کے لیے دیا گیا مگر:

سورۂ اعراف کی آیت نمبر 26 میں اللہ کریم فرماتا ہے

القرآن: یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ

سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو

محترم حضرات! اللہ کریم نے تو ہمیں شرم کی چیزیں چھپانے کے لیے لباس عطا فرمایا مگر افسوس کہ ہم لباس پہن کر بھی شرم کی چیزیں ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔عورتوں کا ایسا باریک لباس کہ پہننا اور نہ پہننا برابر۔مگر اب یہ بیماری مردوں میں بھی آ گئی۔ہمارے نوجوان اتنی ٹائٹ پینٹ پہنتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ یہی نہیں بلکہ اب تو چھوٹی ٹی شرٹ اور چھوٹی پینٹ اتنی نیچے پہنتے ہیں کہ ذرا زمین کی طرف جھکے اور نماز میں کبھی سجدے میں گئے تو پیچھے کا حصہ نظر آ رہا ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کو دیکھ کر دیکھنے والے اپنی نگاہیں جھکا لیتے ہیں مگر ان نوجوانوں کو شرم نہیں آتی، آخر حیاء اور شرم کہاں چلی گئی۔

☆ ہم اپنی شرم گاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں؟

حدیث شریف = ابوداؤد شریف میں حدیث نمبر 4017 نقل ہے۔نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم اپنی شرم گاہوں کی کہاں تک حفاظت کریں؟ ارشاد فرمایا: زوجہ اور کنیز کے سوا (اپنی شرم گاہ) کسی پر ظاہر نہ

ہونے دو۔عرض کیا گیا اگر تنہائی میں ہوں تو؟ ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اس سے حیاء کی جائے''

☆مرد کا پردہ کیا ہے؟

سورۂ نور کی آیت نمبر 30 میں مردوں کا یہ پردہ بیان کیا گیا۔

القرآن: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے۔ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

محترم حضرات! اس آیت میں مردوں کو شرم وحیاء کے باعث نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا، لہذا نظروں کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ چلتے پھرتے ہوئے ہر عورت کو دیکھنا یہ ناجائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا۔

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2777 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے علی! نظر کو نظر کے پیچھے نہ لگاؤ (غیر محرم عورت کو نہ

دیکھو) تیرے لیے پہلی (نظر معاف) جبکہ دوسری (معاف) نہیں ہوگی۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اگر کسی نامحرم پر ایک نظر غلطی سے پڑ جائے تو نظر پڑتے ہی فوراً نگاہوں کو جھکا لیا جائے دوبارہ نہ دیکھا جائے، یہ گناہ ہے۔

☆عورتوں کا پردہ:

سورۂ نور کی آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

معلوم ہوا کہ جن جن سے شریعت نے پردے کا حکم دیا ہے مثلاً ماموں زاد، خالہ زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، دیور وغیرہ ان سے پردہ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح مرد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بھابھی، خالہ زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، ممانی چچی، تائی وغیرہ نامحرم عورتوں سے بے تکلف نہ ہو۔

ہوسکتا ہے کہ میری باتیں آپ کو عجیب لگیں مگر یاد رہے شریعت کا یہی حکم ہے اور اسی پر عمل کر کے ہم معاشرے کو باحیاء بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باحیاء مسلمان بنائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضرت بابا فریدالدین
گنج شکر علیہ الرحمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! برصغیر پاک و ہند میں جن مقدس اور برگزیدہ ہستیوں نے اپنے علم وعمل کے ذریعے اسلام کی نورانی شمع روشن کی اور اس کی نور بکھیرتی کرنوں سے تاریک دلوں کو جگمگایا، بھٹکتے ذہنوں کو مرکز رشد و ہدایت پر جمع کیا۔ پیاسی نگاہوں کو عشق ومحبت کے جام سے سیراب کیا۔ سلگتے دلوں کو آداب شریعت کی چاندنی سے ٹھنڈک بخشی۔ ان میں آسمان ولایت کے آفتاب خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہم اللہ کے نور نظر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کا اسم گرامی ہے۔ آج کی اس محفل میں آپ کے سامنے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کی سیرت مبارکہ کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت کروں گا۔

☆ ولادت:

کتاب حیاتِ گنج شکر کے صفحہ نمبر 258 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ 571ھ بمطابق 1175ء میں ملتان شریف کے قصبہ کھوال میں پیدا ہوئے۔

☆ نام ونسب:

کتاب سیر الاقطاب کے صفحہ نمبر 186 پر نقل ہے کہ آپ کا اصل نام مسعود

ہے جبکہ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے لقب سے دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں۔آپ کا سلسلہ نسب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

☆خاندانی پس منظر:

کتاب سیر الاولیاء کے صفحہ نمبر 119 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا خاندانی تعلق کابل کے بادشاہ فرخ شاہ سے تھا۔جب تاتاری فتنہ دنیائے اسلام پر غلبہ پانے کے لیے خون کی ندیاں بہا رہا تھا۔اس کی سفاک اور خونخوار تلوار نے اسلامی ممالک کو تخت و تاراج کیا یہاں تک کہ کابل پر حملہ آور ہوا تو حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے جدامجد نے ان سے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔کابل کی ویرانی کے بعد حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے دادا جان شیخ شعیب علیہ الرحمہ اپنے اہل وعیال سمیت کابل سے ہجرت کر کے لاہور پہنچے پھر کچھ عرصہ ''قصور'' میں قیام فرمایا۔قصور کے قاضی نے سلطان وقت کو خبر دی کہ ایک اعلیٰ خاندان کا ممتاز عالم ان کے شہر میں سکونت پذیر ہے۔سلطان نے انہیں کسی اعلیٰ منصب پر فائز کرنا چاہا لیکن شیخ شعیب علیہ الرحمہ نے انکار کر دیا۔ سلطان نے اصرار کر کے آپ کو کھتوال (کوٹھے وال) کا قاضی مقرر کر دیا۔

☆والدہ کا مقام ومرتبہ:

کتاب سیر الاولیاء صفحہ نمبر 156 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے والد حضرت شیخ جمال الدین علیہ الرحمہ آپ کے بچپن میں ہی انتقال کر چکے تھے۔ والدہ ماجدہ حضرت بی بی قرسم خاتون رحمۃ اللہ علیہا نے حضور بابا فرید علیہ الرحمہ کی پرورش فرمائی۔ بابا فرید علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ، عابدہ، زاہدہ اور تہجد گزار ہونے کے ساتھ ساتھ ولایت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھیں۔

ایک رات آپ کی والدہ نماز تہجد ادا فرما رہی تھیں کہ ایک غیر مسلم چور موقع پا کر جونہی گھر میں گھسا، اسی وقت اندھا ہو گیا۔ اس نے گڑگڑا کر یوں عرض کی: اگر اس گھر میں کوئی مرد ہے تو وہ میرا باپ اور بھائی ہے اور اگر کوئی عورت ہے تو وہ میری ماں اور بہن ہے۔ بہر حال وہ جو بھی ہے، مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ اس کی بزرگی نے مجھے اندھا کیا ہے لہذا اسے چاہیے کہ میرے حق میں دعا کرے تا کہ میری بینائی واپس آ جائے۔ بابا فرید علیہ الرحمہ کی والدہ نے اسی وقت اس کے لیے دعا فرمائی جس کی برکت سے اس کی بینائی واپس آ گئی اور یوں وہ شخص وہاں سے چلا گیا۔ جب صبح ہوئی، اس نے اپنے گھر والوں سمیت اسلام قبول کر کے آئندہ چوری نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔

☆ بھائی بہن:

آپ تین بھائی بابا فریدالدین مسعود، حضرت اعزالدین محمود، حضرت نجیب الدین متوکل رحمہم اللہ اور ایک بہن حضرت ہاجرہ تھیں۔ یہ آپ کی وہی خوش نصیب بہن ہیں جن کی آغوش میں کامل ولی حضرت علی احمد المعروف صابر کلیری علیہ الرحمہ نے آنکھ کھولی۔

☆ تربیت کا انداز:

کتاب محبوب الٰہی کے صفحہ نمبر 52 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فریدالدین علیہ الرحمہ کو بچپن سے شکر بہت پسند تھی۔ والدہ ماجدہ نے پہلی بار جب آپ کو نماز کی تلقین کی تو فرمایا! بیٹا نماز پڑھا کرو۔ اللہ کریم راضی ہوتا ہے اور عبادت گزار بندوں کو انعامات سے نوازتا ہے۔ تم نماز پڑھو گے تو تمہیں شکر ملا کرے گی۔ آپ جب نماز ادا فرماتے تو والدہ آپ کے مصلے کے نیچے شکر کی ایک پڑیا رکھ دیا کرتیں۔ آپ پابندی سے نماز ادا فرماتے اور نماز کے بعد شکر کی صورت میں اپنی دلی مراد کی تکمیل کا نظارہ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے۔ ایک دن آپ کی والدہ مصروفیات کے باعث جائے نماز کے نیچے شکر رکھنا بھول گئیں۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو والدہ نے پوچھا بیٹا! شکر ملی؟ سعادت مند بیٹے نے عرض کی: جی ہاں! مجھے ہر نماز کے بعد شکر مل جاتی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کی والدہ اشکبار

آنکھوں سے اپنے پروردگار عالم کا خوب شکر ادا کرنے لگیں۔

محترم حضرات! اگر ماں نیک ہو اور نماز کی پابند ہو تو اولاد کو بھی اس راستے پر گامزن کرتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ اگر والدہ کی اچھی تربیت ہو تو اولاد خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ بنتی ہے۔ اگر والدہ کامل واکمل ہو تو اولاد غوث اعظم علیہ الرحمہ بنتی ہے اور اگر والدہ کی اچھی تربیت ہو تو اولاد بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ بنتی ہے۔

☆ گنج شکر کہنے کی وجہ:

آپ کو گنج شکر کہنے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے دو مشہور وجوہات یہ ہیں۔

1 ......ملفوظات اعلیٰ حضرت کے صفحہ نمبر 482 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ کو ایک مرتبہ 80 فاقے ہو چکے تھے۔ نفس بھوکا تھا۔ ''الجوع الجوع'' (ہائے بھوک، ہائے بھوک) پکار رہا تھا۔ اس کے بہلانے کے لیے کچھ سنگریزے (یعنی کنکر) اٹھا کر مونہہ میں ڈالے۔ ڈالتے ہی شکر ہو گئی، جو کنکر مونہہ میں ڈالتے، شکر ہو جاتا، اسی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہیں۔

2......دوسری وجہ یہ ہے کہ جسے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

نے اپنی کتاب اخبار الاخیار کے صفحہ نمبر 53 پر نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ کچھ سوداگر اونٹوں پر شکر لادے جارہے تھے۔ آپ (یعنی بابا فرید علیہ الرحمہ) نے دریافت فرمایا: اونٹوں پر کیا چیز ہے؟ ایک سوداگر کہنے لگا؟ اونٹوں پر نمک لدا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم کہتے ہو تو نمک ہی ہوگا۔ جب قافلہ منزل مقصود پر پہنچا اور سامان کھولا گیا تو اس میں شکر کے بجائے نمک نکلا۔ یہ دیکھ کر سوداگر سمجھ گئے کہ یہ ہمارے جھوٹ بولنے کی شامت ہے لہذا الٹے قدم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم سے غلطی ہوگئی ہے، معاف فرما دیجئے۔ اصل میں اونٹوں پر نمک نہیں بلکہ شکر تھی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: تم کہتے ہو تو شکر ہی ہوگی، سوداگروں نے واپس آ کر دیکھا تو تمام نمک شکر میں تبدیل ہو چکا تھا۔

☆ تعلیم و تربیت:

کتاب محبوب الٰہی کے صفحہ نمبر 53 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید الدین شکر علیہ الرحمہ کا خاندان شرافت اور علمی وجاہت میں ممتاز تھا۔ اس لیے بچپن ہی سے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام خاندانی روایات کے مطابق ہوا۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ کھتوال (کوٹھے وال) میں عربی و فارسی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اٹھارہ برس کی عمر میں ملتان

گئے۔ جوان دنوں علوم ومعارف کا مرکز اورعلم ظاہر و باطن کا سنگم تھا۔ جہاں آپ نے علوم دینیہ کی منازل طے کیں۔

ایک دن مشہور بزرگ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سہروردی علیہ الرحمہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کو ایک انار بطور تحفہ عطا فرمایا۔ بابا فرید روزے سے تھے۔ اس لیے تناول نہ کر سکے لہذا اسے دوسرے درویشوں نے کھالیا۔ بعد افطار آپ کو انار کے چھلکے میں ایک دانہ انار کا ملا۔ آپ نے وہ دانہ کھالیا، کھانے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ روحانیت کی روشنی سے ان کا وجود جگمگا اٹھا۔ بعد میں جب یہ واقعہ بابا فرید نے اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا: ساری برکت اور روحانی فیض اسی ایک دانہ میں تھا۔ باقی پھل میں کچھ نہ تھا۔

☆ شرف بیعت کا واقعہ:

کتاب سیر الاولیاء صفحہ نمبر 121 پر نقل ہے کہ دوران طالب علمی حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ مسجد میں تشریف لے جاتے اور قبلہ رخ بیٹھ کر اپنے اسباق یاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ ملتان شریف میں جلوہ گر ہوئے اور اسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے۔ حضرت

بابا فرید حسب عادت مطالعہ میں مصروف تھے کہ ایک خوشگوار احساس نے آپ کو نظر اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ نظر اٹھنے کی دیر تھی کہ ایک ولی کامل کے روشن اور نورانی چہرے کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہونے لگیں چنانچہ بے ساختہ احترام میں کھڑے ہوئے اور قریب آ کر دوزانو بیٹھ گئے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض کی: فقہ کی کتاب ''النافع'' ہے، فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے اس کتاب سے نفع ہوگا؟ عرض کی: حضور! نفع تو آپ کی نظر کرم سے ہوگا۔ جواب سن کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے اور شفقت فرماتے ہوئے آپ کو اپنے مریدوں میں شامل فرمالیا۔ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ ملتان شریف سے روانہ ہوئے تو آپ بھی پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے فرمایا: پہلے خوب علم دین حاصل کرو پھر میرے پاس دہلی آنا کیونکہ بے علم زاہد شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔

محترم حضرات! حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ علم دین حاصل کرنا بہت ضروری ہے، بغیر علم کے انسان شیطان کا کھلونا بن جاتا ہے۔ ہمارے جتنے بھی بزرگان دین گزرے ہیں۔ وہ سب کے سب مفتی، شیخ الحدیث، مفسر قرآن اور عالم دین گزرے ہیں۔ کوئی بھی پیر بے علم

نہیں گزرا۔ یہ تو موجودہ دور میں چند نام نہاد پیر پیدا ہو چکے ہیں جنہیں نہ نماز کے شرائط معلوم ہیں، نہ فرائض معلوم ہیں اور نہ ہی غسل کا صحیح طریقہ معلوم ہے۔ سب سے زیادہ افسوس ان اندھے عقیدت مندوں پر ہے جو اندھی عقیدت میں ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔

☆ تحصیل علم کے لیے سفر:

حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد کی بات پر عمل کرتے ہوئے تحصیل علم کی غرض سے بغداد شریف، شام، دمشق، سیستان، بخارا اور ایران سمیت مختلف مقامات کے سفر کیے۔

☆ تحصیل علم کے بعد مرشد کی بارگاہ میں:

حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ تحصیل علم کے بعد دیارِ مرشد دہلی پہنچے۔ انہی دنوں سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ بھی اچانک دہلی تشریف لائے۔ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ سے فرمایا: تم نے اپنے مرید ''فرید الدین مسعود'' کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے عرض کی: حضور! وہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہے۔ ارشاد فرمایا: اگر وہ یہاں نہیں آیا تو ہم اس کے پاس

چلتے ہیں۔حضرت قطب الدین بختیار کا کی عرض گزار ہوئے: حضور! اسے یہی بلوا لیتے ہیں لیکن حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے فرمایا: نہیں! ہم خود اس کے پاس جائیں گے۔

حضرت بابا فرید جس کمرے میں محوذ کر وعبادت تھے، اچانک وہاں مسحور کن خوشبو پھیل گئی۔آپ نے گھبرا کر اپنی آنکھیں کھولیں تو سامنے پیرومرشد حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ کھڑے تھے اور فرما رہے تھے۔فرید! اپنی خوش بختی پر ناز کرو کہ تم سے ملنے عطائے رسول آئے ہیں۔تم سے ملنے سلطان الہند آئے ہیں۔حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی پہلی نظر جب بابا فرید پر پڑی تو حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ سے فرمایا: قطب الدین! تمہارے دام میں ایسا شہباز آیا ہے کہ جس کا آشیانہ آسمان کی بلندیوں میں ہے۔

حضرت بابا فرید نے جب خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو دیکھا تو احتراماً کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر سخت مجاہدے اور ریاضت سے ہونے والی کمزوری کی وجہ سے لڑکھڑا کر گر پڑے۔جب اٹھنے کی سکت نہ پائی تو بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے آپ کا دایاں بازو جبکہ حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ نے بایاں بازو پکڑ کر اوپر اٹھایا پھر

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے دعا کی: الٰہی! فرید کو قبول کر اور کامل ترین درویشوں کے مرتبہ پر پہنچا۔ آواز آئی: فرید کو ہم نے قبول کرلیا، فرید فرید عصر اور وحید دہر ہے (اقتباس الانوار صفحہ نمبر 444، انوار الفرید ص 325)

☆ پاک پتن میں جلوہ گری:

کتاب حیات گنج شکر کے صفحہ نمبر 342 پر نقل ہے کہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ شہرت سے دور بھاگتے ہوئے مختلف مقامات کو چھوڑ کر نکلے۔ بالاخر سفر کرتے کرتے دریائے ستلج کے کنارے ایک گمنام اور چھوٹی سی جگہ ''اجودھن'' (پاک پتن شریف) کی حدود میں داخل ہوئے تو یہاں کے باشندوں کو جوگیوں اور جاگروں کا معتقد اور درویشوں سے دور بھاگتا ہوا پایا لہذا آپ نے یہاں قیام کا فیصلہ فرمایا اور جامع مسجد کے قریب مکان بنا کر اہل خانہ کے ساتھ رہنے لگے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً 70 برس تھی۔ لیکن جس طرح ممکن نہیں کہ مشک ہو اور خوشبو نہ پھیلے، سورج چمکے اور اجالا نہ ہو، اسی طرح یہ ممکن نہ تھا کہ خاندان چشت کا یہ آفتاب معرفت کسی مقام پر چمکے اور لوگ اس کی نورانی کرنوں سے فیض یاب نہ ہوں، چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی شہرت چہار سو پھیل گئی کہ پاک پتن میں ایک ایسا آفتاب طلوع ہوا ہے جو اپنی نورانی نظر ڈال کر ظاہر و

باطن کو منور کر دیتا ہے۔شہرت سے گھبرا کر یہاں سے بھی کوچ کا ارادہ فرمایا تو خواب میں پیرومرشد کی جانب سے پاک پتن میں ہی قیام کا حکم ملا۔

☆جوگی کی شرارتوں کا خاتمہ:

کتاب سیر الاقطاب کے صفحہ نمبر 190 پر نقل ہے کہ قیام اجودھن کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے کہ آپ جنگل میں تشریف فرما تھے۔ایک بوڑھی عورت سر پر دودھ کی ہانڈی لیے گزری۔آپ نے دریافت فرمایا: اماں کہاں سے آ رہی ہو؟ کہاں جا رہی ہو؟ سر پر کیا ہے؟ اس نے روتے ہوئے کہا: اے اللہ کے بندے! اس قصبے میں ایک جوگی ہے جو غریبوں پر مصیبت ڈھاتا ہے۔اس کے حکم سے کوئی ذرا بھی انکار کرتا ہے تو وہ اس پر بلا نازل کر کے تباہ کر دیتا ہے۔جس سے جو چاہتا ہے، اپنے چیلوں کے ذریعے منگواتا ہے، کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ دودھ اسی کے حکم پر لے جا رہی ہوں۔اگر نہ جاؤں گی تو میرے گھر پر جو دودھ ہے، سب ابھی خون ہو جائے گا۔

اس گفتگو کی وجہ سے جو تاخیر ہو گئی ہے، معلوم نہیں، اس کی کیا سزا ملے گی؟ جوگی کے ظلم کی داستان سن کر آپ نے اماں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: بیٹھ جائیے! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ سارا دودھ خوشی سے فقراء میں تقسیم کر دیجئے۔آپ

کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اسی دوران جوگی کا ایک چیلا وہاں پہنچا اور اس نے بوڑھی عورت کو ڈانٹنا چاہا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: خاموشی سے بیٹھ جا۔ وہ جونہی بیٹھا، اس کی زبان بند ہوگئی۔ اتنے میں دوسرا چیلا آ پہنچا۔ وہ بھی خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اسی طرح اس کے سارے چیلے آتے گئے اور بیٹھتے گئے۔ اگر کوئی اٹھنا چاہتا تو اٹھ نہ پاتا۔ اتنے میں جوگی بھی وہاں آ پہنچا۔ اپنے شاگردوں کی بے بسی دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور جادو کے ذریعے انہیں چھڑانے کی کوشش کرنے لگا مگر جادو کارآمد نہ ہوا۔ جب جوگی کا کوئی حربہ کام نہ آیا تو بالآخر مجبور ہوکر عاجزی کرنے لگا: میرے شاگردوں کو چھوڑ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ایک شرط پر رہائی ہوگی تو اس علاقے کو چھوڑ کر چلا جا اور کبھی ایسی ظالمانہ حرکتوں کا ارادہ نہ کرنا۔ جوگی سے شرط مان لی اور اسی وقت سارا سامان لے کر اجودھن سے چلا گیا۔ اس طرح جوگی کے فتنے اور ظلم سے اجودھن کے سادہ لوح انسانوں کو نجات ملی۔

☆ آپ جیسا کوئی نظر نہیں آتا:

کتاب انوار الفرید کے صفحہ نمبر 261 پر نقل ہے کہ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نواسے حضرت وحید الدین چشتی علیہ الرحمہ اجمیر

سے پیدل چل کر پاک پتن تشریف لائے اور بابا فرید علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مرید ہونے کے لیے عرض کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں تو ایک ریزہ آپ کے گھر سے مانگ کر لایا ہوں۔ یہ خلاف ادب ہے کہ آپ کو میں اپنا مرید بناؤں؟ یہ سن کر حضرت وحیدالدین علیہ الرحمہ آپ کے قدموں میں گر گئے اور نہایت ہی عاجزی سے عرض کی: اے آقا! مجھے آپ جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں کہاں جاؤں؟ کس سے بیعت کروں؟ میں تو ہرگز آپ کو نہیں چھوڑوں گا اور آپ ہی سے بیعت کروں گا۔

☆ میں جوڑنے والا ہوں:

کتاب ''اللہ کے سفیر'' کے صفحہ نمبر 337 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک عقیدت مند نے بطور تحفہ قینچی پیش کی تو آپ نے سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا: مجھے قینچی نہ دو کیونکہ میں کاٹنے والا نہیں ہوں۔ اگر مجھے دینا ہے تو سوئی اور دھاگہ دیا کرو کیونکہ میں تو جوڑنے والا ہوں۔

محترم حضرات! واقعی اللہ والے کبھی کاٹتے نہیں، کبھی توڑنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ وہ تو جوڑنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ مومنوں کے دلوں کو اپنے فیض سے جوڑ دیتے ہیں۔

☆بابا فرید کی مبارک عادت:

1......آپ صاف ستھرا رہنا پسند فرمایا کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ہر روز غسل فرماتے تھے(انوارالفرید ص139)

2......جو بھی نذرانہ آتا لوگوں میں تقسیم فرمادیا کرتے حتیٰ کہ قیمتی قیمتی لباس بھی تقسیم فرمادیتے اور خود سادہ اور پیوند لگا لباس زیب تن فرماتے۔

(اخبارالاخیار ص52)

3......آپ اپنے استعمال میں ایک چادر رکھا کرتے تھے جسے زمین پر بچھا کر تشریف فرما ہو جاتے۔رات آتی تو اسے چارپائی پر بچھا لیتے۔

(فوائدالفواد، ص127)

4......آپ اکثر روزہ رکھتے اور افطار کے وقت ایک گلاس پانی میں منقیٰ کے چند دانے ڈال کر شربت کی صورت میں نوش فرماتے۔

(اخبارالاخیار ص52)

5......روزانہ رات بھر بارگاہ رب العزت میں مناجات اور نوافل وعبادت میں مصروف رہتے تھے اور ماہ رمضان میں روزانہ رات کو دو قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے(ہشت بہشت ص645)

6...... ابتداء میں آپ صوم داؤدی (یعنی ایک دن چھوڑ کر روزہ) رکھا کرتے تھے۔ایک دن شیخ علی میرٹھی بابا علیہ الرحمہ تشریف لائے۔کھانا کھاتے وقت دل میں خیال آیا، اگر حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ روزانہ روزہ رکھتے تو کتنا اچھا ہوتا۔حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ نے نور باطنی سے یہ بات جان لی لہذا فرمایا: آج سے یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا پھر اپنے اس عہد پر آخری عمر تک قائم بھی رہے۔

☆ بابا فرید علیہ الرحمہ کی زبان:

1...... ہشت بہشت کے صفحہ نمبر 556 پر نقل ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور بطور امتحان کچھ سوالات کیے۔آپ کے پاس اس وقت لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا۔ایک نے سوال کیا کہ درویش کو کس قدر روحانی قوت حاصل ہوتی ہے؟ آپ نے لکڑیوں کے گٹھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔اگر اس گٹھے کو کہے تو یہ سونے کا بن جائے۔یہ کلمات آپ کی زبان سے ابھی نکلنے نہ پائے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا سونے کا بن گیا۔

2......ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک حاجت مند آیا اور عرض کرنے

لگا کہ میری بچی کی شادی ہے۔ میری مدد فرمائیے۔ آپ نے زمین سے گھاس کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور زور سے پڑھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور گھاس کے ٹکڑے پر پھونک ماری۔ حاجت مند نے کیا دیکھا کہ گھاس کا وہ ٹکڑا سونے کا بن گیا۔ بابا فرید علیہ الرحمہ نے یہ سونے کا ٹکڑا حاجت مند کو دیتے ہوئے فرمایا: اسے جا کر بازار میں بیچ دو اور جو رقم آئے، بیٹی کی شادی میں لگا دینا۔ حاجت مند بڑا خوش ہوا کہ چلو بچی کی شادی کے لیے بندوبست بھی ہو گیا اور گھاس کو سونا بنانے کا نسخہ بھی مل گیا۔

اس شخص نے عشاء کی نماز کے بعد گھاس کو جمع کیا اور بسم اللہ شریف پڑھتا رہا اور گھاس پر پھونک مارتا ساری رات پڑھتا رہا اور پھونک مارتا رہا مگر گھاس ہے کہ سونا بننے کا نام نہیں لیتی بالآخر فجر کی نماز میں حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں آ کر سارا ماجرہ سنایا۔ بابا فرید علیہ الرحمہ نے فرمایا: بے شک تو نے بھی اللہ کا نام لیا اور میں نے بھی اللہ کا نام لیا مگر فریدالدین جیسی زبان کہاں سے لاؤ گے۔

محترم حضرات! واقعی اللہ والے اپنے رب کے ایسے مقرب بندے ہوتے ہیں کہ ان کی زبانوں کی اللہ کریم لاج رکھتا ہے۔ وہ اگر کسی بات پر قسم اٹھالیں تو اللہ کریم ان کی قسموں کو پورا کرتا ہے۔

☆بابا فرید علیہ الرحمہ کے بال مبارک کی کرامت:

کتاب خزینۃ الاصفیاء جلد 2 کے ص 131 پر نقل ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں بابا فرید علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس دوران آپ کی داڑھی مبارک سے ایک بال گرا جو میں نے فوراً اٹھالیا اور آپ سے اجازت لے کر اسے محفوظ کرلیا اور اپنے آپ حفاظت کے ساتھ رکھ لیا۔ دہلی میں جب بھی کوئی بیمار ہوتا تو میں بابا فرید علیہ الرحمہ کا بال مبارک اس مریض کو دے دیتا، بال مبارک کو اپنے پاس رکھتے ہی مریض شفایاب ہوجاتا پھر وہ بال مبارک میں اپنے پاس دوبارہ رکھ لیتا۔

☆بابا فرید علیہ الرحمہ کے ملفوظات:

1......جسم وتن کی (ہر) خواہش پوری مت کرو، وہ بہت مونہہ پھیلاتا ہے۔

2......موت کو کبھی اور کسی جگہ بھی نہ بھولو۔

3...... جو آفت و بلا آ پڑے اسے نفسانی خواہش اور گناہ کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔

4......بہت سارے گناہ گار قیامت کے دن بزرگان دین کی دست بوسی کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ کے عذاب سے نجات حاصل کریں گے۔

(ہشت بہشت ص 382)

5......ہر شخص سے خلوص اور ہمدردی کا برتاؤ ہونا چاہیے۔

6......جس انسان کا دل کینہ، بغض، عداوت سے پاک نہیں، وہ معرفت کی راہ میں ناکام رہے گا۔

7......مجاہدہ کے بغیر روحانی ترقی نہیں۔

8......جس آنکھ میں آنسو اور درد دل نہیں، وہ محبت الٰہی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔

9......خلافت اس شخص کو دینی چاہیے، جو علم، عقل اور عشق تینوں کا حامل ہو (محبوب الٰہی، ص 85)

10......جو آدمی چار چیزوں سے بھاگتا ہے، اس سے چار چیزیں دور کر دی جاتی ہیں۔

☆ جو زکوٰۃ نہیں دیتا، اسے مال سے محروم کر دیا جاتا ہے

☆ جو صدقہ اور قربانی نہیں کرتا اس سے آرام چھین لیا جاتا ہے

☆ جو نماز نہیں پڑھتا مرتے وقت اس کا ایمان چھین لیا جاتا ہے اور

☆ جو دعا نہیں کرتا، اللہ کریم اس کی دعا قبول نہیں فرماتا (ہشت بہشت، ص 220)

11......اطمینان قلب چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو

(انوارالفرید،ص432)

12......جس دل میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی محبت ہوان کی محبت کا ایک ذرہ گناہوں کے ڈھیر کو جلا کرختم کرسکتا ہے

(سوانح بابافریدص 57)

☆وصال باکمال:

کتاب ہشت بہشت ص 553 پرنقل ہے: شعبان 663ھ بمطابق مئی 1265ء میں بابا فرید علیہ الرحمہ کی بیماری نے شدت اختیار کی۔شدید تکلیف میں بھی آپ باجماعت نماز ہی ادا کرتے رہے نیز اوراد ووظائف اورنوافل میں کمی نہ آنے دی، یہاں تک کہ محرم الحرام 664ھ کا چاندنظر آ گیا۔مرید حاضر خدمت ہوئے تو انہیں دعاؤں سے نوازا۔ 4 محرم الحرام کوصبح سے ہی قرآن مجید کی تلاوت شروع فرمادی۔ یہاں تک کہ پانچ مرتبہ قرآن ختم فرمایا۔اس کے بعد ذکرواذکار میں مشغول ہوگئے۔جب ذکرسے فارغ ہوئے تومریدین قریب آ کر بیٹھ گئے۔آپ نے فرمایا: باہر جاکر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بلاؤں تو اندر آ جانا۔دیر بعد آواز آئی کہ اب دوست کا دوست سے ملنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔سب لوگ اندر آ گئے۔عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد آپ پر

غشی طاری ہوگئی۔ہوش آیا تو پوچھا: کیا عشاء کی نماز پڑھ چکا ہوں؟ عرض کی گئی: جی ہاں، فرمایا: دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز ادا کی پھر دوبارہ بے ہوشی طاری ہوگئی، ہوش آیا تو تیسری مرتبہ نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر دو نفل کی نیت باندھ لی۔ جب پہلی رکعت کے سجدے میں پہنچے تو بلند آواز سے ''یا حی یا قیوم'' کہا اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ پھر یہ آواز آئی جسے سب لوگوں نے سنا کہ روئے زمین پر امانت تھی سو اللہ کریم کے سپرد ہوئی۔ انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، ایک کہرام مچ گیا۔ اتنے لوگ جمع ہوئے کہ نماز جنازہ کا انتظام شہر سے باہر کرنا پڑا۔

آپ کے خلیفہ مولانا بدرالدین اسحاق علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر جسد اقدس کو شہر میں لایا گیا۔ لحد کے لیے کچی اینٹوں کی ضرورت پڑی تو آپ کے گھر کا دروازہ توڑ کر اینٹیں نکالی گئیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس رات بابا فرید علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور یہ ندا آرہی ہے کہ فرید الحق حق سے جا ملے اور اللہ کریم آپ سے خوش ہے (ہشت بہشت، ص553)

☆جنتی دروازہ:

کتاب ذکرحبیب ص 421 پرنقل ہے: حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری چشتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ کی طبیعت ناساز تھی۔ حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کوحکم ہوا کہ عطار کی دکان سے جا کرنسخہ بندھوالائیں۔ آپ علیہ الرحمہ بیٹھے دکان میں نسخہ بندھوار ہے تھے کہ شور ہوا۔ایک بزرگ پالکی میں سوار ہوکر آ رہے ہیں اور منادی (ندا کرنے والا) ان کے آگے آگے ندا کررہا ہے، جوان کی زیارت کرے گا (ان شاءاللہ) وہ جنتی ہوگا۔لوگ جوق درجوق زیارت کو جارہے تھےلیکن حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ نے التفات (یعنی توجہ) ہی نہ کی بلکہ جب پالکی نزدیک آئی تو دکان کے اندر کے حصے میں تشریف لے گئے۔ ہر چندلوگوں نے اصرارکیا مگرآپ علیہ الرحمہ نے توجہ نہ فرمائی۔ جب پالکی گزرگئی تو آپ نسخہ لیے مرشد کامل کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ نے دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ علیہ الرحمہ نے جواب میں تمام واقعہ عرض کردیا۔

حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ اپنے باادب مرید کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور جوش میں آ کر فرمایا: اے فرید! اس کی زیارت کرنے سے لوگ آج کے دن جنتی ہوتے ہیں تو تمہارے دروازے سے قیامت تک جو بھی گزرے گا (ان شاء اللہ) وہ جنتی ہوگا۔

کتاب خزینۃ الاصفیاء جلد 2 کے صفحہ نمبر 136 پر نقل ہے۔ ایک مرتبہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ اپنے مرشد کریم حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس دروازے (جنتی دروازے) پر جلوہ فرما ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ نظام الدین! جو شخص اس دروازے میں داخل ہوگا اسے امان ملے گی۔ اس دن سے اس دروازے کا نام ''بہشتی دروازہ'' پڑ گیا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مراۃ المناجیح جلد 8 کے صفحہ نمبر 257 پر فرماتے ہیں کہ عوام میں مشہور ہے کہ جو پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہوجائے، وہ جنتی ہے وہاں بھی مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا اور

اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گزشتہ گناہ صغیرہ معاف فرما دے گا۔ گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا۔

اللہ کریم ہم سب کو بابا فرید علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بابا فرید علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

امام ربانی مجدد الف ثانی

علیہ الرحمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے آیت نمبر 10 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دین اسلام پر جب بھی کٹھن وقت آیا، جب بھی دشمنان اسلام نے اس دین کو مٹانے کی سازشیں تیار کیں۔ جب بھی باطل قوتوں نے فتنے پھیلانے کی کوشش کی اس وقت اللہ کریم نے اپنے کسی نہ کسی ایسے مجاہد بندے کو بھیجا ہے، جس نے اللہ کریم کی نصرت اور سرور کونین ﷺ کی نگاہ کرم سے باطل قوتوں کی سازشوں کا بھرپور مقابلہ کیا ہے، وہ اگرچہ تن تنہا ہوتا ہے مگر اللہ کریم کی مدد سے اسے بھرپور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

ہر صدی میں کوئی نہ کوئی ایسا مرد کامل ضرور اٹھتا ہے جو کہ اسلام کی مسخ شدہ صورت کو آئینہ کی طرح صاف کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے ایک ہزار برس کے بعد جب اکبر بادشاہ کے فتنے نے سر اٹھایا۔ اکبری فتنے نے دین اسلام کی صورت کو مسخ کر دیا۔ ہر مذہب میں ایک ایک شادی کی جانے لگی، کلمہ طیبہ تک کو بدل دیا گیا۔ اکبر کو سجدہ کیا جانے لگا۔ گائے کی قربانی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ مساجد شہید کروا کر مندر اور گردوارے تعمیر کروائے جانے لگے۔ مقدمات کے فیصلوں میں شرعی احکامات کو مکمل پس پشت ڈال دیا گیا۔ باطل رسومات گھر گھر پھیلنے لگیں۔ ایسا لگتا تھا کہ دین اسلام مٹ جائے گا۔ مخلوق دست بدعا تھی کہ مولا! اپنے کسی خاص بندے کو بھیج جو تیرے دین کی حفاظت کرے، تشنہ نصیبوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ سرہند کی سرزمین پر رحمت کی گھٹا چھاتی ہے۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے 971ھ میں حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی کے گھر سرہند شریف میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی ولادت ہوتی ہے۔شاعر نے کیا خوب اس کی منظر کشی کی:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اصل نام احمد، کنیت ابو البرکات اور لقب بدرالدین ہے۔آپ کا شجرۂ نسب 29 واسطوں سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

☆والد ماجد کا مقام:

آپ کے والد کا نام حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی ہے۔آپ اپنے دور کے جید عالم اور ولی کامل تھے۔اکابر علماء و مشائخ سے استفادہ فرمایا۔کئی کتب بھی تصنیف فرمائیں اور 80 سال کی عمر میں 1007ھ میں وصال فرمایا۔آپ کا مزار سرہند شریف میں شہر کے مغربی جانب واقع ہے۔

☆حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ کی بشارت:

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مرتبہ بچپن میں شدید بیمار ہوئے۔ والدہ ماجدہ گھبرا گئیں اور گھبراتے ہوئے حضرت شیخ شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ کی خدمت میں دعا کی درخواست بھجوائی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: مطمئن رہو، اس بچے کی عمر دراز ہوگی۔ یہ عارف و کامل ہوگا اور اس کے دامن سے کئی اللہ والے فیض حاصل کریں گے۔

☆تعلیم و تربیت:

آپ نے اپنے والد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ سے کئی علوم حاصل کیے۔ والد ماجد کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے بھی استفادہ (یعنی فائدہ حاصل) کیا مثلاً مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمہ سے بعض مشکل کتابیں پڑھیں۔ حضرت مولانا شیخ محمد یعقوب صرفی کشمیری سے کتب حدیث پڑھیں اور سند لی۔ حضرت قاضی بہلول بدخشی علیہ الرحمہ سے قصیدۂ بردہ شریف کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث کی کئی کتابیں پڑھیں۔ 17 سال کی عمر میں آپ نے علوم ظاہری سے سند فراغت پائی۔

(حضرات القدس، دفتر دوم، ص36)

☆ حلیہ مبارک:

آپ کی رنگت گندمی مائل بہ سفیدی تھی۔ پیشانی کشادہ اور چہرۂ مبارک خوب ہی نورانی تھا۔ ابرو دراز، سیاہ اور باریک تھے۔ آنکھیں کشادہ اور بڑی جبکہ بینی (یعنی ناک) باریک اور بلند تھی۔ لب (یعنی ہونٹ) سرخ اور باریک، دانت موتی کی طرح ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور چمکدار تھے۔ داڑھی مبارک خوب گھنی، دراز اور چوکور تھی۔ آپ کا دراز قد اور نازک جسم تھا۔ آپ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ پاؤں کی ایڑیاں صاف اور چمکدار تھیں۔ آپ ایسے نفیس (یعنی صاف ستھرے) تھے کہ پسینے سے ناگوار بو نہیں آتی تھی (حضرات القدس، دفتر دوم ص 171)

☆ دعوت حق کا آغاز:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یوں تو قیام آگرہ کے زمانے ہی سے دعوت کا آغاز کر دیا تھا لیکن 1008ھ میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی علیہ الرحمہ سے بیعت کے بعد باقاعدہ کا مشروع فرمایا۔ اکبری دور کے آخری سالوں میں لاہور اور سرہند شریف میں رہ کر خاموشی اور دور اندیشی کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہے۔ اس وقت علانیہ کوشش کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف

تھا۔آپ نے حکمت عملی سے کام لیا۔

محترم حضرات! ایک بات یادرکھئے گا کہ اکبر بادشاہ کے والد ہمایوں دین دار آدمی تھے اور شروع میں اکبر بادشاہ بھی سنی صحیح العقیدہ تھا۔ بعد میں گمراہ ہوگیا۔ میں آپ کو اس کے والد کے دور کی طرف لے جاتا ہوں تاکہ معلومات میں کچھ اضافہ ہو۔

☆اکبر کا باپ نصیرالدین محمد ہمایوں دیندار تھا:

اکبر کے والد ہمایوں بادشاہ کی دین داری کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک مرتبہ ہمایوں بادشاہ اپنے ہاتھ میں لاٹھی لیے محل کی سیڑھی اتر رہا تھا۔اچانک اذان ہوگئی اذان کے احترام میں ہمایوں بادشاہ اپنے محل کی سیڑھی پر ہی بیٹھ گیا۔ جیسے ہی اذان ختم ہوئی۔ ہمایوں بادشاہ پھر سیڑھیاں اترنے لگا کہ یکا یک اس کا پاؤں پھسلا اور محل کی سیڑھیوں سے گرا۔اسی حالت میں ہمایوں بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔

محترم حضرات! ہمایوں کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ وہ اذان کا احترام کرنے والا شخص تھا اور اذان کا احترام دین دار لوگوں کا ہی شیوہ ہے۔ہمایوں کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا اکبر، یہ بادشاہ بنا۔ 963ھ میں ہمایوں کا انتقال ہوا اور

963ھ میں اکبر تخت نشین ہوا۔ یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ تخت نشینی کے وقت اکبر کی عمر صرف 12 سال تھی۔

☆ اکبر بادشاہ حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ کا معتقد تھا:

اکبر کی زندگی کا دور اول تخت نشینی کے سال 963ھ سے 983ھ تک ہے۔

اس دور میں اکبر دین دار سنی صحیح العقیدہ مسلمان نظر آتا ہے اس وقت وہ احکام شریعت کو باادب سنتا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا، مسجد میں جھاڑو لگاتا، علماء و مشائخ کی نہایت تعظیم وتوقیر کرتا، امور سلطنت کی انجام دہی کے لیے علماء، قاضی اور مفتی مقرر تھے اور رات میں علماء وفضلا کا دربار میں اجتماع لگتا۔ اکبر کو سب سے زیادہ عقیدت مشہور بزرگ ولی کامل حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ سے تھی۔ مورخین نے لکھا کہ اکبر بادشاہ کو نکاح کے بعد اولاد نہیں ہوتی تھی چنانچہ اس نے حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اکبر بادشاہ کو لڑکے سے نوازا۔ چنانچہ اکبر بادشاہ نے اپنے لڑکے کا نام حضرت سلیم چشتی علیہ الرحمہ کی نسبت سے سلیم رکھا جو آگے چل کر شہزادہ سلیم کے نام سے مشہور ہوا۔

☆ عہد اکبری کا دوسرا دور:

983ھ تک اکبر سنی صحیح العقیدہ تھا مگر 984ھ کے بعد اکبر بادشاہ گمراہیت کی طرف بڑھنے لگا۔ چاروں طرف سے علمائے سوء نے گھیرے میں لے لیا۔ بالاخر 990ھ میں ''دین الٰہی'' کا آغاز کیا جو کہ دین اسلام سے بالکل متصادم تھا۔ علماءسوء کی موجودگی میں قرآنی آیات اور احادیث کی من گھڑت تاویلیں کیں جس کی چند جھلکیاں میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

1......اکبر کے درباری ملا عبداللہ سلطان پوری نے حج کے اسقاط کا فتویٰ دیا۔

2......اکبر کے درباری ملا سعید نے داڑھیاں منڈوانے کے سلسلہ میں ایک حدیث گڑھی۔

3......بادشاہ کے لیے سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دیا گیا۔

4......لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کلمہ پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

5......سود کو حلال قرار دیا گیا۔

6......چار وقت سورج کی پرستش لازم قرار دی گئی۔

8......مساجد کو مندروں میں تبدیل کر دیا گیا۔

9......روزہ رکھنے کی ممانعت قرار دی گئی۔

10......خنزیر کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا۔

11...... ماتھے پر قشقہ لگانا، گلے میں زنار پہننا اور غسل جنابت نہ کرنا دین الٰہی کا شعار قرار دیا گیا۔(مجدد الف ثانی ص46 تا70)

☆ دین الٰہی کے خاتمہ کے لیے مجدد صاحب کا کردار:

دور اکبری میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اصلاحی و تبلیغی سرگرمیاں خاموش طریقہ سے جاری رہیں اور جب اکبر کی موت کے بعد 21 اکتوبر 1605ء میں نورالدین محمد جہاں گیر تخت نشین ہوا تو حضرت مجدد صاحب بھی پوری تیاری اور عزم و حوصلہ کے ساتھ کھلم کھلا میدان عمل میں اتر پڑے۔اس وقت آپ کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی۔علم ظاہر و باطن میں کمال پیدا کرلیا تھا۔

آگرہ کے علمائے سوء نے جب دین الٰہی کو خاک میں ملتا دیکھا تو دوبارہ سرگرم ہو گئے اور حسد کی بناء پر مجدد صاحب کی شکایتیں جہاں گیر کے دربار میں کرنے لگے۔ بالآخر جہاں گیر نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کرلیا۔ مجدد صاحب نے جہاں گیر کے دربار میں داخل ہوتے وقت الٹا پاؤں رکھا اور سجدۂ تعظیمی بھی نہ کیا۔جس پر آپ کو قید کرلیا گیا۔ایک سال تک آپ قلعہ گوالیار کی جیل میں رہے۔آپ کا مکان لوٹ لیا گیا۔قلعہ گوالیار میں بھی دوران اسیری آپ دین الٰہی کی تردید اور دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کرتے رہے،جس کے نتیجہ

میں پورا قید خانہ کفر و شرک اور فسق و فجور سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر جہاں گیر نے آپ کو قید خانہ سے رہا کر دیا۔

دوسری طرف خواب میں جہاں گیر کو رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ نبی پاک ﷺ اپنی انگلی اپنے دانتوں میں دبائے جہاں گیر سے فرما رہے ہیں کہ تو نے کتنے عظیم انسان کو قید کیا ہوا ہے۔

بالاخر جہاں گیر نے آپ علیہ الرحمہ کی رہائی کا پروانہ جاری کیا مگر مجدد صاحب نے مشروط رہائی پر رضامندی کا اظہار فرمایا اور جہاں گیر سے فرمایا کہ میں اس وقت تک جیل سے باہر نہیں نکلوں گا جب تک ان شرائط پر عمل نہیں ہوگا۔

☆ مجدد صاحب کی شرائط:

1......سجدہ تعظیمی کروانا بند کیا جائے۔

2......ہند میں شہید کی گئیں مساجد کی تعمیر کروائی جائیں۔

3...... بادشاہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے اور گائے کا ذبح عام کیا جائے۔

4......مقدمات کے فیصلے شرعی احکامات کے مطابق کیے جائیں اور ہر جگہ قاضی اسلام مقرر کیے جائیں۔

5......غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جائے۔

6......باطل رسومات کو بالکل ترک کیا جائے۔

7......تمام قیدی جو شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے قید کیے گئے ہیں، انہیں رہا کیا جائے۔

بادشاہ نے یہ تمام شرائط تسلیم کیں اور آپ قلعہ گوالیار کی جیل سے باہر آئے۔ یوں اسلام کا پرچم مجدد صاحب نے سربلند فرمایا۔

محترم حضرات! مجدد صاحب نے اسلام کے تحفظ کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں جن کا ذکر آپ نے سنا۔ اب آپ کی خدمت میں مجدد صاحب کی شریعت پر پابندی اور آپ کی کچھ کرامتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

☆سنت پر عمل کا انعام:

کتاب زبدۃ المقامات کے صفحہ نمبر 207 پر نقل ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ دیگر معاملات کی طرح سونے جاگنے میں بھی سنت کا خیال فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تراویح کے بعد آرام کے لیے بے خیالی میں الٹی کروٹ پر لیٹ گئے۔ اتنے میں خادم پاؤں دبانے لگا۔ آپ کو اچانک خیال آیا کہ سیدھی کروٹ لیٹنے کی سنت چھوٹ گئی

ہے۔نفس نے سستی دلائی کہ بھولے سے ایسا ہو جائے تو کوئی بات نہیں ہوتی لیکن آپ اٹھے اور سنت کے مطابق سیدھی کروٹ پر آرام فرما ہوئے۔آپ فرماتے ہیں اس سنت پر عمل کرتے ہی مجھ پر عنایات، برکات اور سلسلے کے انوار کا ظہور ہونے لگا اور آواز آئی سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے آپ کو آخرت میں کسی قسم کا عذاب نہ دیا جائے گا اور آپ کے پاؤں دبانے والے خادم کی بھی مغفرت کردی گئی۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے کہ محبوب کبریا ﷺ کی سُنّت پر عمل کی کیسی برکتیں ہیں۔ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی سنتوں پر خوب عمل کریں۔

☆حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایصال ثواب کرنے کا اشارہ:

مجدد صاحب اپنے مکتوبات دفتر دوم حصہ ششم مکتوب نمبر 36 کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر 85 پر فرماتے ہیں کہ پہلے اگر میں کبھی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب حضور ﷺ، مولا علی، حضرت بی بی فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی ارواح کو پیش کرتا تھا۔ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا تو آپ ﷺ میری

جانب متوجہ نہ ہوئے اور چہرۂ انور دوسری جانب پھیر لیا اور مجھ سے فرمایا۔ میں عائشہ کے گھر کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے کھانا بھیجنا ہو، وہ عائشہ کے گھر بھیجا کرے۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے توجہ نہ فرمانے کا سبب یہ تھا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایصال ثواب نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد سے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المومنین کو بلکہ سب اہلبیت کو شریک کیا کرتا ہوں اور تمام اہلبیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا ہوں۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ حضرت مجدد صاحب کا وہی طریقہ تھا جو ہم اہلسنت و جماعت کا ہے کہ ہر ہستی کو ایصال ثواب کیا کرتے تھے۔

☆ بدعقیدہ کا خواب میں علاج فرمایا:

کتاب حضرات القدس دفتر دوم کے صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے کہ ایک شخص بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے معاذ اللہ کینہ رکھتا تھا۔ ایک دن وہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں یہ عبارت پڑھی ''حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو برا کہنے کے برابر قرار دیا ہے۔ تو وہ آپ علیہ الرحمہ (یعنی مجدد صاحب) سے رنجیدہ ہو گیا

اور مکتوبات امام ربانی زمین پر پھینک دی۔ جب وہ شخص سویا تو حضرت مجدد صاحب اس کے خواب میں تشریف لے آئے۔ آپ نہایت جلال میں اس کے دونوں کان پکڑ کر فرمانے لگے "تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور اسے زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو میرے قول (یعنی بات) کو معتبر نہیں سمجھا تو آ! میں تجھے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلوں، جن کی خاطر تو صحابہ کرام کو برا کہتا ہے۔ پھر آپ اسے ایسی جگہ لے گئے جہاں ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف فرما تھے۔ مجدد صاحب نے نہایت عاجزی سے اس بزرگ کو سلام کیا پھر اس شخص کو نزدیک بلا کر فرمایا۔ یہ تشریف فرما بزرگ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں، سن! تجھ سے کیا فرماتے ہیں، اس شخص نے سلام کیا۔ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا۔ خبردار! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے نفرت نہ رکھو، ان کے بارے میں کوئی گستاخانہ جملہ زبان پر نہ لاؤ۔ پھر مجدد صاحب کی جانب اشارہ کر کے اس سے فرمایا۔ ان کی تحریر سے ہرگز نہ پھرنا (یعنی مخالفت نہ کرنا) اس نصیحت کے بعد اس کے دل سے صحابہ کرام کا کینہ دور نہ ہوا تو مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا۔ یہ فرما کر مجدد صاحب سے مولا علی نے تھپڑ رسید کرنے کا حکم فرمایا: مجدد صاحب نے اس شخص کی گدی پر تھپڑ مارا تو دل سے صحابہ کرام کی نفرت ڈھل گئی۔ جب صبح

وہ بیدار ہوا تو اس کا دل صحابہ کرام کی محبت کا گلستان بن چکا تھا اور مجدد صاحب کی محبت میں بھی سو گنا اضافہ ہو چکا تھا۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسلمان اکابرین کی کتابیں پڑھتا ہے تو مصنف کی نگاہ اس پر ہوتی ہے اور مصنف کا فیض بھی ملتا ہے۔

☆مجدد صاحب کے چالیس معمولات:

کتاب حضرات القدس دفتر دوم ص 80 تا 92 پر مجدد صاحب کے چالیس معمولات نقل کیے ہیں جو کہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

1......سفر ہو یا حضر، سردی ہو یا گرمی آپ آدھی رات کے بعد بیدار ہو جاتے اور مسنون دعائیں پڑھتے۔

2......پابندی سے تہجد ادا فرماتے اور تہجد میں طویل قرأت کرتے۔

3......وضو میں کسی سے مدد نہ لیتے۔

4......وضو میں مسواک فرماتے اور بعد میں مسواک کو کان پر لگا لیتے۔

5......وضو کے دوران تمام سنت و مستحبات کا خوب خیال فرماتے۔

6...... اعضائے وضو دھوتے وقت اور وضو کے بعد مسنون دعائیں

پڑھتے۔

7......نماز کے لیے عمدہ لباس زیب تن فرماتے۔

8......نمازِ فجر کی سنتیں گھر میں ادا فرماتے۔

9......فجر کے فرض مسجد میں جماعت کثیرہ (بہت بڑی جماعت) کے ساتھ ادا فرماتے۔

10......نماز سے فراغت کے بعد مسنون دعائیں پڑھتے۔

11......نماز کے بعد ذکر، تلاوت قرآن کا حلقہ قائم کرتے اور ابتدائی طالب علموں کی تربیت فرماتے۔

12......آپ اکثر خاموش رہا کرتے۔

13......بعض اوقات آپ پر گریہ طاری ہوجاتا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوجایا کرتے۔

14......نماز چاشت پابندی سے ادا فرماتے۔

15......آپ نہایت کم کھانا تناول فرماتے۔

16......کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں پڑھتے۔

17......(دن میں) کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے قیلولہ فرماتے۔

18......اذان سن کر جواب دیتے۔

19......نماز ظہر کے بعد پھر ذکر الٰہی کا حلقہ قائم کرتے، اس کے بعد ایک دو سبق کی تدریس فرماتے۔

20......تہیۃ المسجد پابندی سے ادا فرماتے۔

21......نماز مغرب کے بعد اوابین کے چھ نوافل ادا فرماتے۔

22......نماز وتر کی ادائیگی کے بعد سنت کے مطابق قبلہ رخ ہو کر سیدھا ہاتھ سیدھے رخسار کے نیچے رکھ کر آرام فرما ہوتے۔

23......سورج یا چاند گرہن ہونے پر نماز کسوف وخسوف ادا فرماتے۔

24......رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے۔

25......ذوالحجہ کے ابتدائی عشرے (یعنی شروع کے دس دن) میں مخلوق کے کنارہ کش ہو کر عبادت کا اہتمام فرماتے۔

26......کثرت سے درود پاک پڑھتے اور خصوصاً شب جمعہ مریدوں کے ساتھ مل کر ایک ہزار درود پاک کا نذرانہ پیش کرتے۔

27......سفر وخضر میں تراویح کی مکمل بیس رکعت خشوع وخضوع سے ادا فرماتے۔

28......رمضان میں کم از کم تین مرتبہ قرآن مجید کا ختم فرماتے۔

29......آپ چونکہ حافظ قرآن تھے اس لیے اکثر تلاوت قرآن کا سلسلہ

جاری رہتا۔

30......دوران سفر بھی تلاوت فرماتے اور اگر اس دوران آیت سجدہ آ جاتی تو فوراً سواری سے اتر کر سجدۂ تلاوت ادا فرماتے۔

31......انفرادی نماز میں رکوع وسجود کی تسبیحات پانچ، سات، نو یا گیارہ مرتبہ تک ادا فرماتے۔

32......سفر کے لیے اکثر پیر یا جمعرات کے دن کا انتخاب فرماتے۔

33......کپڑا پہننے، آئینہ دیکھنے اور دیگر معمولات میں جو مسنون دعائیں مروی ہیں، ان کا اہتمام فرماتے۔

34......جب کوئی بزرگ آپ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔

35......سلام میں ہمیشہ پہل فرماتے۔

36......علامہ بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ کبھی کوئی شخص سلام میں آپ سے سبقت لے گیا ہو۔

37......سر پر عمامہ شریف سجائے رکھتے۔

38...... پاجامہ ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوا کرتا۔

39......نماز کی تمام سنتوں اور مستحبات کا خوب اہتمام فرماتے۔

40......قبلہ رو بیٹھ کر وضو فرماتے۔

☆مجدد صاحب اور اعلیٰ حضرت میں پانچ ملتی جلتی صفات:

1......مجدد صاحب اور اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ دونوں کا نام ''احمد'' ہے۔

2......دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے والد سے علم دین حاصل کیا۔

3...... دونوں بزرگوں کی تمام عمر اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی میں گزری۔

4......دونوں بزرگوں نے کبھی بھی باطل کے آگے سر نہیں جھکایا۔

5......دونوں بزرگوں کا وصال ماہ صفر المظفر میں ہوا۔

☆اپنے وصال کی پہلے سے خبر دی:

کتاب حضرات القدس دفتر دوم صفحہ نمبر 167 پر نقل ہے کہ مجدد صاحب نے اپنے انتقال سے بہت پہلے ہی اپنی زوجۂ محترمہ سے فرمادیا تھا کہ مجھ پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ میرا انتقال تم سے پہلے ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ اپنی زوجہ سے پہلے انتقال کر گئے۔

12 محرم الحرام کو فرمایا اب چالیس، پچاس دن کے اندر اس عالم فانی سے

سفر کرنا ہے چنانچہ 28 صفر المظفر 1304 ھ بمطابق 1624ء کو 63 برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆غسل کے وقت:

آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ بدرالدین سرہندی فرماتے ہیں کہ جب مجدد صاحب کے غسل کی تیاری کی تو ہم نے کیا دیکھا کہ ناف پر ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور تختہ غسل پر مسکرارہے ہیں۔ خواجہ محمد سعید نے آپ کے ہاتھ پیر سیدھے کیے اور غسل دیا، دوران غسل بھی مجدد صاحب مسکرارہے تھے۔

آپ کی نماز جنازہ آپ کے شہزادے حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد شہزادۂ مرحوم حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ یہ وہی مقام تھا جہاں مجدد صاحب نے اپنی زندگی میں ایک نور دیکھا تھا اور وصیت فرمائی تھی۔ میری قبر میرے بیٹے کی قبر کے سامنے بنانا کہ میں وہاں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں۔ اس قبے (یعنی گنبد) میں پہلے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کی 1025 ھ میں تدفین ہوئی۔ اس کے بعد مجدد صاحب علیہ الرحمہ کو ان کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اب اس مزار شریف کو دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے

شاعر آپ کے مزار پر حاضری کے وقت کہتا ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہے شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہم سب کو امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حضور سیدی داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس گیارھویں پارہ سے ایک آیت کا حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ قبل اس کے کہ متذکرہ آیت کے تحت کچھ عرض کیا جائے، رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی روشنی پھیلانے میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کا بہت بڑا کردار ہے۔ان کی کوششوں کا ثمر ہے کہ ہم اور آپ آج مسلمان ہیں۔انہی صوفیاء کرام رحمہم اللہ میں ایک روحانی و علمی شخصیت میں سے ایک حضرت سید علی ہجویری ہیں جسے دنیا داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے، آیئے آج ان کی سیرت سے ہم روشنی حاصل کرتے ہیں اور مختصر وقت میں ان کی زندگی کے کچھ گوشے سننے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆ آپ کا اصل نام اور نسب:

آپ کا اصل نام سید علی، کنیت ابوالحسن اور لقب داتا گنج بخش ہے۔آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔حضرت سید علی بن عثمان بن سید علی بن عبدالرحمن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سید زید شہید بن حضرت امام حسن بن حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم۔آٹھویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

(مقدمہ کتاب کشف المحجوب (مترجم) صفحہ نمبر 8)

☆ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت کم و بیش 400ھ میں غزنی شہر (مشرقی افغانستان) کے محلہ جَلّاب میں ہوئی۔ کچھ عرصے بعد آپ کا خاندان محلہ ہجویر میں منتقل ہوگیا (مدینۃ الاولیاء، ص 81)

☆حلیہ مبارک:

آپ بڑے جاذب نظر، پرکشش اور نورانی شخصیت کے مالک تھے۔ سوانح عمری حضرت داتا گنج بخش کے صفحہ نمبر 24 پر آپ کا حلیہ مبارک یوں نقل کیا گیا ہے۔

آپ کا قد درمیانہ، جسم سڈول (یعنی متناسب اور خوبصورت) اور گھٹا ہوا (یعنی مضبوط) تھا۔ جسم کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی تھیں۔ فراخ سینہ اور ہاتھ پاؤں مناسب تھے۔ چہرہ سرخ وسفید، چمکدار رنگت، کشادہ جبین (پیشانی) اور بال سیاہ گھنے تھے۔ بڑی اور خوبصورت آنکھوں پر خمدار گھنی ابروتھی۔ پتلی خوبصورت ناک اور درمیانے ہونٹ اور رخسار بھرے ہوئے تھے۔ چوڑے اور مضبوط شانوں پر اٹھتی ہوئی گردن، داڑھی مبارک گھنی تھی۔ آپ کے چہرے کو جو دیکھتا، اسے خدا تعالیٰ یاد آجاتا۔

☆علمی و متقی گھرانا:

کتاب معارف ہجویریہ جلد دوم کے صفحہ نمبر 50 پر نقل ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے والد حضرت عثمان علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم اور عابد وزاہد تھے۔ شاہان غزنیہ کے زمانے میں دنیا کے کونے کونے سے علماء و فضلاء، شعراء اور صوفیاء غزنی میں جمع ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے غزنی علوم و فنون کا مرکز بن چکا تھا۔ حضرت عثمان علیہ الرحمہ نے بھی یہاں رہائش اختیار فرمائی۔ آپ کے ماموں کو زہد وتقویٰ کی بناء پر تاج الاولیاء کے لقب سے شہرت حاصل تھی، غرضیکہ آپ کا خاندان شرافت وصداقت اور علم وفضل کی وجہ سے مشہور تھا۔

☆حصول علم:

''اللہ کے خاص بندے'' کتاب کے صفحہ نمبر 459 پر نقل ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ، حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں تقریباً بارہ تیرہ سال کی عمر میں زیر تعلیم تھے۔ آپ تعلیم حاصل کرنے میں ایسے مشغول ہوجاتے کہ صبح سے شام ہوجاتی مگر پانی تک پینے کی فرصت نہ ملتی۔

ایک روز سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کا گزر اس مدرسہ کے قریب سے ہوا تو

وہ اس عظیم درس گاہ میں تشریف لائے۔تمام طلباءزیارت کے لیے دوڑے لیکن حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ مطالعہ میں اس قدر منہمک تھے کہ آپ کو سلطان محمود غزنوی کی آمد کی خبر ہی نہ ہوئی۔استاد صاحب نے پکارا: دیکھو علی! کون آیا ہے؟ اب کیا تھا کہ ایک طرف سلطان محمود غزنوی اور دوسری طرف ایک کمسن طالب علم۔عجیب منظر تھا،سلطان نے اس نوعمر طالب علم پر ایک نظر ڈالی لیکن تجلیات کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً نظریں جھکا دیں اور مدرس سے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ بچہ خدا کی طرف راغب ہے۔ایسے طالب علم اس مدرسہ کی زینت ہیں۔

☆ آپ کے اساتذہ:

کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 12 پر ان اساتذہ کے نام درج ہے جن سے آپ نے ظاہری علوم حاصل کئے۔ان میں سات نام قابل ذکر ہیں۔

1۔حضرت ابوالعباس احمد بن محمد اشقانی علیہ الرحمہ

2۔حضرت ابوالقاسم علی بن عبداللہ گرگانی علیہ الرحمہ

3۔حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب آملی علیہ الرحمہ

4۔حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی داستانی بسطامی علیہ الرحمہ

5۔حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہینی علیہ الرحمہ

6۔حضرت ابواحمد مظفر بن احمد علیہ الرحمہ

7۔حضرت ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ الرحمہ

تحصیل علم کے بعد بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ کامل شیخ کی تلاش میں نکلتے تاکہ ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے رب کا قرب حاصل کرلیں۔

☆شرف بیعت:

مقدمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 13 پر ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ سلسلۂ جنیدیہ میں بیعت ہوئے۔ یہ وہی سلسلہ ہے جس میں ہمارے حضور غوث الاعظم علیہ الرحمہ بیعت ہوئے تھے۔ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ، حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت ہوئے۔

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کا سلسلۂ طریقت یوں ہے۔ آپ مرید تھے حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت شیخ ابوالحسن علیہ الرحمہ حضری کے، وہ مرید تھے حضرت شیخ ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کے، وہ مرید تھے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ

کے، وہ مرید تھے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ براہ راست مولا علی رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت اور خلافت کی دولت سے مالا مال تھے۔ یوں دس واسطوں سے حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کا سلسلہ طریقت مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

☆مرشد کے حکم پر لاہور روانگی:

مقدمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 50 پر ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ بیعت ہونے کے بعد کافی عرصہ سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی معرفت کی تکمیل ہوئی، جب آپ کے شیخ کی نظر ولایت نے دیکھا کہ میرا مرید کامل ہو چکا ہے تو آپ نے حکم دیا: اے سید علی! لاہور روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دو۔ مرشد کا حکم سن کر آپ نے عرض کی: حضور! وہاں تو پہلے ہی سے میرے پیر بھائی اور آپ کے مرید حضرت شاہ حسین زنجانی علیہ الرحمہ موجود ہیں اور وہ تو قطب بھی ہیں تو پھر مجھے روانہ کرنے کی کیا حکمت؟ مرشد نے فرمایا: تم اس بات کو رہنے دو اور فوراً لاہور روانگی کی تیاری کرو۔

مرشد کا حکم پا کر حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ بڑی مشقتوں سے پہاڑی

راستے طے کرتے ہوئے پہلے پشاور اور پھر غالباً 431ھ بمطابق 1041ء کو لاہور میں جلوہ گر ہوئے۔جس دن آپ لاہور جلوہ گر ہوئے۔اسی دن آپ نے ایک جنازہ دیکھا۔لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ جنازہ لاہور کے قطب حضرت شاہ حسین زنجانی علیہ الرحمہ کا ہے۔اس وقت آپ کو اس سوال کا جواب مل گیا کہ جب لاہور میں پہلے ہی ایک قطب موجود ہے تو میرے جانے کی کیا ضرورت اور مرشد کے حکم کی حکمت بھی معلوم ہوگئی۔

☆پہلی مسجد کی تعمیر اور کرامت کا ظہور:

بزرگوں کی عادت ہے کہ وہ تبلیغ دین کی ابتداء مسجد سے کرتے ہیں۔حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے بھی مسجد سے ہی تبلیغ دین کا آغاز کیا۔چنانچہ مقدمہ کشف المحجوب صفحہ نمبر 56 پر درج ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے لاہور تشریف لاتے ہی اپنی قیام گاہ کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرائی۔اس مسجد کی محراب دیگر مساجد کی بہ نسبت جنوب کی طرف کچھ زیادہ مائل تھی،لہذا لاہور میں رہنے والے اس وقت کے علماء کو اس مسجد کی سمت کے معاملے میں تشویش لاحق ہوئی،چنانچہ ایک روز داتا صاحب نے تمام علماء کو اس مسجد میں جمع فرمایا اور خود امامت کے فرائض انجام دیئے۔نماز کی ادائیگی کے بعد حاضرین سے فرمایا:

دیکھئے کہ کعبہ شریف کس سمت میں ہے؟ یہ کہنا تھا کہ مسجد و کعبۃ اللہ کے درمیان سارے پردے اٹھ گئے اور تمام حاضرین نے جاگتی آنکھوں سے محراب مسجد کے عین سامنے کعبۃ اللہ کو دیکھا۔

اس طرح داتا صاحب علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت تمام لوگوں نے دیکھی۔

اب آپ کی خدمت میں ایک اور کرامت داتا صاحب علیہ الرحمہ کی سناتا ہوں۔

☆ جادوگر کا قبول اسلام:

تذکرہ علمائے لاہور صفحہ نمبر 59 پر درج ہے۔ رائے راجو ایک بہت بڑا ہندو جادوگر تھا۔ لوگ اسے اپنے جانوروں کا دودھ دیا کرتے تھے اور اگر کوئی اسے دودھ کا نذرانہ نہ دیتا تو وہ اس کے جانوروں پر ایسا جادو کرتا کہ جانوروں کے تھنوں سے دودھ کے بجائے خون نکلنے لگتا۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت رائے راجو کے پاس دودھ لے جارہی تھی کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے اسے بلا کر فرمایا کہ یہ دودھ مجھے دے دو اور جو اس کی قیمت بنتی ہے، وہ لے لو۔

اس بوڑھی عورت نے کہا کہ ہمیں بہر صورت یہ دودھ رائے راجو کو دینا ہی پڑتا ہے ورنہ ہمارے جانوروں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنے لگتا ہے۔ اس پر حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے مسکرا کر فرمایا: اگر تم یہ دودھ مجھے

دے دو تو تمہارے جانوروں کا دودھ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جائے گا۔ یہ سنتے ہی اس عورت نے آپ کو دودھ پیش کر دیا۔ جب وہ اپنے گھر گئی تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کے جانوروں میں اس قدر دودھ تھا کہ تمام برتن بھر جانے کے بعد بھی تھنوں سے دودھ ختم نہیں ہو رہا تھا۔ جب آپ علیہ الرحمہ کی یہ زندہ کرامت لوگوں میں عام ہوئی تو گردونواح سے لوگ دودھ کا نذرانہ لے کر آپ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ایک طرف تو لوگوں کی عقیدت کا یہ حال تھا اور دوسری طرف رائے راجو یہ ماجرا دیکھ کر آگ بگولا ہو رہا تھا۔ آخر کار آپ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں مقابلے کے لیے للکارتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر آپ کے پاس کوئی کمال ہے تو دکھائیں۔ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں کوئی جادوگر نہیں۔ میں تو اللہ کریم کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ ہاں! اگر تمہارے پاس کوئی کمال ہے تو تم دکھاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ اپنے جادو کے زور پر ہوا میں اڑنے لگا۔

آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور جوتے ہوا میں اچھال دیئے، جوتے رائے راجو کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑنے لگے۔ آپ علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھ کر رائے راجو بہت متاثر ہوا اور نہ صرف توبہ کر کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا بلکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور آپ کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوا۔ حضور داتا

صاحب علیہ الرحمہ نے اس کا نام احمد رکھا اور شیخ ہندی کا خطاب عطا فرمایا۔ شیخ ہندی کی اولاد اس وقت سے آج تک خانقاہ کی خدمت کے فرائض انجام دیتی آرہی ہے۔

☆صبر کی برکت سے الجھن دور ہوگئی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 65 پر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک علمی الجھن کا شکار ہوا تو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے مزار کا رخ کیا۔ تین ماہ تک حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں رہا مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ آخر کار اس مشکل کے حل کے لیے میں نے کھدرا لباس پہنا، عصا اور وضو کا برتن تھاما اور خراساں کی جانب رخت سفر باندھ لیا۔ راستے میں ایک گاؤں آیا تو میں نے وہیں رات گزارنے کا فیصلہ کرلیا۔ گاؤں میں، میں ایسی جگہ پہنچا جہاں جاہل صوفی مجھے نظر آنے لگے۔ انہوں نے بڑے سخت لب و لہجہ میں مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے نہایت ہی نرم لہجے میں جواب دیا: مسافر ہوں۔ رات گزارنے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ وہ سب قہقہے لگا کر ہنس پڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: لگتا تو صوفی ہی ہے لیکن ہم میں سے نہیں ہے۔ اس پر میں نے جواب دیا: تم لوگوں نے بالکل درست کہا ہے

۔بے شک میں آپ لوگوں میں سے نہیں ہوں پھر مجھے انہوں نے نچلی منزل پر ٹھہرایا اور خود بالا خانے میں چلے گئے۔کھانے کے وقت میرے آگے پھپھوندی لگی سوکھی روٹی رکھ دی اور خود بالا خانے میں مرغن غذائیں کھاتے ہوئے مجھ پر آوازیں کسنے لگے۔میں نے صبر کیا۔

کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے خربوزے کھائے اور چھلکے میرے سر پر پھینکنے لگے۔مجھے غصہ بہت آیا مگر میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! اگر میں تیرے محبوبوں کا لباس پہننے والوں میں سے نہ ہوتا تو ضرور ان سے کنارہ کش ہوجاتا۔

اسی رات وہ الجھن میری دور ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بلند و بالا مقام تکلیفوں پر صبر و شکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

☆ دیوان اپنے نام سے منسوب کرلیا:

فوائد الفواد (مترجم) پانچویں مجلس کے صفحہ نمبر 118 پر نقل ہے کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے عربی اشعار پر مشتمل ایک مکمل دیوان مرتب فرمایا تھا جسے ایک شخص نے مانگ کر لے گیا اور اس پورے دیوان کو اپنے نام سے منسوب کرلیا۔ولی کامل کی ایسی دل آزاری کے سبب وہ بے ایمان ہوکر مرا چنانچہ داتا

صاحب علیہ الرحمہ نے اس کے برے خاتمے کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو میرا دیوان لے گیا تھا، بے ایمان دنیا سے گیا۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی مسلمان کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے، خصوصاً اللہ والوں کی دل آزاری سے بچنا چاہیے ورنہ برے خاتمہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

☆ کشف المحجوب کی مقبولیت:

داتا صاحب علیہ الرحمہ نے یوں تو کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مگر فی زمانہ آپ کی صرف ایک کتاب ''کشف المحجوب'' منظر عام پر موجود ہے چنانچہ کتاب سید ہجویر کے صفحہ نمبر 166 پر درج ہے کہ حضرت ابوسعید ہجویری علیہ الرحمہ جو کہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے رفیق تھے اور آپ علیہ الرحمہ نے حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ان امور سے متعلق استفسار فرمایا:

1......طریق تصوف کی حقیقت

2......مقامات صوفیاء کی کیفیت

3......صوفیاء کے عقائد کی وضاحت

4......صوفیاء کے رموز وارشادات

5......دلوں میں محبت الٰہی کے ظہور کی کیفیت

6......محبت الٰہی کی معرفت میں رکاوٹ بننے والے عقلی اور نفسانی حجابات

7......ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے طریقے

چنانچہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے ان تمام باتوں کا تفصیلی جواب دینے کے لیے ''کشف المحجوب'' کے نام سے عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی۔

☆کن بزرگوں نے ''کشف المحجوب'' سے استفادہ کیا:

1......حضرت سیدنا فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' لکھنے کے لیے کشف المحجوب سے استفادہ کیا۔

2......امام جامی علیہ الرحمہ نے بھی ''کشف المحجوب'' سے استفادہ کیا۔

3......مشہور بزرگ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ نے بھی کشف المحجوب سے استفادہ کیا۔

4......کتاب سید ہجویر کے صفحہ نمبر 231 پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل ہے ''جسے پیر نہ ملتا ہو تو وہ کشف المحجوب کا مطالعہ کرے تو پیر مل جائے گا''

محترم حضرات! حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے کشف المحجوب لکھ کر اُمّت

مسلمہ پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔اس کتاب میں آپ نے نفس وشیطان کے ایسے دھوکوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن کے ذریعے نفس وشیطان انسان کو سیدھی راہ سے ہٹا دیتے ہیں، حکایات اور نصیحت آموز کلمات کے ذریعے صبر وقناعت اور صدق و اخلاق جیسے حسین اخلاق اپنانے پر ابھارا ہے۔ اس کتاب میں بلا مبالغہ علم ظاہری اور علم باطنی موجود ہیں۔

اس کتاب میں آپ علیہ الرحمہ نے اپنے حنفی ہونے پر فخر فرمایا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھرپور محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا ہے جس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگائیے۔

☆خواب میں دیدار مصطفی ﷺ:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب کے صفحہ نمبر 101 پر فرماتے ہیں۔میں ایک روز سفر کرتا ہوا ملک شام میں موذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے روضے پر حاضر ہوا۔وہاں میری آنکھ لگ گئی اور میں نے اپنے آپ کو مکہ معظّمہ میں پایا۔کیا دیکھتا ہوں کہ سرورکونین ﷺ قبیلہ بنی شیبہ کے دروازے پر موجود ہیں اور ایک عمر رسیدہ شخص کو کسی چھوٹے بچے کی طرح اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں فرط محبت سے بے قرار ہوکر آپ ﷺ کی طرف لپکا اور آپ کے مبارک

قدموں کو بوسہ دیا۔دل ہی دل میں اس بات پر بڑا حیران بھی تھا کہ یہ ضعیف شخص کون ہے؟ اتنے میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ قوت باطنی اور عطائی علم غیب کے ذریعے میری حیرت واستعجاب کی کیفیت جان گئے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

یہ ابو حنیفہ ہیں اور تمہارے امام ہیں۔

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنا یہ خواب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کے اوصاف، شریعت کے قائم رہنے والے احکام کی طرح قائم و دائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حسن اخلاق کے پیکر جان کائنات ﷺ ان سے اس قدر محبت فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کو جوان سے محبت ہے، اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ آپ ﷺ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور چلا رہے ہیں لہذا ماننا پڑے گا کہ امام کی حنفیت کو رسول اللہ ﷺ چلا رہے ہیں اور جسے رسول اللہ ﷺ گود میں اٹھا کر چلائیں، وہ کبھی بھٹک نہیں سکتا۔

☆حضرت خضر علیہ السلام سے داتا صاحب کی گہری دوستی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر

ظاہری و باطنی علوم حاصل فرمائے، نیز آپ علیہ الرحمہ کی حضرت خضر علیہ السلام سے بہت ہی گہری دوستی تھی۔

☆ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تین شرطیں:

کتاب المیز ان الخضر یہ کے صفحہ نمبر 15 پر نقل ہے۔ حضرت علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تین شرطیں ہیں جس میں یہ تین شرائط نہ ہوں، وہ آپ علیہ السلام سے ملاقات نہیں کر سکتا اگر چہ جن و انس سے زیادہ عبادت گزار ہو۔

1......وہ سنت کا عامل ہو، بدعتی نہ ہو۔

2......دنیا پر حریص نہ ہو۔ اگر وہ ایک روٹی بھی دوسرے دن کے لیے بچا کر رکھے، تب بھی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات نہیں کر سکے گا۔

3......مسلمانوں کے لیے اس کا سینہ بالکل صاف ہو، نہ تو اس کے دل میں کینہ ہو، نہ ہی حسد اور نہ ہی وہ کسی پر تکبر کرتا ہو۔

☆ وصال باکمال:

ساری زندگی دین کی خدمت کرنے کے بعد بالآخر 20 صفر المظفر 465ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار پر انوار لاہور میں بھاٹی دروازے

کے بیرونی حصے میں ہے۔

☆بعد از وصال بھی نوازتے ہیں:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ وصال کے بعد بھی اپنے چاہنے والوں کو نوازتے ہیں۔ امیر، غریب، عالم، ان پڑھ، عوام، خواص، پیر، فقیر حتیٰ کہ کاملین تک کو خوب نوازتے ہیں۔ اس کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

☆سلطان الہند خواجۂ خواجگان پر عطا کی بارش:

رسول پاک ﷺ کے حکم کو پا کر خواجہ صاحب مدینہ پاک سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر کرتے کرتے لاہور پہنچے۔ وہاں لوگوں کا مذہبی حلیہ دیکھا۔ لوگوں کے چہروں پر داڑھیاں، سر پر ٹوپیاں اور عمامہ ہیں۔ آپ سوچنے لگے کہ ان کو دیندار کس نے بنایا۔ کسی شخص کو پکڑ کر خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تمھیں دیندار کس نے بنایا ہے؟ یہ سن کر اس شخص نے کہا: حضور! آپ تو آج یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ سے پہلے یہاں بہت بڑے بزرگ حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ تشریف لا چکے ہیں۔ یہ ان کی برکتیں ہیں۔ یہ سن کر خواجہ صاحب فرمانے لگے: مجھے ان کے مزار پر لے جاؤ، لوگ آپ کو داتا صاحب کے مزار پر لے گئے۔

خواجہ صاحب نے داتا صاحب کے مزار پر کشف فرمایا: جس سے معلوم ہوا کہ داتا صاحب بہت بڑی ہستی ہیں لہذا فیض حاصل کرنے کی غرض سے داتا صاحب کے مزار پر عبادت و ریاضت کرنے لگے۔ بالاخر دن گزرتے گزرتے چالیسواں دن آ گیا، مگر داتا صاحب عطا کرنے میں کچھ تنگی فرما رہے ہیں۔ بس یہ خیال گزرا کہ اچانک خواجہ صاحب کو اونگھ آئی، کیا دیکھا کہ داتا صاحب جلوہ گر ہیں اور فرماتے ہیں: اے سید حسن! تم نے دیکھا ہوگا کہ اگر مانگنے والے دے دیا جائے تو پھر وہ کہاں ٹھہرتا ہے۔ وہ تو لے کر رخصت ہو جاتا ہے۔ تمہاری عبادت، تمہاری تلاوت، تمہارا ذکر و اذکار کرنا ہمیں اتنا پسند آیا کہ ہمارا دل یہ چاہتا تھا کہ تم یہیں بیٹھ کر عبادت و ریاضت کرو۔ اس لیے ہم تمہیں عطا نہیں کر رہے تھے مگر جب تمہارے دل میں یہ خیال آیا کہ ہم دینے میں کچھ تنگی کر رہے ہیں تو پسارو اپنا دامن۔

یہ سن کر خواجہ صاحب نے اپنا دامن پسار دیا۔ اتنا دیا، اتنا دیا کہ جب آنکھ کھلی تو کسی نے پوچھا: داتا صاحب نے کیا دیا۔ فرمانے لگے ”گنج بخش“ خزانے عطا کر دیئے۔ ”فیض عالم“ مجھے ہی کیا داتا صاحب تو سارے عالم کو فیض دیتے ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ ”مظہر نور خدا“ خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں۔ ”ناقصاراں پیر کامل“ ناقصوں کے لیے کامل پیر ہیں۔ ”کاملاں را راہنما“ صرف

ناقصوں کے لیے ہی پیر کامل نہیں ہیں بلکہ کاملین کی بھی رہنمائی فرماتے ہیں۔ بس اتنا سمجھ لیجیے کہ داتا صاحب نے اتنا دیا، اتنا دیا کہ "دینے والا جانے اور لینے والا جانے" آج بھی خواجہ صاحب کا یہ شعر داتا صاحب کے مزار پر لکھا ہوا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاراں پیر کامل کاملاں را راہنما

معلوم ہوا کہ جو داتا صاحب سلطان الہند خواجۂ خواجگان کی جھولی بھر سکتے ہیں، ان کے لیے ہم جیسے گناہ گاروں کی بگڑی بنانا کوئی بڑی بات نہیں۔

ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ "داتا" تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر سید علی ہجویری علیہ الرحمہ داتا کیسے ہو گئے؟

سب سے پہلی بات یاد رکھئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کوئی نام داتا نہیں ہے۔ لفظ داتا فارسی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہیں "عطا کرنے والا" ہم اہلسنت سید علی ہجویری علیہ الرحمہ کو حقیقی داتا نہیں مانتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے داتا مانتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ "علی" ہے **وھو العلی العظیم** تو دنیا میں اتنے علی ہیں، وہ کون ہیں تو اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے "علی" نہیں بنایا جبکہ دنیا میں جتنے علی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں۔

دوسری مثال سے بھی سمجھ لیں: اللہ تعالیٰ "مولانا" ہے تو دنیا میں اتنے مولانا

گھوم رہے ہیں، وہ کون ہیں؟ ان کو مولانا کہنا تو شرک ہو گیا؟ تو اس میں بھی یہی تطبیق قائم ہو گی کہ اللہ تعالیٰ ''حقیقی مولانا ہے'' اور بندے اس کی عطا سے مولانا ہیں۔

جب حقیقی اور عطائی کا فرق سمجھ آ گیا تو شرک بھی نہ ہوا۔

☆ صوفی کون؟

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:

1......صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں بجز ذات الٰہی کے کچھ نہ دیکھے

2...... پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے جس کے جتنے پاکیزہ اخلاق ہوں گے وہ اتنا ہی بڑا صوفی ہو گا۔

3......شیخ ابوالحسن نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کے قبضہ میں کچھ نہ ہوا اور وہ خود بھی کسی کے قبضے میں نہ ہو۔

☆ چار باتیں حضرت حاتم الاصم علیہ الرحمہ کی:

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں حضرت حاتم الاصم علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے چار باتوں کا علم حاصل ہوا ہے، میں عالم کے تمام علوم سے بے پرواہ ہو گیا ہوں:

1...... میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے، جس میں نہ کمی ہوسکتی ہے نہ زیادتی۔ لہذا زیادہ کی خواہش سے بے نیاز ہوں۔

2...... میں نے جان لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر جو حق ہے جسے میرے سوا کوئی ادا نہیں کرسکتا لہذا اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

3...... موت ضرور آنی ہے جس سے راہ فرار اختیار نہیں کرسکتا لہذا میں نے اسے پہچان لیا ہے۔

4...... میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے جو ہمہ وقت مجھے دیکھ رہا ہے، میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانیوں سے باز رہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ داتا صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

گناہوں کی نحوستیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 123 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! انسان کو اللہ کریم نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔انسان کی زندگی کا مقصد کھیل کود،تفریح،مال دنیا جمع کرنے میں لگے رہنا۔ فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی اور دنیا کی محبت میں غرق ہوجانا نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی کا اولین مقصد رب تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ اور رب تعالیٰ کی رضا صرف اورصرف اچھے اعمال کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ مگر شیطان انسان کو اچھے اعمال سے روکتا ہے اور گناہوں کی طرف دھکیلتا ہے کیونکہ اس میں اللہ کریم کی ناراضی ہے۔ کتنی خوب بات بیان کی گئی کہ رب تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو انسانوں میں پوشیدہ رکھا، اپنی رضا کو نیکیوں میں پوشیدہ رکھا اور اپنی ناراضی کو گناہوں میں پوشیدہ رکھا۔

اب سنتے ہیں کہ گناہ کسے کہا جاتا ہے؟ گناہ کی تعریف کیا ہے؟

☆ گناہ کسے کہتے ہیں؟

دین سے دوری کی بناء پر آج ایک مسلمان کا گناہوں سے بچنا تو دور کی بات ہے اس کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کون کون سے کام گناہ ہیں، اس لاعلمی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے چہار جانب گناہوں کا بازار گرم ہے جس طرف نظر اٹھائیے، بے عملی و بے راہ روی کا دور دورہ ہے حالانکہ احکام خداوندی سے مونہہ موڑنے کا

نتیجہ سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ اچھے اور برے کام کی پہچان حدیث شریف میں یوں بیان کی گئی۔

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2553 نقل ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا (کہ یہ کیا ہیں؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ سے مراد ہر وہ بات ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو برا سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کی شرح مراۃ المناجیح جلد 6 صفحہ نمبر 639 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام نووی علیہ الرحمہ نے حضرت وابصہ ابن معبد اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نیکی اور گناہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا اپنے دل سے فتویٰ لیا کرو، جسے تمہارا دل نیکی کہے، وہ نیکی ہے، جسے تمہارا دل گناہ کہے وہ گناہ ہے۔

سبحان اللہ! کتنی بہترین کسوٹی عطا فرمائی گئی کہ جس کام کے کرنے کے بعد تمہارا دل مطمئن ہو کہ یہ اچھا کام ہے تو سمجھ لو کہ تم نے اچھا اور نیک کام کیا ہے اور جس کام کے کرنے کے بعد تمہارا دل کھٹکے، بے چین رہے، اطمینان نہ ہو تو سمجھ لو کہ تم نے برا اور گناہ کا کام کیا ہے۔

☆ گناہ آخر گناہ ہے؟

محترم حضرات! گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، گناہ آخر گناہ ہوتا ہے کیونکہ گناہ چاہے کتنا ہی چھوٹا ہوا گر اس پر پکڑ ہوئی تو خدا کی قسم! اس کا عذاب نہ سہا جا سکے گا۔

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو (الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1، ص 27)

☆ گناہ کرنے والوں سے اللہ کا ارشاد:

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ بحر الدموع کے صفحہ نمبر 14 پر نقل فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم! تو کتنا مجبور ہے! مجھ سے مانگتا ہے تو میں عطا نہیں کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تیرے حق میں کیا بہتر ہے پھر جب تو مجھ سے مانگنے میں اصرار کرتا ہے تو میں تجھ پر رحم و کرم کی نظر فرماتا ہوں اور تیری مانگی ہوئی چیز تجھے عطا فرما دیتا ہوں، پھر جب تو میری عطا کردہ شے پا کر میری نافرمانی کرنے لگتا ہے تو میں تجھے ذلیل و رسوا کر دیتا ہوں۔ میں کس قدر تیری بہتری چاہتا ہوں اور تو میری کتنی نافرمانیاں کرتا ہے! قریب ہے کہ میں تجھ سے ایسا ناراض ہو جاؤں کہ اس کے بعد کبھی راضی نہ ہوں۔

اس کے بعد مزید ایک فرمان کچھ یوں نقل فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! تو کب تک میری نافرمانی کرتا رہے گا حالانکہ میں نے تجھے اپنا رزق کھلایا اور تجھ پر احسان کیا، کیا میں نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں فرمایا؟ کیا میں نے تجھ میں روح نہیں پھونکی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ میں اپنی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرماتا ہوں اور اپنی نافرمانی کرنے والوں کی کیسی گرفت فرماتا ہوں؟ کیا تجھے حیاء نہیں آتی کہ مصائب میں مجھے یاد کرتا ہے مگر خوش حالی میں بھول جاتا ہے؟ نفسانی خواہشات نے تیری چشم بصیرت کو اندھا کر دیا ہے تو کب تک سستی کرے گا؟ اگر تو اپنے گناہ سے توبہ کرے گا تو میں تجھے اپنی امان دوں گا۔

☆ گناہ نفاق کی علامت ہے:

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نور العرفان میں سورۂ توبہ کی آیت نمبر 81 کے تحت فرماتے ہیں جس کو گناہ آسان معلوم ہوں اور نیکی کا کام بھاری معلوم ہو تو سمجھو اس کے دل میں نفاق ہے (یعنی منافقت ہے) رب تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

محترم حضرات! فی زمانہ یہی حال ہے کہ گناہ آسان معلوم ہوتے ہیں اور

نیکی کا کام بھاری بوجھ معلوم ہوجاتا ہے۔نیکی کے کام میں نہ دل لگتا ہے اور نہ ہی نیکی کا کام کرنے کا ذوق وشوق رہا۔ہم سب ذرا سوچیں! کہیں ہمارے دل میں نفاق تو داخل نہیں ہوگیا۔ہمارے دل سے کہیں ایمان کی حرارت کم تو نہیں ہوگئی؟

☆ گناہ بھلایا نہیں جاتا:

ہم رات دن گناہوں میں بدمست ہوتے ہیں مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ گناہ لکھا بھی جاتا ہے ہمارے دائیں اور بائیں فرشتے مقرر ہیں جو ہماری نیکیاں اور بدیاں لکھتے ہیں۔ہم اگرچہ گناہ اور نیکیاں بھول جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا رہ جاتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حدیث شریف = مصنف عبدالرزاق کتاب الجامع جلد 10 کے صفحہ نمبر 189 پر حدیث نمبر 20430 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا، جزا دینے والا (یعنی اللہ تعالیٰ) کبھی فنا نہ ہوگا لہذا جو چاہے کرو (مگر یاد رکھو) جیسا کروگے ویسا بھروگے۔

☆ گناہ خلوت میں ہو یا جلوت میں، گناہ ہے:

گناہ خلوت (یعنی تنہائی) میں ہو یا جلوت (لوگوں کے سامنے) میں ہو، گناہ ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی کرنے والے بندوں پر سخت غضب

فرماتا ہے۔ محترم حضرات! غور فرمایئے! یہ وہ لوگ تھے جو ظاہری طور پر تو نیک تھے اور ہم ہیں کہ علی الاعلان گناہ کرتے پھرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے، ہمارا کیا بنے گا؟ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد سنئے اور اس پر خوب غور کیجئے۔

الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد 1 کے صفحہ نمبر 27 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان کچھ یوں نقل ہے۔ آپ فرماتے ہیں اے گناہ گار! تو گناہ کے انجام بد سے کیوں بے خوف ہے؟ حالانکہ گناہ کی طلب میں رہنا گناہ کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے، تیرا دائیں، بائیں جانب کے فرشتوں سے حیا نہ کرنا اور گناہ پر قائم رہنا بھی بہت بڑا گناہ ہے یعنی توبہ کیے بغیر تیرا گناہ پر قائم رہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ تیرا گناہ کر لینے پر خوش ہونا اور قہقہہ لگانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے حالانکہ تو نہیں جانتا کہ اللہ تیرے ساتھ کیا سلوک فرمانے والا ہے؟ اور تیرا گناہ میں ناکامی پر غمگین ہونا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ گناہ کرتے ہوئے تیز ہوا سے دروازے کا پردہ اٹھ جائے تو تو ڈر جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اس نظر سے نہیں ڈرتا جو وہ تجھ پر رکھتا ہے، تیرا یہ عمل اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

☆ گناہوں کی اقسام:

گناہوں کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں، ایک گناہ صغیرہ اور دوسری گناہ کبیرہ۔

گناہ صغیرہ:

گناہ صغیرہ سے مراد چھوٹے گناہ ہیں، صغیرہ گناہ مختلف نیکی کے کام کرنے مثلاً نماز، روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی سے معاف ہوجاتے اور یہ عبادات ان گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں بھی اس کا بیان موجود ہے۔

حدیث شریف = مسلم شریف، کتاب الطہارۃ میں حدیث نمبر 233 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور ماہ رمضان اگلے ماہ رمضان تک (ہونے والے) گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

☆ گناہ کبیرہ:

کبیرہ گناہوں کی دو صورتیں ہیں۔ اگر ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہو تو سچی توبہ کرنے سے معاف ہوجاتے ہیں اور اگر ان کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہو تو حق کی ادائیگی یا صاحب حق کے معاف کیے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆ گناہوں کی تعداد:

محترم حضرات! گناہوں کے صغیرہ و کبیرہ ہونے کے اعتبار سے ان کی صحیح تعداد بیان کرنا بہت مشکل ہے البتہ! کبیرہ گناہوں کی پہچان حاصل کرنے کے لیے امام ذہبی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الکبائر'' اور امام ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' کا مطالعہ مفید ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں میں بہت سے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، چنانچہ امام ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الزواجر جلد اول کے صفحہ نمبر 24 پر سترہ کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا ہے۔

1: چار کبیرہ گناہوں کا تعلق دل سے ہے:

1۔شرک، 2۔گناہ پر اصرار، 3۔اللہ کریم کی رحمت سے مایوسی، 4۔اللہ کریم کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا

2: چار کا تعلق زبان سے ہے:

1۔زنا کی تہمت لگانا، 2۔جھوٹی گواہی دینا، 3۔جادو کرنا (جادو ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو انسان یا اس کے بدن کے کسی حصہ (کی حالت) کو بدل دے)، 4۔جھوٹی قسم اٹھانا

3: تین کا تعلق پیٹ سے ہے:

1۔یتیم کا مال ظلماً کھانا،2۔سود کھانا،3۔ہر نشہ آور چیز پینا

4: دو کا تعلق شرم گاہ سے ہے:

1۔زنا،2۔لواطت

5: دو کا تعلق ہاتھوں سے ہے:

1۔قتل کرنا،2۔چوری کرنا

6: ایک کا تعلق پاؤں سے ہے:

1۔جہاد سے فرار ہونا (میدان جہاد سے بھاگنا)

7: ایک گناہ کا تعلق پورے جسم سے ہے:

1۔وہ کبیرہ گناہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔

☆ گناہوں کے دس نقصانات:

بحر الدموع کے صفحہ نمبر 30 پر نقل ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہر گز دھوکے میں نہ پڑنا۔

ترجمہ: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے

تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر (سورۂ انعام آیت نمبر 160)

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہی ہو، اپنے ساتھ دس بری خصلتیں لے کر آتا ہے۔

1......جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غضب دلاتا ہے اور وہ اسے پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

2......وہ (یعنی گناہ کرنے والا) ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے۔

3......جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

4......جہنم کے قریب آ جاتا ہے۔

5......وہ اپنی سب سے پیاری چیز یعنی اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے۔

6......وہ اپنے باطن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے۔

7......اعمال لکھنے والے فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کو تکلیف دیتا ہے۔

8......وہ نبی کریم ﷺ کو روضۂ مبارک میں رنجیدہ کر دیتا ہے۔

9......زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو اپنی نافرمانی پر گواہ بنالیتا ہے۔

10......وہ تمام انسانوں سے خیانت اور رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

☆ گناہ دل کو سیاہ کر دیتے ہیں:

حدیث شریف = ابن ماجہ کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4244 نقل ہے۔

فرمایا: مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلے اور (گناہ سے) الگ ہوجائے اور بخشش کرتا ہے تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے اور اگر (توبہ نہ کرے بلکہ) گناہوں میں زیادتی کا مرتکب ہو تو وہ نکتہ پھیل جاتا ہے۔

الزواجر کے مقدمہ میں علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وہ سیاہ نکتہ (گناہوں کی کثرت کی وجہ سے آہستہ آہستہ) پورے دل کو سیاہ کردیتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسے اللہ کریم نے اپنی کتاب میں اس طرح ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورۂ مطففین کی آیت نمبر 14 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

ترجمہ: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ان کو کمائیوں نے

صوفیا فرماتے ہیں کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور دل کے سیاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ پھر نصیحت کی بات اثر نہیں کرتی۔ اب ہم سب خود اپنا محاسبہ کرلیں کہ ہمارے دلوں پر نصیحت کی باتیں کتنی اثر کرتی ہے؟

☆ گناہوں کی نحوست سے لعنت برستی ہے:

الزواجر جلد اول صفحہ نمبر 28 پر نقل ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف وحی فرمائی: بندہ جب میری اطاعت کرتا ہے تو میں اسے راضی ہوجاتا ہوں اور جب میں اس سے راضی ہوجاتا ہوں تو اسے برکتیں عطا فرماتا ہوں (بعض روایتوں میں ہے کہ میری برکت کی کوئی انتہا نہیں) اور جب بندہ میری نافرمانی (یعنی گناہ) کرتا ہے تو میں اس سے ناراض ہوجاتا ہوں اور جب میں اس سے ناراض ہوتا ہوں تو اس پر لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت اس کی سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔

محترم حضرات! (الامان والحفیظ) دیکھا آپ نے گناہوں کی نحوست اللہ تعالیٰ کی لعنت کی صورت میں برستی ہے اور یہ لعنت سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔ ہم اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارا شماران لوگوں میں ہو جن پر اللہ کریم نے لعنت فرمائی ہے۔

☆ گناہوں کی نحوست، برے خاتمے کا سبب:

سبع سنابل کے صفحہ نمبر 34 پر علامہ عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ دونوں ایک جگہ اکھٹے ہوئے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ ساری رات روتے رہے۔

حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ نے سبب گریہ دریافت کیا تو فرمایا: مجھے برے خاتمے کا خوف رلا رہا ہے۔ آہ! میں نے ایک شیخ سے چالیس سال علم حاصل کیا۔ اس نے ساٹھ سال تک مسجد الحرام میں عبادت کی مگر اس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ نے کہا: اے سفیان! وہ اس کے گناہوں کی شامت تھی آپ اللہ کریم کی نافرمانی ہرگز مت کرنا۔

☆ گناہوں پر اصرار کی نحوست،
حالت کفر میں موت کا سبب:

تفسیر روح البیان جلد 3 کے صفحہ نمبر 51 پر سورۂ انعام کی آیت نمبر 70 کے تحت فرماتے ہیں گناہوں پر اصرار کرنا بھی ایسا عمل ہے جس سے حالت کفر میں موت ہو سکتی ہے۔ حضرت ابو اسحاق فزاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص اکثر ہمارے پاس بیٹھا کرتا اور آدھا چہرہ ڈھانپ کر رکھتا تھا۔ ایک دن میں نے اس سے کہا کہ تم ہمارے پاس بکثرت بیٹھتے ہو اور اپنا آدھا چہرہ ڈھانپ کر رکھتے ہو۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ۔ اس نے کہا: میں کفن چور تھا۔ ایک دن ایک عورت کو دفن کیا گیا تو میں اس کی قبر پر آیا، جب میں نے اس کی قبر کھود کر اس کے کفن کو کھینچا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر میرے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ پھر اس شخص نے اپنا

چہرہ دکھایا تو اس پر پانچ انگلیوں کے نشان تھے۔ میں نے اس سے کہا: اس کے بعد کیا ہوا؟ اس نے کہا: پھر میں نے اس کا کفن چھوڑ دیا اور قبر بند کر کے اس پر مٹی ڈال دی اور میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کسی کی قبر نہیں کھودوں گا۔ حضرت ابو اسحاق فزاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے یہ واقعہ امام اوزاعی علیہ الرحمہ کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے مجھے لکھا کہ اس سے پوچھو! جن مسلمانوں کا انتقال ہوا کیا ان کا چہرہ قبلے سے پھرا ہوا تھا؟ اس کفن چور نے کہا کہ اکثر کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا۔ میں نے اس کا جواب امام اوزاعی علیہ الرحمہ کو لکھ کر بھیجا تو انہوں نے مجھے تحریر بھیجی جس پر تین مرتبہ ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ'' لکھا ہوا تھا اور ساتھ میں یہ تحریر تھا ''جس کا چہرہ قبلے سے پھرا ہوا تھا، اس کی موت دین اسلام پر نہیں ہوئی۔ تم اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو، مغفرت اور اس کی رضا طلب کرو۔

☆ بعض مصیبتیں، گناہوں کے سبب آتی ہیں:

القرآن: وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ

ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (سورۂ شوریٰ آیت نمبر 30، پارہ25)

تفسیر: مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ خطاب مومنین مکلفین سے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچتی ہیں، اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں۔ ان تکلیفوں کو اللہ کریم ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور کبھی مومن کی تکلیف اس کے رفع درجات کے لیے ہوتی ہے۔

محترم حضرات! ذرا سوچئے! ہم جن مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ خصوصاً بے برکتی، تنگ دستی، ذلت و رسوائی، مہلک بیماریاں، دشمن کا خوف، ظالم حکمران، نافرمان اولاد کہیں یہ مصیبتیں درج ذیل گناہوں کی وجہ سے تو نہیں......؟؟

1......ہم نے نمازوں کو بوجھ جان کر اسے وقت پر باجماعت ادا کرنا چھوڑ دیا۔

2...... روزے ہم اس لیے ترک کر دیتے ہیں کہ ہمیں بھوک اور پیاس برداشت نہیں ہوتی۔

3......ہم زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھتے ہیں اور اسے پوری طرح ادا نہیں کرتے۔

4...... ہم نے رمضان کے عمرے کو فیشن بنالیا اور فرض حج کو مشقت کا باعث سمجھ کر اسے ترک کر دیا۔

5...... والدین نے اپنی اولاد کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت نہیں کی۔

6......اولاد ماں باپ کو بوجھ سمجھتی ہے اور انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتی۔

7 ...... بھائی اپنے سگے بھائی سے فقط مال کی وجہ سے محبت اور غریب بھائی سے تعلقات بھی نہیں رکھتا۔

8......سگی بہن اگر غریب ہے تو بھائی اس کے گھر جانا بھی گوارا نہیں کرتا۔

9......والدین اپنی مالدار اولاد کو غریب اولاد پر ترجیح دیتے ہیں۔

10......بیوی شوہر کا قبلہ بن چکی ہے۔

11......بیوی اپنے شوہر کی ناشکری ہے۔

12......نوجوان لڑکا باپ کو دور اور دوست کو قریب کرتا ہے۔

13......والدین اپنی نوجوان اولاد اور بہو کے ساتھ بیٹھ کر فلمیں، ڈرامے دیکھتے ہیں۔

14......موسیقی عام ہو چکی ہے، کوئی بھی مسلمان اپنے کانوں کو موسیقی سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

15......دعوتوں میں بے دریغ کھانا ضائع کیا جاتا ہے۔

16......شادی بیاہ میں خوب فضول خرچی ہوتی ہے۔

17......خود پسندی بڑھ رہی ہے، ہر چیز میں دکھاوا پیدا ہو چکا ہے۔

18......مال کمانے کی لالچ بڑھتی جارہی ہے۔اس سے غرض نہیں کہ حلال ہے یا حرام

19......لسانیت کی بنیاد پر بھائی بھائی کے اوپر اسلحہ تھانے کھڑا ہے۔

20......جس مومن کی عزت کو بیت اللہ سے بھی بڑھ کر فرمایا اس کو سرِعام گولیاں ماری جاتی ہیں۔

21......مسلمان بھائی کا مال دوسرے پر حرام ہے۔مگر اس کے باوجود اسلحہ کے زور پر دوسرے مسلمان کو لوٹ لیا جاتا ہے۔

22......اخبارات پر مقدس نام اور کلمات لکھے ہوتے ہیں مگر ہم چند روپے کے عوض اسے ردی میں فروخت کردیتے ہیں۔

23......نقص والے مال کو اچھا ظاہر کر کے اپنے بھائی کو دھوکہ دے کر فروخت کرتے ہیں۔

24......حسد اور عداوت کی بناء پر اپنے ہی مسلمان بھائی پر، اس کے گھر پر اور کاروبار پر کالا علم کرواتے ہیں۔

25......سیٹھ صاحب اپنے ملازمین کو ان کا اصل حق نہیں دیتے۔

26......رعایا کی نیت خراب ہو چکی ہے جبکہ حکمران عیاش اور مکار ہو چکے ہیں۔

27...... ملازمین اپنے سیٹھ سے تنخواہ لینے کے باوجود سیٹھ کی جانب سے منگوائی جانے والی اشیاء پر کمیشن رکھتے ہیں اور سو والی چیز کا ڈیڑھ سو بل بنوا کر پچاس کی ڈنڈی مارتے ہیں۔

28......میڈیا پر بے دریغ اسلام اور شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

29......مسلمان اپنے علماء کی غیبت کرتے ہیں اور ان کو برے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

30......قرآن مجید کو غلاف میں لپیٹ کر رکھ دیا، کبھی اس کی تلاوت پابندی سے نہیں کی اور نہ ہی اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

31......ہم نے اپنے آقا و مولا ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو اپنا لیا ہے۔

32...... سٹے بازی، جوا، ویڈیو گیم، شطرنج، اسنوکر اور دیگر بے ہودہ کھیل گلی گلی کھیلے جا رہے ہیں۔

33......سود کا نام منافع، شیئرز کا نام کاروبار، شراب کا نام وسکی، جھوٹ کا نام

ٹکنیک اور خنزیر کا نام دنبہ رکھ کر ان چیزوں کو خوب استعمال کیا جا رہا ہے۔

ہم سب اپنا محاسبہ کریں کہ کہیں ہم ان میں سے کسی گناہ میں ملوث تو نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر مصیبتیں، پریشانیاں، تکالیف، بیماریاں، رزق میں بے برکتی، گھروں میں پریشانیاں، محبتوں کا خاتمہ انہی گناہوں کی وجہ سے تو نہیں؟ ذرا سوچیں۔

☆ گناہوں کی نحوست دنیاوی نقصانات کی صورت میں:

جنتی زیور کے صفحہ نمبر 143 پر نقل ہے کہ گناہوں سے آخرت کا نقصان اور عذاب جہنم کی سزاؤں اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھئے! گناہوں کی نحوست سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

1......روزی کم ہو جانا

2......بلاؤں کا ہجوم

3......عمر گھٹ جانا

4......دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو کر صحت خراب ہو جانا

5......عبادتوں سے محروم ہوجانا

6......عقل میں فتور پیدا ہوجانا

7......لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوجانا

8......کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہوجانا

9......نعمتوں کا چھن جانا

10 ...... ہر وقت دل کا پریشان رہنا

11 ......اچانک لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہوجانا

12 ......اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، نبیوں اور نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہوجانا

13 ...... چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہوجانا

14 ......شرم وغیرت کا جاتا رہنا۔

15 ...... ہر طرف سے ذلتوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کا ہجوم ہوجانا

16 ......مرتے وقت مونہہ سے کلمہ نہ نکلنا

یہ سب گناہوں کی نحوست سے دنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

☆ گناہ کے باوجود عنایتیں رب کی طرف سے ڈھیل ہے:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 6 صفحہ نمبر 122 پر حدیث نمبر 17313 نقل ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ کریم اس کو عطا فرماتا ہے اور وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مقدسہ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں، ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب خوش ہوئے، اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے (سورۂ انعام، آیت 44)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نور العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر عذاب دل کی سختی ہے جس سے تعلیم نبی اثر نہ کرے۔ اس (آیت مبارکہ) سے معلوم ہوا کہ گناہ و معاصی کے باوجود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ کریم کا غضب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں، یہ کفر ہے (یعنی گناہ کو جان بوجھ کر اچھا کہنا اور اچھا سمجھنا کفر

ہے) یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکو کار (یعنی نیک بندوں) پر تکالیف آنا رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اس سے اس صالح (یعنی نیک بندے) کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

☆ گناہوں سے سچی توبہ کرکے رحمت کی چادر میں آجائیں:

محترم حضرات! آپ نے گناہوں کی نحوستیں سنیں واقعی آج یہ اُمّت پوری دنیا میں جو مشکلات میں گھری ہوئی ہے، یہ صرف اور صرف گناہوں کی کثرت اور دین سے دوری کی وجہ سے ہے۔

آیئے گناہوں سے سچی توبہ کرکے رحمت الٰہی کی چادر میں آجایئے اور جس قدر ہو سکے، گناہوں سے بچیں اور اللہ کریم کو راضی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے صالحین بندوں کے صدقے گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

قابل رشک خواتین

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاهِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ مریم سے آیت نمبر 12 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

عورت بھی اللہ کریم کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔اللہ کریم نے عورت کو بھی مراتب عطا کیے ہیں، کہیں عورت ماں کی صورت میں نظر آتی ہے۔کہیں عورت بیٹی کی صورت میں نظر آتی ہے، کہیں عورت بہن کی صورت میں نظر آتی ہے تو کہیں بیوی کی صورت میں نظر آتی ہے ہر ایک کو اللہ کریم نے الگ الگ فضیلتوں سے نوازا ہے۔

اگر عورت ماں ہے تو اس کے پاؤں تلے جنت رکھ دی گئی، اگر بیٹی ہے تو اس کی اچھی پرورش، تربیت اور نکاح پر جنت کی بشارت دی گئی۔اگر بہن ہے تو حسن سلوک پر اللہ تعالیٰ کی رضا رکھ دی گئی اور اگر بیوی ہے تو حقوق ادا کرنے پر مغفرت کی بشارتیں دی گئیں۔

مگر افسوس کہ آج عورت نے اپنے حقیقی مقام کو نہیں سمجھا جن جن اسلامی قوانین کا اسے پابند بنایا گیا ہے۔ وہ سارے اسلامی قوانین عورتیں توڑے جا رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ذلت و رسوائی نے عورت کو گھیرے میں لے لیا ہے مگر پہلے کی خواتین کیسی ہوا کرتی تھیں، وہ عظیم مائیں تھیں، وہ عظیم بیٹیاں تھیں، وہ عظیم بہنیں تھیں اور وہ عظیم زوجہ بن کر قابل رشک خواتین کی تصویر پیش کیا کرتی تھیں۔آیئے میں آپ کے سامنے ان قابل رشک خواتین کے کچھ واقعات پیش

کرتا ہوں جنہیں سن کر آپ بھی رشک کریں گے۔

☆ آپ ﷺ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے:

تاریخ طبری کے صفحہ نمبر 1435 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ غزوۂ احد کے دن جب یہ خبر مدینۂ منورہ پہنچی کہ مسلمانوں کو اس غزوہ میں بہت تکلیف پہنچی ہے اور بہت سے مسلمان شہید بھی ہو گئے اور ساتھ ساتھ شیطان نے یہ افواہ بھی پھیلا دی کہ نبی پاک ﷺ بھی شہید ہو چکے ہیں تو مدینہ منورہ کی عورتیں بے قرار ہو کر اپنے گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں، جب ایک انصاری خاتون باہر تشریف لائیں تو صحابہ کرام نے انہیں بتایا کہ آپ کے شوہر شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس خبر کی بالکل پرواہ نہ کی بلکہ بے تابانہ پوچھا کہ مجھے بتایا جائے کہ میرے سرکار ﷺ کیسے ہیں؟

پھر کسی نے راستے میں بتایا کہ آپ کے والد بھی شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس خبر کی بالکل پرواہ نہ کی بلکہ بے تابانہ پوچھا کہ مجھے بتایا جائے کہ میرے سرکار ﷺ کیسے ہیں؟

پھر آگے راستے میں کسی نے آپ سے کہا کہ آپ کے پیارے بھائی بھی شہید ہو چکے ہیں، آپ نے اس خبر کی بھی پرواہ نہ کی بلکہ بے تابانہ پوچھا: مجھے

بتایا جائے کہ میرے سرکار ﷺ کیسے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ خیریت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ان کا جائے مقام بتادو تا کہ میں اپنی آنکھوں سے ان کا والضحیٰ والا چہرۂ انور دیکھ لوں۔ کسی نے کہا: آگے تشریف فرما ہیں۔ یہ سن کر بے اختیار آگے بڑھیں اور رحمت کونین ﷺ کا پرنور جلوہ جب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھیں "**کل مصیبة بعدک جلل**" یعنی آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت چھوٹی ہے۔

محترم حضرات! صحابیات کو اپنے آقا و مولا ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ ان کے نزدیک دنیاوی لحاظ سے ہر رشتہ دار کی محبت کا درجہ، محبت رسول سے حقیر و کمتر تھا لہذا پیارے مصطفی ﷺ کی موجودگی میں آنے والی ہر مصیبت انہیں آسان محسوس ہوتی تھی۔ محبت رسول ان پر اتنی غالب آ چکی تھی کہ بڑی سے بڑی مصیبت چہرۂ مصطفی ﷺ کو دیکھ کر بھول جایا کرتے تھے۔ اسی کو امام اہلسنت علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہو سب غم بُھلا دیئے ہیں

☆ کنگن، رسول اللہ ﷺ پر قربان کردیئے:

سنن ابوداؤد میں حدیث شریف نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی: جی نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟

یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسول اللہ ﷺ کے آگے ڈال دیئے اور کہا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

محترم حضرات! ان صحابیہ کی عظمت کے قربان جایئے کہ جیسے ہی اپنے آقا ﷺ کی زبان سے عذاب الٰہی کی وعید سنی فوراً سونے کی مالیت نہیں بلکہ اخروی انجام کو پیش نظر رکھ کر کنگن اپنے آقا ﷺ کے قدموں میں قربان کر دیئے۔ کاش ہماری مسلمان بہنیں بھی اپنے زیور کی مالیت کا مکمل حساب و کتاب کرنے کے بعد ہر سال پوری پوری زکوٰۃ ادا کریں اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

☆ صابر و شاکر ماں:

بخاری شریف میں یہ واقعہ نقل ہے۔حضرت ام سُلَیم رضی اللہ عنہا ہمارے آقا ومولا ﷺ کے سب سے چھوٹے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ایک مرتبہ ان کا بچہ شدید بیمار تھا۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کام وغیرہ کی غرض سے باہر تشریف لے گئے۔

آپ کی غیر موجودگی میں بچے کی طبیعت بگڑتی چلی گئی حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔حضرت ام سلیم نے اس کی لاش کو ایک الگ کمرے میں لٹا کر کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا، پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگھار کر کے شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔

جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رات کو گھر تشریف لائے تو بچے کے بارے میں دریافت فرمایا: آپ نے جواب دیا: آج وہ بہت آرام سے ہے۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھ کر کہ بچے کی طبیعت سنبھل گئی ہے، مطمئن ہو گئے۔ پھر آپ فورا کھانا لے آئیں۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اچھی طرح کھانا کھایا۔ پھر آپ نے زوجہ سے صحبت فرمائی۔ جب سب کاموں سے فارغ ہو چکے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ایک مسئلہ تو بتایئے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے،تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں!

امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی لوٹا دینی چاہیے۔

شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ یقیناً ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی امانت تھا، آج خدا تعالیٰ نے اپنی وہ امانت واپس لے لی اور ہمارا بچہ انتقال کر گیا۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے صبر کا گھونٹ بھرا اور شکوہ شکایت سے محفوظ رہے۔

صبح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نماز فجر کے لیے گئے اور رات کا پورا ماجرا آقا و مولا ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ کے لیے دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔ اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب صبح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ تمام واقعہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل رات تم پر بڑی مبارک رات تھی، سبحان اللہ کیا عظیم رات تھی۔ میں نے ابوطلحہ کی بیوی (ام سلیم) کو جنت میں دیکھا ہے۔

☆مردوں کے ثواب میں سے حصہ:

اسد الغابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 398 پر نقل ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میں بہت سی عورتوں کی قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوئی ہوں۔ ہماری عرض یہ ہے کہ "اللہ کریم نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ ہم عورتیں بھی آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ ﷺ کی پیروی کا عہد کیا ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ عورتیں پردہ نشیں بنا کر گھروں میں بٹھا دی گئی ہیں۔ ہم اپنے شوہروں کی خواہشات پوری کرتی ہیں۔ ان کے بچوں کو گود میں لیے پھرتی ہیں، ان کے گھروں کی رکھوالی اور ان کے مال وسامان کی حفاظت کرتی ہیں جبکہ مرد حضرات جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجرِ عظیم حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ ہمیں بتائیے کہ ان مردوں کے اجر و ثواب میں سے ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟

یہ سن کر شفیق و مہربان آقا ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ دیکھو اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اسماء! تم سن لو اور جا کر بقیہ عورتوں کو بتا دو کہ

اگر وہ اپنے شوہروں کی خدمت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ شوہروں کی خوشنودی طلب کریں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں تو انہیں بھی مردوں کے اعمال کے برابر ہی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا خوشی ومسرت سے سرشار، تکبیر لگاتی ہوئی واپس تشریف لے گئیں۔

محترم حضرات! حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کیسی قابل رشک خاتون تھیں جنہوں نے اجروثواب کی کمی کا احساس کیا اور آج ہماری عورتیں انہیں نئے نئے خوبصورت لباس اور جیولری اور بناؤ سنگھار سے فرصت ہی نہیں۔ ان کی نظریں آسائشوں پر لگی ہوئی ہیں۔ اے کاش! ہماری خواتین کو بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا صدقہ نصیب ہوجائے۔ دوسری جانب گھر کا کام کاج، شوہر کی خدمت اور بچوں کو پالنے میں نفلی عبادت کا وقت نہ ملنے والی اسلامی خواتین کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے کہ وہ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور فرائض وواجبات کو ہرگز نہ چھوڑیں تو انہیں بھی مردوں کے اعمال کے برابر ثواب ملے گا۔

☆ قابل رشک ماں:

اسد الغابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 442 پر یہ واقعہ نقل ہے کہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا شرف صحابیت سے سرفراز ہیں۔ محرم الحرام 14 ھ میں جنگ قادسیہ کے

خون ریز معرکہ میں یہ قابل رشک ماں اپنے چاروں جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں جس وقت میدان جنگ گرم ہوا تو اس ماں نے اپنے چاروں بیٹوں کو حکم دیا کہ اے میرے بچو! جاؤ اور آخری دم تک راہ حق میں لڑو۔

ماں کا حکم سنتے ہی چاروں بھائی گھوڑوں کی باگیں اٹھائے رجز پڑھتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ والدہ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو کہا ''اللہ کریم کا شکر ہے کہ میرے فرزندوں نے پیٹھ نہیں پھیری۔ اللہ کریم نے ان کی شہادت کا شرف مجھے بخشا۔ اس ذات رحیم سے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت کے سائے میں میرے بچوں کے ساتھ مجھے بھی جگہ عطا فرمائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوئے اور چاروں بیٹوں کی تنخواہیں، انہیں عطا فرمانے لگے۔

محترم حضرات! وہ کیسی قابل رشک ماں تھی جس پر اپنی زندگی بھر کی کمائی چار جوان بیٹے راہ حق میں قربان کر دیئے اور شہادت کے بعد بھی نوحہ نہ کیا، صبر کے ساتھ دعا کی اور آج ہماری مائیں ہیں جو اپنے بیٹے کو کام کاج کے لیے لندن اور امریکہ اکیلے بھیجنے کے لیے تیار ہیں مگر دین کی راہ میں دو تین گھنٹے کے لیے بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہائے افسوس! آج دین مظلوم ہو گیا اور مال و دولت کی اہمیت بڑھ گئی۔

☆باپ سے بڑھ کر محبت رسول ﷺ:

اصابہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 85 پر نقل ہے۔ فتح مکہ سے قبل ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان حالت کفر میں اپنی بیٹی سے ملنے مدینہ منورہ آئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے بچھونے پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے جلدی سے آگے بڑھ کر بستر رسول الٹ دیا۔ ابوسفیان نے سخت جلال میں کہا: بیٹی تمہارا باپ اس قابل نہیں کہ وہ تمہارے شوہر کے بچھونے پر بیٹھے۔ یہ سن کر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ کسی عام ہستی کا بچھونا نہیں ہے بلکہ یہ بچھونا طیب و طاہر آقا ﷺ کا بچھونا ہے اور آپ مشرک ہیں اور مشرک ناپاک ہوتا ہے لہذا آپ قابل نہیں کہ پاکیزہ اور طیب وطاہر بچھونے پر بیٹھیں۔

محترم حضرات! یہ ہے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ سے حقیقی محبت و عقیدت کا اظہار کہ والد کی محبت بھی محبت رسول پر غالب نہ آنے دی۔ حقیقت میں یہ وہی لوگ تھے جن کا ایمان محبت رسول کی برکت سے کامل و اکمل تھا۔ مفتی اختر رضا خان صاحب نے کیا خوب فرمایا۔

نبی سے ہو جو بیگانہ اسے دل سے جدا کردے

پدر، مادر، برادر ، جان و مال ان پر فدا کردے

☆بعد وفات پردہ:

اسد الغابہ جلد 5 کے صفحہ 524 پر نقل ہے: حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کھلے جنازے سخت ناپسند ہیں کیونکہ ان میں عورتوں کی بے پردگی (یعنی جنازہ لے جاتے وقت عورتوں کے سینے کا ابھار ظاہر ہوتا ہے) حضرت اسماء نے کہا میں نے حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے۔ آپ کہیں تو اس کو پیش کروں؟

آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت اسماء نے خرمے کی چند شاخیں منگوائیں اور ان پر کپڑا تانا جس سے پردہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ اسے دیکھ کر سیدہ خاتون جنت بے حد خوش ہوئیں۔ پھر حسب وصیت آپ کا اور آپ کے بعد بی بی زینب کا جنازہ بھی اسی طریقے سے اٹھایا گیا۔

محترم حضرات! یہ پرورش رسول تھی جو خاتون جنت میں ظاہر ہورہی تھی، وصال کے بعد بھی پردے کی فکر ہے مگر آج کل کی مسلمان عورتیں اپنی زندگی میں بھی اپنے پردے کو بھلا بیٹھی ہے۔ باریک لباس چست لباس پہن کر گلے میں

باریک دوپٹہ لٹکائے، بعض تو بغیر دوپٹہ کے گلیوں اور بازاروں میں بے پردہ گھوم رہی ہوتی ہیں۔ فی زمانہ مغربی طرز زندگی سے متاثر خواتین نے پردے کو بوجھ اور مصیبت سمجھنا شروع کردیا ہے بلکہ اسلام دشمن قوتوں نے بے پردگی کے ذریعے فحاشی وعریانی کو عام کرنے کے لیے کئی نام نہاد مسلمان خواتین کو خرید کر آزادی نسواں کے نعرے لگانے پر مقرر کر رکھا ہے۔

کاش! آج کے دور کی مسلمان بہنیں بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اتباع میں باپردہ اور باحیاء ہوجائیں تو بلامبالغہ ہمارے معاشرے سے 75 فیصد گناہوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رنگ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کی پیاری ماں میں نظر آتا ہے۔

☆ پاکیزہ دامن کا دھاگہ:

گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اخبار الاخیار کے صفحہ نمبر 40 پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی، لوگوں نے بہت دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی۔ پھر خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے اپنی والدہ محترمہ کے پاکیزہ دامن کا ایک دھاگہ اپنے ہاتھ میں لے کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی: یااللہ! یہ اس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے جس پر کبھی

بھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی۔ اس کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں مولا! باران رحمت کا نزول فرما۔ ابھی خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ بارش برسنے لگی۔

محترم حضرات! یہ خواتین تھیں جو سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے والیاں تھیں۔ آج بھی اگر ہماری مسلمان مائیں، بہنیں حیا کے تقاضوں کو پورا کرکے اللہ کریم کی اطاعت میں عمر بسر کریں تو وہ بھی بلند مقام حاصل کرسکتی ہیں۔

☆صبر اور نماز سے مدد:

اصابہ صفحہ نمبر 9 پر ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بیٹے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مصر میں 38ھ میں شہید ہوئے۔ بعد شہادت دشمنوں نے ان کی لاش کو ایک گدھے کی کھال میں بند کرکے جلا دیا تھا۔ جب حضرت اسماء کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہوگئیں۔

محترم حضرات! یہ صبر کا اعلیٰ درجہ ہے کہ بیٹے کی شہادت اور بعد شہادت لاش کو بے دردی کے ساتھ جلا دینا مگر زبان میں شکوہ شکایت لائے بغیر نماز سے مدد حاصل کی۔ اے کاش! ہماری ماؤں، بہنوں میں ایسا انقلاب برپا ہوجائے کہ وہ

مصیبتوں اور پریشانیوں پر واویلا کرنے کے بجائے صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے والی بن جائیں۔

☆زمین کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں:

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 90 پر نقل فرماتے ہیں کہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایمان لانا فرعون سے پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ جب کسی طرح اسے خبر ہوئی تو اس نے آپ کو دین موسیٰ علیہ السلام سے پھر جانے کا حکم دیا۔ لیکن آپ نے اس کا کہانہ مانا۔ آپ کے انکار پر وہ غصہ میں آگیا اور اس نے طرح طرح کی سزائیں دینے کا حکم جاری کیا۔ آخر کار کیل لائے گئے اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے بدن میں ٹھونک دیا گیا۔ لیکن آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہ ہوئی بلکہ آپ فرماتی ہیں: اے فرعون! تو نے اگرچہ میرے بدن پر قابو پالیا لیکن میرا دل میرے رب کی حفاظت میں ہے۔ اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے، تب بھی میرے ایمان اور محبت الٰہی میں اضافہ ہی ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے سے گزرے تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آواز دی اور کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے بتایئے کہ میرا

رب مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ انہوں نے فرمایا: اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ کریم ان کے سامنے تجھ پر فخر فرما رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کر۔

یہ سن کر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی۔ اے میرے رب! میرے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر فرما دے اور مجھے فرعون، اس کے عمل اور ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرعون اپنی بیوی کو دھوپ میں سزا دیتا تھا۔ جب سزا دینے والے چلے جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کرتے اور وہ جنت میں اپنا گھر اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتی تھیں۔

اے میری ماؤں اور بہنو! اگر کبھی دین کے کام میں کوئی رکاوٹ یا تکلیف کا سامنا ہو تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی تکلیفوں کو یاد کر لیا کرو۔ آپ کو حوصلہ ملے گا اور آپ کا دل مطمئن ہو جائے گا کہ ہماری تکلیفیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ اصل تکالیف تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اٹھائی ہیں۔

☆ جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہو سکتا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 661 پر روایت فرماتے ہیں کہ سابقہ زمانے میں جب کوئی شخص روزی کمانے کے لیے سفر پر روانہ ہوتا تو اس کے گھر کی عورتیں عرض کرتیں:

''صرف رزق حلال کے لیے کوشش کرنا، حرام کی طرف نظر بھی نہ کرنا، کیونکہ ہم بھوک و فاقہ پر تو صبر کر سکتے ہیں لیکن (حرام کھا کر) ہم سے جہنم کی آگ پر صبر نہیں ہو سکتا''

محترم حضرات! وہ کیسی خدا تعالیٰ سے ڈرنے والی عورتیں تھیں جو اپنے مردوں کو حلال روزی کی طرف راغب کرتی تھیں اور آج ایسا وقت آ گیا کہ عورتیں مردوں سے کہتی ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتیں، ہماری تمام خواہشات کو پورا کرو، جو بھی کرو، کہیں سے بھی کما کر لاؤ، بس ہمیں مال چاہیے۔ یہاں تک کہ بعض عورتیں جن کے مرد حلال اور کم روپے کماتے ہیں، وہ اپنے مردوں کو یہ طعنہ تک دیتی ہیں کہ فلاں کو دیکھو کتنا پیسہ بنالیا اور ایک تم ہو کہ آج اپنا اچھا وسیع گھر نہ بنا سکے۔ بالآخر مرد طعنہ سن سن کر حرام کمائی کی طرف چلا جاتا ہے۔

☆ثواب کی خوشی میں تکلیف بھول گئی:

کیمیائے سعادت کے صفحہ نمبر 738 پر امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں

کہ شیخ فتح موصلی علیہ الرحمہ کی زوجہ محترمہ کو ایک مرتبہ زوردار ٹھوکر لگی، جس سے پیر کا ناخن ٹوٹ گیا، لیکن آپ کے چہرہ پر مسکراہٹ تھی۔ شیخ فتح موصلی علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا: کیا ناخن ٹوٹنے سے درد نہیں ہو رہا؟ عرض کی کہ تکلیف پر ملنے والے اجر و ثواب کی اتنی خوشی ہے کہ درد کا احساس ہی نہ رہا۔

محترم حضرات! یہ قابل رشک عورتیں تھیں جو اجر و ثواب ہی کی حرص میں رہتی تھیں ان کو صرف اور صرف آخرت کی فکر ہوا کرتی تھی۔ کبھی پریشانی پر شکوہ شکایت نہ کیا۔

☆ عبادت گزار لونڈی:

کتاب **تنبیہ المغترین** کے صفحہ نمبر 158 پر نقل ہے کہ حضرت حسن بن صالح علیہ الرحمہ کا طریقہ تھا کہ آپ اور آپ کی لونڈی رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً کسی ضرورت کے باعث آپ نے اس لونڈی کو بیچ دیا۔ پس جب وہ دوسرے لوگوں کے پاس پہنچی حسب معمول عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نماز شب شروع کی تو نداء کی کہ لوگو! اٹھو، نماز پڑھو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو صبح پڑھیں گے۔

جب کچھ دن یہی معمول رہا تو وہ آپ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ

آپ نے مجھے ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے کہ جو تمام رات سوتے رہتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ان کو آرام کرتا دیکھ کر کہیں میری ہمت بھی پست نہ ہو جائے۔ یہ سن کر آپ کو اس پر رحم آ گیا اور آپ نے اسے دوبارہ خرید لیا۔

محترم حضرات! جن کو ذکر الٰہی کی حلاوت نصیب ہو جائے، جن کو یاد الٰہی کی چاشنی لگ جائے جن کے دلوں میں عشق الٰہی کی شمع روشن ہو جائے، انہیں اپنے پیارے اللہ کے ذکر کے بغیر سکون محسوس ہی نہیں ہوتا۔ وہ یاد الٰہی کے بغیر ادھورے ہوتے ہیں۔ اے کاش! ہماری ماؤں بہنوں کو بھی یاد الٰہی کی حقیقی چاشنی نصیب ہو جائے۔ آمین

☆ نیک شوہر یا مال:

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی زوجہ حضرت فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک بیش بہا اور بے مثل گوہر تھا۔ جو ان کو ان کے والد عبدالما لک نے دیا تھا۔ ایک روز حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنا تمام زیور (مع اس گوہر کے) یا تو بیت المال میں جمع کرا دو یا مجھے ناپسند کرو تاکہ میں تمہیں خود سے جدا کر دوں (یعنی طلاق دے دوں) کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ میں اور تم اور تمہارا زیور ایک گھر میں ہوں۔

آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ آپ میرا تمام زیور شوق سے بیت المال میں داخل کر دیجئے۔ میں زیور کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ان کا تمام زیور لے کر بیت المال میں داخل کر دیا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا اور (حسب وصیت) یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا تو اس نے آپ کی زوجہ محترمہ (اپنی بہن فاطمہ) سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا تمام زیور بیت المال سے واپس لے کر تم کو دے دوں۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو چیز میں اپنی مرضی سے اپنے شوہر کی زندگی میں دے چکی ہوں تو اب ان کے انتقال کے بعد بھی واپس نہیں لوں گی۔

محترم حضرات! حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے چونکہ آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مثل روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا تھا لہذا آپ کو عمر ثانی کہا جاتا ہے۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ نے موجودہ دور کے حکمرانوں کے برعکس دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو چکے تھے۔ اپنا تمام مال ومتاع بیت المال میں جمع کروا دیا تھا۔ اپنی زوجہ کے بارے میں بھی یہی خواہش تھی کہ وہ بھی اللہ کریم کی بارگاہ میں مقبول بننے میں رکاوٹ ڈالنے والی ہر چیز سے دور ہو جائیں لہذا اسی مقصد کے تحت انہیں قیمتی گوہر بیت المال میں جمع کروانے کا حکم فرمایا۔ بصورت دیگر انہیں

علیحدہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی بیوی کی جگہ کوئی آج کل کی عورت ہوتی تو شور شرابا مچا دیتی اور شوہر کا جینا دوبھر کر دیتی مگر وہ کیسی سعادت مند بیوی تھی جس نے مال کو نہ دیکھا، اپنے شوہر کی اطاعت اور خوشنودی کو دیکھا۔ اے کاش! ہماری مسلمان بہنوں کو بھی شوہر کی ایسی اطاعت نصیب ہو جائے تو پھر ہمارا معاشرہ خوشحال معاشرہ بن جائے۔

محترم حضرات! آپ نے قابل رشک خواتین کے حالات سنے، کیا ان خواتین کا جذبہ تھا جن کا مقصد صرف اور صرف اللہ کریم کی رضا اور خوشنودی تھا۔ ان خواتین نے اپنی آخرت کو سنوارنے کا سامان تیار کر رکھا تھا۔ ان کے اندر عبادت کا ذوق وشوق، علم دین حاصل کرنے کی لگن، شوہر کی اطاعت وخدمت اور گناہوں سے بچنے کا عظیم جذبہ تھا۔

فی زمانہ ہماری خواتین میں یہ باتیں دور دور تک نظر نہیں آتیں۔ ان میں سب سے بڑا قصور والدین کا ہے جنہوں نے اپنی بچیوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس نہیں کروایا۔ بچی کیا کرتی ہے؟ کہاں جاتی ہے؟ موبائل پر کس سے باتیں کرتی ہے؟ کسے ایس ایم ایس کرتی ہے؟ والدین کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پھر یہی بچیاں ناآشنا افراد کے ساتھ گھروں سے بھاگ کر والدین

کی عزت کا جنازہ نکالتی ہیں۔

خدا کرے کہ ہمارے والدین میں دینی شعور بیدار ہو، انہیں اس چیز کا احساس ہوجائے کہ ہمیں اپنی بچیوں کی دنیا وآخرت دونوں سنوارنی ہیں۔انہیں ایسا بنانا ہے کہ ان کی بچی جہاں بھی جائے، ان کے اخلاق وکردار کی تعریف ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہماری بہن، بیٹیوں کو اسلاف کی زندگی کا عملی نمونہ بنادے اور ان کی جان و مال، عزت و آبرو اور عقیدے کی حفاظت فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ